حرف نون

حرف واو

حرف الصاد

صارم۔ صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص۔ میر عبد الحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے۔ آپ سادات خواف سے ہین۔ آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۴۲ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین ہوئی۔ نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس مین فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ مین مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی مین گذارے۔ غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۱۶۲ھ ہجری مین خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی۔ آپ برار مین رونق افزا ہوئے۔ خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے۔ پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد مین شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی۔ ۱۱۷۱ھ ہجری مین حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے۔ صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ اور آپکو بھی ہمراہ لیا۔ حیدر آباد مین آپکو قلعہ گولکنڈہ مین مقید کیا۔ اور آپکے بھائی میر عبد السلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد مین بھیجا۔ پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدر آباد آئے۔ اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی اور ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک
چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب و تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی۔ تجارت و زراعت کی
بہی عمدہ حالت تہی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے۔ کسی کی مجال
نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع
تہے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے۔ ذہانت و فطانت
مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے۔ صولت و بہادری مین
شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تہے۔ سخندان و سخنگو زندہ دل تہے۔ صاحب تمکین
و وقار۔ رحم دل و بردبار تہے۔ برامکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے۔ علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ حکیم و ادیب تہے۔ خوش تقریر
و خوش تحریر تہے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے،
آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

متین و شوری کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے لغزش خطا
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمین اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک سے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لایق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم ہین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم یہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کھنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو ہاتہہ مین لئے کھڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئے۔ ملاحظہ کیجئے ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ ناءی و نوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکہون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے سنتے ہین نہ آنکہون سے دیکھتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تونے بہت سے گہر خراب کئے اور آیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تہے سونچ سمجہکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی ہو کا نہین پاتے تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشا رشاہنواز خانی مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجہکو یالالا معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اسکے اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکہکر عرض کیجئے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے
جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے ماثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے
کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبدالحی خان
و میر عبد السلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور
مسمیٰ کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے
دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔
آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے
تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما
و شعرا کے ساتھ مجالسہ و مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی
و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعر گوئی مین بھی بیمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور
زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا کہین کہین
چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف
و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ
معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی
خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ تیموریہ خاندان کے
تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جنرو کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بہی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکہے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدداروں کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکہنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پہر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تھے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کو لاس مین امانتًا مدفون کئے پہر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اُسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ؎

افسوس کہ رفت امیرِ عالی گوہر	دیوانِ دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا	صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا		آفتاب آئینہ باشد جلوہ روئے ترا
نکہت از عالم کند آگاہ دلدار مرا	ولہ	در فراقت می پسند دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

حلقه زد مار صفت بسکه بگرد کمرت		بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا
روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود		دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا
پیری چو رسید قامتت گشت دوتا	وله	بر موی سفید وسمه هیچ است حنا
ای شیخ عبث فکر جوانی داری		مس را نتوان ساخت بتلمیع طلا
تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی	وله	سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا
ز غیر دوست بپرداز خلوت دل را	وله	نه کعبه مسکن لات است منزل عزا
مرا ز مردمک چشم شد عیان صائب	وله	که کمترند در آفاق مردم بینا
قیامت میکند برپا بتی کز خود خبر دارد	وله	تو و بالا ساخت حسن یار را آئینه پیدا
بس تخم درد کاشته ام در زمین دل	وله	جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا
در جستجوی خال تو دل شد اسیر زلف	وله	آری بدام صید پی دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد		در محفلی که صرف پر پروانه میرود
بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا	وله	ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت		چو نی ز روز ازل لازم است ناله مرا
نماند تاب چه امشب دل خراب مرا	وله	بماهتاب برآرند آفتاب مرا
سرمگین چشم برده جان مرا	وله	نیست ممکن صدا فغان مرا
شگون گل بود کز پیرهن برتن دمید نهانها	وله	به بلبل هم مبارک است آه از دل کشید نهانها
هنرور کی تواند دید زیر چرخ آرامی		در غلطان ندارد یاد شکل آرمید نهانها
چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت		که دل گاه نبض از هم برید کوی طبیب نهانها
بجز بیجا صلی ندارد کردن افزائی		بهر شمشاد باشد نی عوض از سر کشید نهانها

کند ایام هردم دختر رز در بر مینا — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا
کی خوش نمائی حسن معنی صورت لفظی — تهی از می گل بیرنگ باشد پیکر مینا
چسان آسان برم جان را از دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا
دلی دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سری دارم بدوش خود بلا گردد سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل ریش مرا
هرچند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هرکس که زند بر لب خود مهر ادب — بدخواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست — در کشور سینه داد بیداد شماست
از جنبش دل نام شما می خیزد — این دانه ز سبحه های اوراد شماست

وله

ما را بسوی شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست
اینشوخ من بیا که درین فصل نوبهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آورم که مرا — داد آواز یار آمده است
خنده زیر لب و ابرو چین — بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که اتمام درو پیدا نیست — تا صبح شو و شام درو پیدا نیست
چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز کسی نام درو پیدا نیست

وله

ای مهجوران که عید می رام شماست — شخص مینا بحلقه جام شماست
لازم گیرید یاد شیفتگان — صهبای طرب کنون که در کام شماست

وله

از دیده من که بر تو حیران شده است — در عرض ره تو فرش سامان شده است
در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده نم از اشک نمایان شده است

ایدوست بیا که بهر پا اندازت — در کوی تو فرش نرگستان شده است
چون برق جهنده پا درویت رگ شوق — ای دوست بیا که وقت باران شده است

وله

با یاد یوسف گم گشته خود ای عزیز — بیت الحزان از دل اندوهگین کردیم طرح
در دل ما عکس چین جبهه اش صورت گرفت — گر دهی انصاف ما نقش چین کردیم طرح

وله

هرکس ترا دید بکس رو نکند — وانکس که ترا شنید گل بو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان — مست می عشق تو بهی خو نکند

وله

ای بادکشان می که می نوش کنید — حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
وارید بدل زخود فراموشان را — ای کاش فراموش اگر فراموش کنید

وله

زشوق چشم او نرگس نگه پیچیدن نمیداند — بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله

ای که همواره لعل تو می گون شده — شیشه می زلبت آبله خون باشد

وله

گهی تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — برای کشتن عشاق شیوه ها دارد

وله

چگونه جان برد آسان زظلم خود ظالم — که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله

در جست و جوی خال تو دل شد اسیر زلف — آری مدام صید پی دانه می رود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلی که صرف زپروانه می رود

وله

سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را — که جز جواب نگردد صدا زکوه بلند

وله

اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد — ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله

بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد — گل از چمن کف ساغر بدست برخیزد
زهیچ و آن چه سوال و جواب خواهد بود — شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
کدورتی نکند جا درون صاف دلان — اگر بر آینه گردی نشست برخیزد

ظالم نگهان بدل چه منزل کردند — وله — صد جور و جفا بر من بیدل کردند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام — تیغ ابرو نموده بسمل کردند

داشت شوق گل رخ تو نهانی نرگس — وله — گر عدم چهره برآورده خزانی نرگس

از تاب حسن روی تو نازد بجوش گل — وله — از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده — گر شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — ما کنده ایم نقش ترا در نگین دل

سرمستی کردند رنگ کاغذ دیوان من — وله — بسکه در وصف لب شیرین مقامی کرده ام
تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند — بازگشتیهای مژگان ترا فهمیده ام

مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم — وله — آن وحشی ام که گوشه دل هست بیشه ام
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال — من داغ رشک سرخ تو صدارم همیشه ام

ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم — وله — بیا در روی تو آخر صنم پرست شدم

نمیدانم چه ثابت کرده ظالم گناه من — وله — بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من
با ناوک بدنش جان میدهم هیهات در قتلم — تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من
نگه در دیده سویش کردم از شرم احتیاجات — نویسد سطرها از اشک چشم عذرخواه من

گل بچه رنگ شکند رخ بگشا که همچنین — وله — سنبل ترجنبان و مد خط نما که همچنین
جستن برق رویش خواست نشان بدهد من — صورت آن بخنده کرد اکه همچنین

شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی — وله — ز گیسو جام می از سوی بگیر نشار بنگی
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم — مهر صلحی نداری گر بیا اندیشه جنگی

تو و ملک سلطنت خویش من و کوچه گدائی — وله — که بشاهی سکندر زند هم برهنه پائی

سر کیمیا گر ہمت رہ عشق گیر صائم	کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کھل گئین یہ آنکھین
پھر موند پلک مین وہ نہ دیکھا رویا
مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا
دیکھون تو مجھے کہنے ہے صنم گویا

ولہ

مجھے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا
کہا اوسکا خدا کی سون اسے بارو بجان کرتا
فلک گرتا زمین پھٹتی چمن سے رنگ اڑ جاتا
اگر مین اپنے دلکا حال ظالم بیان کرتا

ولہ

ازبسکہ تم اب عشق کی سیکھی گھاتین
سب بھول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر
اسوجہ ستین شاید کہ پھرین دل راتین

ولہ

سجن تجھ زلف مین دل بل رہا ہے
ہمارے ہاتھ مین کب دل رہا ہے
نہین کھلتا ہمارو باغ سون دل
یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مزہ کا گوشت قیمہ ہے
سراپا غرق خون ہو داغ دل سر بہ قیمہ ہے
نہین کہتا ہون دست زور اپنی خون ناحق کی
مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کو ن پہنچے
اسیرون کی قفس کے کس تئین پروا ہے آمد بہار کی
ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی - صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص - صلاح الدین نام - آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تھے - وطن مالوفہ سے ہند مین آئے - اور یہان سکونت پذیر ہو گئے - آپ بھی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے - پھر گجرات سے لاہور مین آگئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا - آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تھے - صابر و قانع تھے -

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تھا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہو گئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکھتے تھے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تھے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تھا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروشی ہین کہ خواہد گل بہا زار آورد	بایداول تاب غوغائے خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم و گرنہ میغر ستادم	کف پائے بحرمت چینئی خار مغیلانش
با تو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن و نادیدن تو

صادق - میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ شاعر خوش فکر و خوش بیان تھا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آیا۔ شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا۔ نظام شاہ نے از روی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا۔ صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا۔ **ھوھذا**

شنو چنکہ بسادگی از و کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صائی - اردستانی

صائی تخلص۔ مرزا اردستانی نام سے مشہور تھا۔ وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین بارباب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری وشعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہٖ**

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد | کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین وارد ہند ہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقائع نگاری و دیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدۃ العمر شادی نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مرأۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا جو میر صابر کا تبنّی و تربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ و رباط بنا فرمایا۔ اور قہرو نام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی جب اسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب و برباد اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل جسکا عرض پچیس ذرعہ اور طول یک فرسخ ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور حمام بہی بنایا۔ اُسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہی کلامہٗ اور میر صابر نے ۱۰۲۷ھ؁ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی سے

بکاوش مژہ از گور تا نجف بردم اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تہوڑا تغیر کرکے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ہے بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد ٭ میر صابر ۹۶۴ھ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ہے

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می رہ اطرب ایاغ اعظم خان است
ماہیکہ جہان منور است از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک و زاغش کردیم
دیدیم کہ با ماسر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و ندرانہ گذارتے تھے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

	من اشعارہ الفارسی	

زبسکہ خار نبود وصف بستان مرا		ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا
شبے بجانۂ ما گر ترا گذر افتد		بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

	صفا۔ میر ذوالفقار علیخان لکھنوی	

صفا تخلص میر ذوالفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکھنو سے تھا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تھا لکھنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا و رؤسا کی مدح مین قصائد لکھے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پھر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تھی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پھر تو آپ شہرۂ آفاق ہوئے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تھے۔ صاحب مذاق و قدردان تھے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تا بمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد باکمال تہے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تہے - صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بہی لکہی ہین - مثلاً مثنو چہو منتر وغیرہ مشہور ہین - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعا انتخاب کرکے ہدیہ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تہے - آپکا انتقال سنہ ١٢٦٠ ہجری مین ہوا -

من اشعاره الفارسی

مراد لیست چه وحشی رسے که در گفتار
بزینه در بیت العتیق میما ند
فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر
بهار آئینه قصر لاجوردی بین
اگر بطبع در آید معانی و لکش
بهر طرف نگرم روبه پیش صحرا است
بطالعم در دولت کشاده شد باید
کجاست گرمی بازار مردم شروان
جناب عشق بفکر عمارت دلم ست
چه سروری که بهنگام گنج بخشی او
نسیم گلشن خلقش چو محفل آراید
بعهد او نخرد کارگاه افسون باف

سخن بدر کند و بنگر سو و یوار
سر سجود من و آستانهٔ دربا
بود بفکر چه تعمیر پیراسته کا
هجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیا
اساس هیئت شمار و طبیعت اشعا
مگر تعلق دل شد با بروئے و لدا
که مثل سایه شوم سجده ریز تا دیو
که دستگاه فروشم چو ساغر سنجا
چنانکه خامه و سنور در گشائش کا
گذارد از عرق شرم بر گوهر با
زمانه ناز فرو شد با هوان تتا
شعاع دیدهٔ خورشید را بقیمت نا

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین	بہار زہی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او الناس راے خلے	نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل	کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	چہ ارمغان کہ نبار و سوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہا گیتی استوار	جشن عیش نو بہ چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زو رقم ہمت ز فضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر با ہم مبارک سازگار

ایضاً ولہ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان ۱۰۱۸ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ فارسیہ سے فارغ التحصیل ہوکے ہند و سندہ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصراً تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی **ھو ھذہ**

سوئے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت | بازاز عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک نہ پیدست کسے | آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

سچ ہے آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تھے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد باجد بندر سورت مین عبدالرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تھے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔
پس ۱۰۲۱ہ ہجری مین نوکری ترک کر کے احمدآباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کر کے ۱۰۲۲ہ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے جب ۱۰۲۳ہ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بھیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تھے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تھی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصر اً لکھتا ہون هو هذه

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد با جد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے ۱۰۳۴ھ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہو گئے۔ مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکھی ہے

بہر سال وفات او گفتم — رفتہ ملا محمد صوفی ۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ — کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جا را

نمی ماند این بادہ اصلاً با ب — تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۶ھ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور ۱۰۲۷ھ ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا۔ پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر میرے والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوشنویس و مصنف تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اُسوقت مغفور تخلص اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر ۱۰۲۸ھ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔ ~~~
فلک دیگر بکام زند در و آشام میگردد	عسس گو خواب حمت کن امشب جام میگردد
سر شوریدہ پاسبانان نتوان باز آورد	این دستار پریشانست کہ از سر بندند
پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے
پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے ۱۰۳۲ سنہ
مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ
شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ
پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ	یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ
پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے
۱۰۲۹ سنہ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا
اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین
یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے
ہمرکاب تہے ۱۰۳۰ھ سنہ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ
وحی کہ جان و مد بدن نغمہ نی ست	آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست
مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ ان دنون مین مولانا محمد حسین کشمیری کی خدمت مین
مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ
رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت افتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر ۱۰۳۵ سنہ
مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین قزوینی تخلص بہ سیرتی سے
خط کی مشق کرتا تہا۔ سیرتی شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا - وہان دیر تک قیام پذیر رہا - پھر وہان سے بارادہ بیت اللہ راہی ہو
گیا - من اشعارہ

ازبس بر آستانِ تو شبہا فتادہ ام
چون نقش پائے خویش از پا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم
اے دوستان ز عالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تھا - وہ مشاہیر شعرائے
زمانہ سے تھا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تھا - چند مدت جہانگیر بادشاہ
کی خدمت مین بھی بسر کیا - آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تھا - مین نے آپ کو
سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین دیکھا تھا - شاعر ماہر و بداعتقاد تھا - سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک
بنگالہ مین فوت ہوا - من اشعارہ

دوش در اندازِ زلف یار گرفتن
برسن آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر وزہ آفتاب بیاموز
راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پھر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تھا - میرے والد کے
پاس ملنے کیلئے آیا تھا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تھا - اولاً وطن سے دکن مین
آیا تھا - پھر دکن سے پٹنہ مین پہنچا - چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو
روانہ ہوا - من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر
گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

اُنہین ایام مین میرزا قاسم نامی اصفہانی بھی پٹنہ مین وارد ہوا - لطیف الطبع تھا
فن موسیقی مین مہارت کامل رکھتا تھا - اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تھا بلبرجی
تخلص کرتا تھا - چند روز کے بعد فوت ہوا - میرے والد کے دوستون سے تھا - اُسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس از خم و پیچ سر کشیدیم چو آب نالان نالان بسے دویدیم چو آب
چون از منزل نشان ندیدیم چو آب در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا

پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولا وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور رہا تہا۔ وزارت سے معزول ہوکے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلف او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے من اشعارہ

زلفش ز دو سو گوئے رنج ز ایمان در ربود از یکطرف آمد خط و گو راز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور نیز ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشخبر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من ز انسان کہ روز ابر ز باران کتاب را

محمد فصل و سال و چہار ست   علی زان فصلہا فصل بہار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا۔ مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا۔ فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذار ان فرو رفت باغ   روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا۔ پہر پٹنہ سے جونپور گیا۔ مین اس سے دونون مقام مین ملا ہون۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا۔ شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا۔ کچہہ فروغ نہین پایا۔ جونپور سے بنارس مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوگیا۔ جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اُسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عنایت سے سرفراز ہوا۔ جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اُسوقت بنارس مین مراجعت کی۔ بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا۔ جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا۔ مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا۔ آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا۔ صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا۔ من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت   حیف چون عمری کہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے۔ ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے۔ خوش مزاج و لطیف الطبع تہا۔ دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔
جب ۱۰۳۴ھ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش | نازہ پرورد گلستان زخم خارے ہم نداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست | ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تھے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکھا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش | شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پھر ایران سے ہندروانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے سر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تھا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا رستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پھر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ؎

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پھر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکھا ہے۔ اگر دیکھنا مطلوب ہو تو وہان دیکھیئے۔ من اشعارہ

بیدوست یکدو روز صبورم کہ از فراق چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک ورشما آوارگی می افگند کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پھر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تھے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد مرد صالح و متقی تھے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین رہتے تھے۔ مین آپ سے اکبر آباد مین بھی مشرف ہوا تھا۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لذت مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبد العزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تھے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشود حمایدوست   تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبدالحکیم شعرائے زمان سے تھے۔ کبھی عطائی۔ کبھی معنوی تخلص کرتے تھے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تھے۔ اب سنتا ہون کہ دونون بھائی فوت ہو گئے۔ من ۲ اشعارہ

بلب گرفته بطمی ازین جهان رفتم	بسان طفل که پستان گرفته خواب رود
هر لحظه خطش ور نظرم خوبتر آمد	همچو خط اُستاد که بینی بتامل
سودا بسرم همچو پلنگ اندر کوه	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه

اور شعرائے جونپور سے تھا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اُسکی عمر صد سال سے زیادہ تھی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بھی تھا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تھا۔ من ۲ اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب دنیا دل دانا   کہ شمع مردہ را برسر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۵ھ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اوّلا جونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اُسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تھا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقعہ ۱۰۳۶ سنہ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در فنن شاہ ساز دا ز بہ سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ سنہ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
ز یک نگاہ بمن لاف التفات مزن	نکرد دعوی خود کش بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز سنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتداروں سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسکے مین آیا کہ وہ فوت ہو گیا۔ سنہ

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت ما را غم سر نیست لیکن غم تیغ نیست

نیز برہانپور مین میر قاسم گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز سہ سالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جامِ عشرت ما جز نجون مباد   خالی نی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا - اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا اُزبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا - میرزا لطیف الطبع تہا - من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم   کاسائش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چند روز برہانپور مین مقیم رہا - خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کر لی - بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا - اور اکبرآباد روانہ ہوا - مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت وہمرکاب ہونے سے باز رہا - اور جنیر کا ارادہ کیا - جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا - منازل طی کرتے ہوئے - شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا - شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا - اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا - اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا - ھو ھذہ

چون بسوئے دکن نہادم رو	سخت محنت کشیدم از ہر سو
رخت بستم ز شہر برہانپور	چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا	رنج بر رنج فزود مرا
خون دل را دران گذرگہ تنگ	راہبر اشک و آہ پیش آہنگ
تیرہ شد روز و نفروزئی من	دل من تنگ تر ز روزئی من
زخم از درد و دل ز زیر شدہ	دلم از راہ یاد گیر شدہ
چار دم روز چون سپردم راہ	شہر کرکی پدید شد ناگاہ

شہر عنبر نسیم مشک سرشت — آب او بردہ آبروئے بہشت
خاک آن بقعہ مشک اذفر بود — راستی آن بنائے عنبر بود
ہم درو قصرے آسمان مانند — سایہ برابر و پایہ بر اوند
ساکنانش ملک بہ نیکوئی — بر زمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل — آب در دیدہ آتشے در دل
شہرے آمد بہ پیشم اندر راہ — قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ
قلعہ سر فراز ہمچو فلک — ساکنانش شنیدہ ذکر ملک
قلعہ داران فزون تر از انجم — فکر اختر شمر در ایشان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او — شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماہ — دست گردون ز دامنش کوتاہ
نام آن شہر و قلعہ پرسیدم — زیکے دیو گیر بشنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد — اینچنین شہر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد است — شاہ جم دولت درو شاد است
شہریار دکن نظام الملک — مالک صف شکن نظام الملک

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی ہے اور اورنگ آباد مراد ہے - تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا - اولًا اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ - چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی - ملک عنبر نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا - اور اسمیں عمارات عالیہ بنا کیا - انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا - کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر حبب
نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چند روز عادلشاہی
دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی - مع جمعیت عبید حبشیہ دکنیہ
وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا - ایکروز
بطریق سیر و شکار اُس میدان پُر فضا جہان شہر کرکی آباد کیا تھا آیا - اور وہان خیمہ
و خرگاہ قائم کیا چند روز شکار و سیر مین مصروف رہا - اس مقام کی سبزی و شادابی
دیکھکے بہت محظوظ ہوا - مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد
کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا - یاران جلسہ نے ملک موصوف
کی راسے اتفاق کیا - اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے - پس ملک نے
جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تھا وہان شہر کی بنیاد رکھی - اور اسکا نام خرگاہی
رکھا - کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا - پھر عوام الناس کے استعمال سے
خرگہی کا کرکی و کھرکی ہوا - انتہٰی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پھر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ
جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا - اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی
مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تھا
میرے حال پر مہربانی کی اور مجکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا - شہر جنیر خوش نما
و خوش وضع تھا لیکن ویران و خراب ہو رہا تھا - چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

~ شہر دیدم خراب چون دل ریش ... یا دم آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر ... دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر
کمرش راز لالہ پیرایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد
کمرش را برآسمان تقدیم

برسرش قلعہ بنام سنیر
دامنش رازمانہ درسایہ
تیغ برساق آسمان میزد
تن جوزا ز تیغ او بدونیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان درگاہ جہان پناہ سے ملازمت ومجالست کا اتفاق ہوتا تہا۔ ازانجملہ قیصر بیگ شیرازی ہے۔ لطیف الطبع وخوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والا مین حاضر رہتا ہے۔ من ۲۰ اشعارہ

زیردستان را نوازش کس بیازردیا نکرد
قطرہ دریا می شود ہرکہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لیکن متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تہا کہ خانجہان افغان وفتنہ وہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا سن ۱۰۴۱ھ

ہیچ نگفتیم چرخ بیسرو پارا
برکہ نوشتی برات روزئی مارا

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی ہے

خورد چربی و مالد دست برسر
چو شمع آو یختہ ہرموے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت وتہنیت کیلئے بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا - اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا ۵

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام و بس — ہمنے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست و بس

برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ و اشت — ہر کجا پروانہ گردم دانہ و دام ست و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا - اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا - اولا گجرات مین پہنچ کے اکبر آباد کیطرف متوجہ ہوا - اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتہہ ہوا - اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا - مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا - وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذہی استعداد و خوش صحبت تہا - شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا - من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا — کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمد آباد گجرات مین پہنچا - اور وہان سکونت اختیار کی - تقی بلبانی سے جو شیخ اوحدی بلبانی کا نواسہ تہا ملا - تذکرۃ الشعرا اُسیکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے - من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشید از ہم — کہ آید ہیچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمد آباد مین قیام کرکے اکبر آباد متوجہ ہوا - شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا - اور چند روز اکبر آباد مین بسر اوقات کی - انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے مین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے - محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے - نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا -

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر گوشہ سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔ اکبر آباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین بہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعر گوئی سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ	ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی	سرم را بندۂ زانو پرستی
امیدم را بکف دامان غم دہ	تمنا را تمنائے عدم دہ
ندارم پا بسے ہمت جز بدامان	مدہ دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبر آباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ سلام خان مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر رو و گہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود دم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبر آباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اولاً قنوج کے رستہ سے بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵۷ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پہر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ راست
ٹپنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تہے
چندروز ٹپنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۸ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ بڑا وہ محبت رکہتا تہا۔ من اشعارہ

نمونہ جرس بیدلم صدا نکنم　　زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند　　عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چندروز کے بعد راج محل مین
پہنچا۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علماء اکابر سے ہین۔ باوصاف
بزرگان اولیا موصوف تہے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ مرعشی تہے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پہ بیشمار
عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی
فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بہی آپکی

طبیعت مناسب تھی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ من اشعارہ

شب چشم تو بر بستہ خود خواب کند　　　زلف تو بروز سیر مہتاب کند
روز ہمہ کس بسوئے محراب کند　　　جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بھی فضائل و کمالات سے موصوف تھے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تھے۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجھہ سے آپکو زیادہ اخلاص تھا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے ھو ھذہ

امروز چو دیدیم ترا صادق را　　　شد سرمہ نور دیدۂ عاشق را
یارب ز تو انجا کہ ہست لطف تو مباد　　　جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہ ہین۔ پھر مین اُسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تھے۔ حاصل تخلص فرماتے تھے۔ مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تھے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تھے من اشعارہ

با یدچو برق خندہ زنان زین جہان گذشت	نتوان چو ابر بہر دنیا گریستن
بسکہ دارم ناتوانی چون جا جنبیدہ ام	بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
سحر چو شمع سینہ وئے گشت داشتیم	کہ ہر کہ پردہ دری کرد رو و رسوا کند
مائیم کہ در بحر فنا ئیم ہمہ	در کشتی عمر نا خدائیم ہمہ
تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم	در گوش زمانہ چون صدائیم ما

چون کثرت خلق را نمود ار یکیست — در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواه و یکی طلب که در حلقۂ ذکر — تسبیح هزار دانه را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور رہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم — سنگے رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت — دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے اُسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نعنودن کالئے — گوئیا رستہ ز آب مژہ بیداری
روشن دلے چو شمع درین بزم ماندہ — کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

ہستی ما است بر رخ آئینۂ وجود	چون تیرگی دم کہ دے ہم نیامدے
یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار	وین دائرہ ز شہر عجیب دوران نامدے
گفتی کہ جہان چیست نمود بے بود	حق است و بے منکر جنبش نتوان بود
مانندۂ نفط لا است ہستئ دو کون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی امینی پر مامور رہا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سید کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہو کے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے درمیان خود پرست و بت پرست	رشتۂ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس دوست ز ہر پیمانہ یکی است	آہ سحر و نعرۂ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی است غرض	گر خانہ دو تا است صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلربا ست نگہدار خویش باش ۔۔۔ وز دی کسے بجوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

ز پا افتادہ عشقت امید از چشم تر دارد ۔۔۔ کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوے تو بر گرد تو میگردم | اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔ ؎

پیش و بعد مسافت نبود پنداری | کا سمان وار گرفتہ است زمین را بہ بغل

اور اُسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہٖ

وز ما مپوش چہرہ کہ ما بےادب نئیم | کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی | سر کدو چو بریدی صراحی ہست و پیالہ

ملا حکمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر با جل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

نو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده | ز نعمت سر خوانت بروز گار رغد طعام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ | درخت بجویش بالد ہر استخوانش ز اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبدالقیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا من اشعارہٖ

دل دشمن جان بود ہلاکش کردم | وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم | در شہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چندروز بنگالہ مین بسر کرکے اعظم خان کے عہد مین ٹپنہ گیا۔ من ۲ اشعارہ

دل بیکے آتش پرست وسینہ آتش خانہ بود
باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم وسخن دان تہا۔ من کلامہٗ

دل شکستہ ما مومیائی میخواہست
اگر اسیر سیہ چردہ شدیم بجاست

گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد
رخسارہ ولب اور درد ما دوا کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع وخوش خلق تہا شطرنج بازی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ میرزا ابو سعید نبیرۂ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

ابروے تو مسجد جہان را محراب
اے خوے کجت نماز جان را محراب

ہر سوست نماز عارفان را محراب
گردید بگرد ما فلک خم یعنے

اور ابراہیم صفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

از سر ہوس طرۂ دستار نہادیم
آرائش دیوانہ گل داغ جنون بس

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

دلق فراق پوشم وبرتن در آورم
چون رشتۂ غم تو بسوزن در آورم

جہانگیر نگر مین مشہور واس نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دگر از آستین ما بگریخت
دست ما تا گرفت دامن دوست

چون دو لابم زچرخ پر فن سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قیدخانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بہیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من کہ رساند حکیم رکنارا	ز درد من کہ خبر میدہد مسیحارا
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولّا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق میں لکہتا ہے کہ میں قاسم خان کے عہد میں بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبدالرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت میں بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیر میں واپس آیا۔ اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جو رُدسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر میں محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت میں تہا من ۲ اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ بہم تیغ گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشد

سطرب باکہ بلب قلتہ می نوشان ہست نے جدا از لب و کوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیر میں لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میرزا شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ہے ع بزودی ہرکمالے را زوالے است
پہر مین بہی جہانگیرنگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت ۱۰۵۱ چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیرنگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چند روز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا برہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل بہ چمن بنیا بی	چہ خار خارہ کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے۔ مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامۂ مو کش نکند نقش نگین را
تا سرو تو افکند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شد از سبزہ و گل خاک نشین را
میلہ ہم دل ز لبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی عشقی تخلص کو جہانگیرنگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا۔ من اشعارہ

من بذوق آنکہ می بوسد لب جانانہ را	می کلم خندانکہ لب دارد لب پیمانہ را

اور نیز شہر مذکور مین سید عبدالحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف مزہ سے خالی نہین ہے

دل خوشنہ خوشنہ از زلف غم شد از انکہ من	بہیچ بکف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیتا ہا گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خرابات سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ۱۰۴۲ سنہ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین امیر علاء الدولہ عشقی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہیچو برادران میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکہا۔ وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون بنجاک فتنہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر بلی اوردسر می نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال ۱۰۴۶ سنہ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بہی شاعر پرگو تہے۔ من اشعارہ

موج اشکم چون لعل بکشاد ہیچ گفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد درین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان بانه نمایش بصد بزم حریفان	تا نہی سر و تیغ تیز کدو را
بکشائے دلیرانه کمینی بر چشم	مکمار ز خون دل عینی بر چشم
اے ورد کشان شراب در شیشه کنید	از بہر دل خراب در شیشه کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل	گر نیست شراب آب در شیشه کنید

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے - ایک محمد تقی ایران مین
تہا - مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان مین آئے -
محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے
معرا نہین تہے - من کلام محمد السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم	آراستہ ہست بہر جو وش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمہ خود بر ہوا خورد	از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین - و بمطالبات
سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قید خانہ مین بہیجے جائین - لیکن آقا میر علی ہمدانی
بخشی نے میری حمایت کی اور مجہکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا - آخر
اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا - مین نہایت شوق سے
استقبال کیلئے روانہ ہوا - بمقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا - خان موصوف
نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا - پس خان موصوف کے ساتہہ
جہانگیر نگر مین آیا - جو کچھہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا - مدت کے بعد مختصر
جاگیر سے ممتاز ہوا - اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو
اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا - شعرائے زمان سے تہا جہانگیر نگر مین دیکہا وہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و سلیم المزاج
تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من ۲ اشعارہ

تا چند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را ۔۔۔ ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستور انجہان خراب ۔۔۔ گریہ مست و خندہ یکی ست
گر زمین از جا رود آزادگان را باک نیست ۔۔۔ ہمچو نخل موم مارا نشئہ در خاک نیست
شب صالے اگر روز کردہ دائی ۔۔۔ کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل لالہ آب بی تو ۔۔۔ بگلوئے شیشہ می نرود شراب بی تو
ہنر از خصم جدل شد و از من عیب است ۔۔۔ چون رگ لعل دانا رگ گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ و لپسند بود نباشد ۔۔۔ چہ گوش گر شنو تا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی ابن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل شاعر کامل تہا
چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال
مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من ۲ اشعارہ

بر سرم آمد و لے بسیار زود از سر گذشت ۔۔۔ دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا
بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد ۔۔۔ ہستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع
و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانان باخت ۔۔۔ کے منزل اصل عشق را داوی ساخت

تا بود در درون بحر ماہی زندہ	موجش از بحر کے بساحل ند اخت

پس انہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بہائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جاگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تہا - اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا - من اشعارہ

پیچش لطف تو در دام کشد عنقا را	مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند	جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا - تب مجکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بہیجا - تا کہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا - بامر مجبوری چار نا چار گزارتا تہا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرس مین حکمرانی

کرتے تھے۔ ان کے بعد حسین خان فیروز نے سرخس پر حکمرانی کی۔ اور خراسان مین اکثر کارنمایان کئے۔ آخر کسی معرکہ مین مقتول ہوا۔ مقتول نے خراسان مین ایک حوض بنا کیا تھا۔ یادگار باقی ہے اور حوض کے بنا کی تاریخ یہہ ہے ؎ دہی آبے بجو ربیاد حسین ؛ اور حسین خان فیروز کا بھائی میرزا یادگار حسین ہند مین آیا جہانگیر کی خدمت مین باریاب ہوا منصب مناسب سے سرفرازی پائی۔ پہر صاحب قران ثانی کے عہد مین یادگار حسین خان خطاب پایا کابل مین فوت ہوا۔ میرزا محمد حسین مذکور یادگار حسین خان کا نبیرہ ہے صاحب قران کی خدمت مین باریاب ہوا کے ۱۰۴۸ ہجری بموجب فرمان شاہی بنگالہ مین پہنچا ہے فی الحال اسی ملک مین سکونت پذیر ہے۔ مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین نے میرزا کے حق مین کہا ؎

برروئے زمین سوار چو نتو نبود	دہر ہنر آشکار چو نتو نبود
بر درگہ شہریار چو نتو نبود	اینہا سخن است یا چو نتو نبود

میرزا نے میرے حق مین کہا۔

ای آنکہ دلت با من بیدل یار است	ہم دلشکن من است وہم دلدار است
دست تو مدام با دلم درکار است	تو خسروی او طلاے دست افشار است

پہر مین نے ایک غزل موزون کرکے میرزا کی خدمت مین بہیجی۔ غزل یہہ ہے۔

سوئے میخانہ بپائید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
حد این بادیہ جز اشک ندیدست کسے	آہ خواہم شد واز اشک فرون خواہم رفت
راہ گم کردہ ام و میکدہ را می جویم	کہ نیایم ز خم چرخ برون خواہم رفت

جواب مین لکھا۔

ہمرہ عشق از سر حد جنون خواہم رفت	ہمچو ہوش از سر دیوانہ برون خواہم رفت

من اشعارہ

دہر لغزشگہ مردان خدا است	موسی اینجا بعصا میگردد
ہیچ دل نیست کہ سرگرم دل افروزی نیست	رنگ خاکستری فاختہ بے سوزی نیست

پھر مین اسلام خان کے عہد مین خواجہ سعد الدین محمد مشہدی کی ملازمت مین پہنچا
آپ حسن اخلاق و محاسن صفات سے موصوف ہین۔ آپکے والد حاجی غیاثا
تجار زمانہ سے ہین فی الحال اسی ملک مین سکونت رکھتے ہین۔ من اشعارہ

جنس ما پامال گردید از ہجوم مشتری	ہمچو آتش سوخت ما را گرمی بازار ما
خوش آن افسانہ اتقیدی کن چو طفلان گل از مشت	بہر جا میرسیدم خانہ بنیاد میکردم
زندہ دارد کو ہکن را سرگذشت زخم او	آب حیوانے کہ می گویند آب تیشہ است

جب میری نسبت اسلام خان کی بی توجہی اندازہ سے زیادہ ہوئی۔ اسی بے توجہی
عہد مین کسی بد معاش نے خان موصوف سے میری شکایت کی اور غیر واقعہ باتین
بیان کین۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت حکم صادر ہوا کہ تھانہ سلیم آباد جائے
ناچار حسب الحکم سلیم آباد مین آیا۔ تا ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۹ ہجری تھانہ مین قیدی
کی طرح پڑا رہا۔ پھر تہوڑے ہی زمانہ کے بعد اسلام خان معزول ہوا۔ مجکو سلیم آباد سے
بلا لیا۔ مگر یہان سے جاتے وقت بھی میرے حال پر مہربانی نہین کی۔ بلکہ جو منصب
رکہتا تہا اسکو بھی کم کر کے گیا۔ خان معزول کے بعد سیف خان قزوینی برادر زادہ
آصف خان میرزا جعفر بجائے عم آیا میرے حال پر نظر رحم کر کے مجکو تھانہ ادراک پور پر
مقرر فرمایا انتہی سفرنامہ میرزا صادق صاحب ترجمہ مولف صبح صادق۔

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص - میرزا محمد علی نام - اُسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا - آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمدورفت کرتا تہا - ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی - اور اصفہان سے وہان اپنے عیال ومتعلقین کو بلا لیا - پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی - یہان صائب کی نشو ونما و تعلیم وتربیت کی تکمیل ہوئی - اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین - صائب کا والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا - کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا - تذکرۂ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل وصاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا - شیخ کامل نے ریزہائے کاغذ کو سیرینش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا - باقی چہوڑ دیا شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا - اب ثلث جہان کو مسخر کریگا - اسکی لیاقت وبزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا - انتہی کلامہ پس میرزا تحصیل وتکمیل علوم کے بعد شعر وشاعری کیطرف مائل ہوا - مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا - خاص اسکی طبیعت شعر وشاعری سے قدرۃً مناسب ومخصوص تہی - بہ نسبت دیگر علوم وفنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی ورغبت رکہتا تہا - آزاد بلگرامی وشیر خان مولف مرات الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے
اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی
جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ
خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے
تکلف و تصنع سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ
و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل
و قصیدہ موزون کر دیتا تہا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی۔ تب کسی شخص نے
امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجیے
مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت ⁂
صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔
امشب اے ساقی ز بس گرم ست محفل میتوان شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت
شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت
مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عبّاس صفوی کے عہد مین
معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے
گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان
کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون
کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔
گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش
حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین بہ حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب
عہد نو تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تہی۔ خاص شعرا کی قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تہا۔ پس صائب کے دل مین بہی خیال پیدا ہوا کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست
رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ ہست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا ۱۰۳۴ھ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔ صائب تاجر زادہ تہا زاد و راحلہ کی کچہہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین پہنچا۔ وہان ظفرخان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیابتًا باپ کی جانب سے حکمران تہا۔ علم دوست فیاض قدردان اہل علم تہا۔ صائب خانموصوف سے ملا ظفرخان نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔ صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا باہم خوب شاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتًا فوقتًا خانموصوف کی مدح و ثنا مین قصائد لکہتا تہا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفرخان اپنے کلام کو مرزا کی صلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست — تازہ گوئیہاے وازفیض طبع صائبست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تھا۔ کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہندوعجم مین صائب کی بدولت ہوئی۔ اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربارشاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز۔ و امراو شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا۔ ظفرخان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہروقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تھا۔ اکثراوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تھا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجئے۔ پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا۔ اور شعرائے متقدمین ومعاصرین کے دواوین سے عجائب وغرائب اشعار انتخاب کرکے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخبہ اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب وانتخاب لاجواب تھا۔ چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوش خط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تھا افسوس وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ ١٣٢٦ھ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بھی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا۔ کسیقدر اوراق گل آلودہ و بشیاب تشیدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین۔ بندہ عجائب منقولہ صائب صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معتقد و معترف تھا۔ اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تھا۔ خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ خواجہ کی غزل پر غزل لکھنا بے ادبی سمجھتا تھا۔ ایک آدھ احباب کے اصرار سے لکھکے مقطع مین معذرت کی۔

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان — ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے۔

روا است صائب اگر نیست ازرہ دعویٰ — تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

اور اپنے دونون استادون یعنے حکیم رکنا مسیحا و شفائی کا نام بہی ادب سے لیتا ہے ۔

این ہم آن غزل حضرت رکناست کہ فرمود	پائے ملخے پیش سلیمان چہ نماید
در اصفہان کہ بدرد سخن رسد صائب	کنون کہ نبض شناس سخن شفائی نیست

اور ظہوری و اسیر و نظیری و عرفی کو بہی ذکر خیر سے یاد کرتا ہے ۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری	عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را
صائب نداشتیم سر و برگ این غزل	این فیض از کلام ظہوری بما رسید
خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان کمال	تتبع غزل میرزا جلال کند

ظریف الطبع و خوش مزاج بہی تہا ۔ کبہی کبہی لطیفہ و ظریفہ کہدیتا تہا ۔ اور کلام مین ظرافت سے بہی کام لیتا تہا ۔ چنانچہ میر غلام آزاد و مولف مراۃ الخیال نے لکہا کہ ایک شب ظفر خان کے دولتخانہ پر میرزا صائب اپنے اشعار حاضرین مجلس کو سنا رہا تہا ۔ مجلس کے ہر ایک گوشہ سے واہ واہ کی آواز بلند ہو رہی تہی ۔ محفل مین ایک جوان نوخیز و شوخی انگیز مطعون خلائق بہی حاضر تہا ۔ صائب کی شعر خوانی کا دور چل رہا تہا ۔ شوخ بے باک نے چلا کر کہا ۔ شعرائے قدما جو کچہہ مضامین و معانی تہے کہکر چلے گئے ۔ اب کوئی ایسا شاعر نہین ہے کہ مضمون تازہ ایجاد کرے اور ایسا مضمون باندہے کہ متقدمین سے کسی نے ایسی بندش نہ کی ہو ۔ شاعری فی زماننا استفادہ ہے کہ بزرگان پیشین و شعرائے متقدمین کے کلام کو متغیر کر کے موزون کر لیتا ہے ۔ صائب نے جوان شوخ کی تقریر سنکے یہہ شعر موزون فرمایا ۔ شعر

اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند   ہست مضمون نہ بستہ بند تنبان شما

جوان نوخیز خجالت و پشیمانی سے زرد رو ہو گیا ۔ ظفر خان و اہل مجلس شعر کا مضمون

جو حسب حال تہا سمجہہ کے بہت خوش ہوئے۔ ظفر خان نے مرزا کو انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ مرزا صائب ظفر خان کی شاگردی اور اپنے سخنگری پر ناز کرتا تہا چنانچہ اس کے ابیات ذیل شاہد حال ہین۔

کلاہ گوشہ بخورشید و ماہ می شکنم
باین غرور کہ مدحت گر ظفر خانم

ز نو بہار ستایش چو قطرہ ریز شوم
قسم خورد بسر کلک ابر نیسانم

بلند بخت نہالا بہار تربیتا
کہ از نسیم ہوا داریت گلستانم

حقوق تربیت را کہ در ترقی باد
زبان کجاست کہ از حضرتت سخندانم

تو پایۂ تخت سخن را بدست دادی
تو تاج مدح نہادی بفرق دیوانم

ز روی کرم تو خورشید خون معنی من
کشید جذبۂ تو این لعل از رگ کانم

تو جان ز دخل بجا مصرع مرا دادی
تو در فصاحت دادی خطاب سحبانم

ز دقت تو بمعنی چنان شدم باریک
کہ میتوان بدل مور کرد پنہانم

چو زلف سنبل ابیات من پریشانم
نداشت طرہ شیرازہ روی دیوانم

تو غنچہ ساختی اوراق بادبردہ من
وگرنہ خار نمی ماند از گلستانم

تو مشت مشت گہر چون صدف بمن دادی
چو گل تو زر بسپر ریختی بدامانم

ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ ظفر خان نے مرزا کے متفرق اشعار کو جمع کر کے اسکے دیوان کا تکملہ کیا۔ یا مرزا نے ظفر خان کے فرمائش سے اپنے دیوان کا انتخاب کر دیا۔ اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ ظفر خان مرزا کے کلام پر شاگردانہ رد و قدح کرتا تہا۔ اور معانی باریک کے سمجہنے مین بحث و تکرار۔ اس بحث و تکرار کی بدولت خانموصوف کی استعداد و سخن فہمی ترقی کے اوج پر عروج کرتی تہی۔ نہ خانموصوف

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تہا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تہا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجہتا تہا۔ اشعار بالا مین جو کچہہ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح مین مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ مرزا سنی المذہب تہا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈہب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تہا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور ان کے مدائح مین قصائد غرا موزون کئے بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تہے مذہب مین سخت متعصب تہے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکہتے تہے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبہی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔ بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تہا۔ عالم جوانی مین شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غربت زدہ جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز سمجہ

اپنے گہر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق سے کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبہی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکہا جب شعر کا ارادہ کرتا تہا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تہا۔ ایکروز مرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تہا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین بر ابرش نہند چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بہی اسکا جواب لکہنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکہہ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین بر ادہم نہند بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکہو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تہے کہ اُنکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سپر اُٹہانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچہہ تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تہے

لائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہوکے ہندمین مراجعت کی۔ اور وطن مالوفہ جو ہویر مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا۔ مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین بہی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے۔ صائب تماثیل و نظائر مین از روئے کثرت تمام قرآن و اماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے۔ کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار کیا جاتا ہے۔ ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندہتا ہے۔ محاورات فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون دلچسپ کے مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین۔ دیگر شعرا نے بہی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے مگر بہت ہی کم۔ صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بہی تمثیل سے خالی نہین ہوتا ہے۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے لکہا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا۔ اور اُس کے کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب کی دیوان طلب کرتے رہے۔ اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک کو بہیجتا تہا۔ تحائف مین یہہ تحفہ عجیب و غریب گنا جاتا تہا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکہا کہ صاحب بیاض لکہتا ہے کہ دنیا مین صائب کے کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکہا۔ اور مقبولیت تامہ کی خلعت نے زیب بدن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اُس کے اشعار بلاغت شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہ ایران سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تہے۔ شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً ہر ایک طالب کی خدمت مین بہیجتا تہا۔ اور شائقین جہان کہین اُسکے اشعار گوہر بار

ورد زبان رکھتے تھے بیاض میں نقل کر کے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور
اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ میں ضبط کر کے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تھے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے - اُس زمانہ میں طبع کتاب کی ایجاد نہیں ہوی تھی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تھا - اکثر اہل ایران اس صنعت میں کمال حاصل کر کے
فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تھے - علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کر کے تجار کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے - تجار قیمت واجب دیکے خریدتے تھے - کتب فروشون
کی تجارت رونق پر تھی شائقین و راغبین سے من بھائے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے
تھے - جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکھنے مین مشغول ہوئے - اور تاجرون کے ہاتھہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہو جاتا تھا - کبھی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تھا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا - کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا - آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا - حسن اتفاق سے خود صائب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تھا
ایک گوشۂ دوکان مین بیٹھے ہوئے کتب دیکھہ رہا تھا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تھے - طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی - تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین - طالب نے کہا این
اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار - ؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست - این دیوانہا
بہتر از صائب اند - در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است - گفت آقا جان ما و شما - برای
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب بند - وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قریب ساق صفا

چیزے دیگرست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الخ پس صائب طالب شاہ نو کا کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کہڑا ہو گیا۔ طالب سے کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب دیتے ہین۔ طالب کو گہر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین آپکا نیاز مند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدایہہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصراع مہمل بطور امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصراع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصراع مہمل پیش کیا ع دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو با معنی کر دیا ؎

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۱۰۳۴ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت پذیر رہا جب الحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بہی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت اپنے ساتہہ رکہتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفرخان بھی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آیا دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

تو تیا ساز د غبار آگرہ و لاہور را	چشم من تا خاکمال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر	نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند	نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا	زال نظم کہ گفت ست در سنین شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹھا تہا۔ فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود زگوشہ نشینی فزون رعونت نفس	سگ نشستہ زاستادہ سر فراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوییت صبحدم نالان گلگشت چمن رفتم	نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوییت صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم	نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا تخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے
اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق
والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے۔ بخلاف اسکے
اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا
اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو
یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل
لہما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمۂ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو
اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔
اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت
پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی
ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا
سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے ۳۹ھ سنہ ہجری مین وارد ہند ہوا
اُسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بہی
خانصوصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیرفانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر
کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی
درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون
ظاہر کیا ھو ھذا

ہشتاد سال ہست کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزمم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بیشمار

آورده است جذبهٔ گستاخ شوق من — از اصفهان به آگره و لاهوریش اشکبار
زان بیشتر کز آگره به معمورهٔ دکن — آید عنان گسسته تر از سیل بے قرار
این راه دور از سر شوق طے کند — با قامتِ خمیده و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو — اے آستانت کعبهٔ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است — لب را بحرف رخصتِ من کن گهر نثار
با جبهه کشاده تر از آفتاب صبح — دست دعا ببدرقهٔ راه من برار

پس حسن اتفاق سے اُسی عہد مین یعنے سنہ ۱۰۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطه کرد خط آن آفتابِ تابان را — گرفت خیل پری درمیان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور بدۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک زمین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش و قدر دانی نہین بہولتا تہا

آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کر کے بھیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانۂ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ ۱۰۸۰ ہجری مین مرزا صاحب نے بمقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو	عالم پر است از تو و خالی است جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ہو ھذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا	رفت زین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش	بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھ سے تذکرہ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھ مین قدرے واندکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف و مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و ما فیہا کی نا پائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے

چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل بود باین رتبہ بیجگہ صائب	نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعراء معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بمور وقت سخن وست طرح دہ صائب	گرت ہواست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تھا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و صحبت کی ترغیب دیتا تھا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے ھو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکر مئے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو کردند تیغ الماسند	ز ند چو طبع بلندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	وگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تھا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھ یاد کرتا تھا کسیکو حقیر نہین سمجھتا تھا۔

شعرائے متقدمین و متاخرین کے غزلون پر غزلین لکھتا تھا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تھا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان لکھا ہے متفرقہ کا گلدستہ

گزارش کیا جاتا ہے۔ هو هذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت
این جواب آن غزل صائب که میگوید ملک
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت
جواب آن غزل ست اینکه گفته است سطیع
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب
صائب این تازه غزل آن غزل شاپورست
این جواب مصرع اوحدی که وقتی گفته است
این جواب آن غزل صائب که او هم گفته است
جواب آن غزل حاذق ست این صائب
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی
همین ز خاک فرج کامران نشد صائب
این خوش غزل ز فیض سعیدای نقشبند
صائب نداشتم سر و برگ این غزل
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن

در دیده ام خلیده و در دل نشسته
چشم بنشین بازکن تا هرچه خواهی بنگری
سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
ای روشن از رخ تو زمین و زمان همه
چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم
کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
که جای طالب آمل در اصفهان پیداست
که گران شی ود آن کس که توکل دارد
پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
گر منش دامن نگیرم خون من جمع دمرده نیست
بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم
تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد
یاد آیا میکده رنگ شفق طاسر پوش دشت است
که فیض هم ز ظهوری بزین جناب رسید
صائب ز بحر دل بتامل رسیده است
این فیض از کلام ظهوری بما رسید
تتبع غزل میرزا جلال کند۔

سلیم - میرزا محمد طہرانی المتوفی ۱۰۵۶ھ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تھا - اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا - چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے - سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم　　تنہا نہ بر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت و ذی بضاعت سے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے - سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون مین بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین - ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ - اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین -

سلیم

مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند
صدا چگونہ برآید کہ این سیہ چشمان
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را

صائب

دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
نماند نالۂ دل در دو شیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ مارا

سلیم

چشم تو ام ز ہوش تہید ست می کند
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند
ہر کس کہ دید روئے تو دیوانہ می شود

صائب

از چشم نیم مست تو یک جہان شراب
ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
غنی آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
ز آشفتگی طرّهٔ مقصود خبر داد	وله	خواهد فتاد دامن ز نقش بستن من
هر خال که از شانهٔ شمشاد گرفتیم		این فال را ز شانهٔ شمشاد دیده‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوهر ذاتی بس است	وله	شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباش
لاله در کوه بدخشان نباشد گو مباش		لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	وله	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
که طوق فاختہ بر پائے سرو خلخال است		طوق قمری سرو را بهتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم هند جگر خوار خورد خون مرا	وله	صائب از هند جگر خوار برون می‌آید
چه روز بود که راهم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاه نجف خواهد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعار الفارسی

رنگین تر از حناست بهار و خزان ما	وله	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوهٔ برق ست در میخانه هشیاری مرا	وله	از پئے تعبیر بالین سست بیداری مرا
زبان لاف رسوا می‌کند ناقص کمالان را	وله	گره بر خاک مالد پر فشانی بسته بالان را

دلم بپاکی دامان غنچه میلرزد | وله | که بلبلان همه مستند و باغبان تنها

عشق سازد هوس پاک دل عالم را | وله | دزد چون شحنه شود امن کند عالم را

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا | وله | هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا

بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را | وله | که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را

صفای سینه مرا در حرم کند قندیل | وله | چو شد برون ز فرنگ آمده است شیشهٔ ما

نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن | وله | خون دل از پیالهٔ زر میدهد مرا

گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه | وله | کند بموسم حج کعبه جمع دامن را

دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد | وله | چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را

در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت | وله | سوختم از گرمی پرواز بال خویش را

روشن شود چراغ دل ما زیکدگر | وله | چون تارهای شمع بهم زنده ایم ما

در فکر زن بهیچ که این رخنهٔ فساد | وله | در خون گرم غوطه دهد جای مرد را

بسته است چشم روشن از سیر بال ما را | وله | چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را

ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین | وله | خوشا کاریکه بر آتش نشاند کارفرما را

چشم بر صنع الهی باز کن لب را ببند | وله | بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را

مغز دینداری است آن کفری که ما خوش کرده ایم | وله | سبحه را در دل سراسر میبرد زنار ما

تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند | وله | به که باشد خانهای دوستان از هم جدا

حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما | وله | گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما

ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم | ” | میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما

از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند | ” | میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضائے خاطر ما تیر پیکان میشود	وله	ناله میگردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست ما از دامن او کوته است	وله	نارسائیهاے اقبال ست دامن گیر ما
مرا ز پیر خرابات نکتهٔ یاد است	وله	که غیر عالم آب آنچه هست بر باد است
گنه بارث رسیده است از پدر ما را		خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاهد خود بینی خوبان درین رعنا چمن	وله	بر سر زانوے گل آئینه شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بے روے سخن	وله	آتش اندرون برون از سنگ کار آهن است
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب	وله	دگر از نام چه در دست عقیق یمن است
اے برق بیمروت پا را شمرده بگذار	وله	هر خار این بیابان رزق برهنه پائی ست
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده است	وله	نقش پاے چند زین طاؤس بر جا مانده است
اهل کمال را لب اظهار خاموشی است	وله	منت پذیر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت	وله	هر که برخاست زجا سلسله بر پا برخاست
درین دو هفته که مهمان این چمن شده	وله	بخنده لب بگشا روزگار گل چین است
نقش پائے رفتگان هموار سازد راه را	وله	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
در طلب با بے زبانان امت پروانه ایم	وله	سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان تر است
با حجاب آبرو ما را جرأت پروانه نیست	وله	گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود	وله	گریه از هر سر موئیم براه افتاده است
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود	وله	این بناے خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست	وله	یوسف این گناه بزندان نشسته است
نه از روے بصیرت سایهٔ بال هما افتد	وله	سیه مست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جائے نمیروی که دل بدگمان ما | وله | تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود
مرا زیاد تو برد و ترا از دیدهٔ من | وله | ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران ستانه برپا بگذرد | وله | در فرنگ این ظلم واین بیداد جانشا نگذرد
دوروستان را باحسان یاد کردن همت است | وله | ورنه هر نخلے بپائے خود ثمر می افگند
ز سیری حرص با نفس طامع را دوبالا شد | وله | گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مستغنی شد
که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید | وله | که حرف مرگ بربالین این بیمار می گوید
گریبان چاک گے عشاق از شوق فنا باشد | وله | الف در سینه کند هم ز ذوق آسیا باشد
اے خوبی امید باین دستگاه حسن | وله | این یک دو بوسه گر شماری چه می شود
رمزے ست زپاس ادب عشق که مرغان | وله | شب نوبت پرواز به پرواز گذارند
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها | وله | که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد | وله | از فیل مست کعبه محابا نمی کند
ثمر پخته نگیرد بسر شاخ قرار | وله | سر منصور ز خامی ست که بردار بود
سالکا نیکه قدم در ره جانانه زدند | وله | پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند | وله | ره روانے که در کعبه و بتخانه زدند
سرو دستے که فشاندند بعالم زندان | وله | زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند
چشم ازان حال بپوشید که در روز نخست | وله | برق در خرمن آدم همین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان | وله | سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات | وله | شمع دستے است که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل | وله | طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

ازسعی کار عشق شود خام بیشتر	وله	ہیچید بمرغ بال فشان دام بیشتر
از تماشائی پریشان جہان دلگیر باش	وله	وا له یک نقش چون آئینہ تصویر باش
یا وا زنگاہ گیر طریق سلوک را	وله	در عین آشنائی مردم رمیدہ باش
قد نہال خم از بار منت ثمر است	وله	ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش
نہ آن جنسم کہ از قحط خریدار از بہا افتم	وله	ہمان خورشیدتا بانم اگر در زیر پا افتم
بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم	وله	نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم
سپندسے را بتعظیم دل ما نا مزد فرما	وله	کہ آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم
خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست	وله	خونے کہ میخوری بدل روزگار کن
ہیچ ہمدردے نمی یابم سزائے خویشتن	وله	می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن
نیست از منصور گرم روانہ میگوید سخن	وله	از زبان شمع این پروانہ می گوید سخن
تا رخ از بادہ گلرنگ برافروختہ	وله	جگر لالہ عذاران چمن سوختہ
من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف	وله	ہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختہ
اشک در دیدہ روشندلان آرام نیست	وله	ذرہ میر قصد در ان روزن کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم وفضل کے زیور سے آراستہ اخلاق ومروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی وبذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب شخورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی میں خدمت میر منشی گری پر مقرر تہا مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کیا۔ آخر سنہ ۹۷۲ہجری میں فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک نقط
چشم و دہنت آیۂ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال و خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب میں ایران سے دکن میں آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ میں مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میر صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تہا۔ نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ میں زندہ تہا۔ صاحب علم و فضل تہا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تھا۔ ذی مروت و پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بدقت اشک اب نکلا ہے شاید کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل	ہوا آنکھوں میں آلخت جگر بند کرے پروا زکیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلزار عنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڑ رہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت بسا تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڑر سے برہانپور گئے۔ وہان متوطن ہوئے۔ وہان بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑھیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تھا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے - آپ سراج سے اردو مین اصلاح لینے لگے پہر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے - جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین پہنچے - فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے - اور میر صاحب کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بہی تمام کین - میان ضیا فارغ التحصیل ہوکے سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب بارسلان جنگ جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے - ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک رہے - نواب صاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی - نواب ضیا سے بہت خوش تہے ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے - اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی بدولت تہی - آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا - اقران و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجہ عروج کو پہنچی - آپنے ایک مثنوی آزاد کی مدح مین لکہی ہے - فارسی و ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے - لطافت و نزاکت اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے - آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکہنے سے خوب مزہ و لطف آتا ہے - آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے - ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین نظیر

دو لپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار ہی شکر ریزو دلاویز ہیں۔
آپکا مزاج فقیرانہ تہا۔ دنیوی تزک وشان کے خواہاں نہیں تہے۔ قدر با یحتاج کے جویا رہتے تہے۔ آپنے کبہی زیادہ کی ہوس نہین کی۔ کبہی جاہ وحشمت کی خواہش نہین کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تہے۔ مجسم خلاق وسراپا وفاق تہے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تہے۔ اقران و امثال مین لائق و فائق تہے۔
آخر آپ ۱۱۸۱ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین آئے۔ سب اعزہ واحبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم مین خوشی ظاہر کی۔ آپ ہی سب کے ملنے سے خوش خرم ہو دو سال تک زندہ رہے۔ درس تدریس و شعر وسخن مین اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے پہر ۱۱۸۳ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست
قبلۂ جان و دل سنقاد ماست

بادۂ عرفان زدہ ہوشیار مست
بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست

ہست سیادت چمن بیخزان
او بود ال نحق گل این گلستان

باشد اگر ہست غلام علی
اوست شہ ملک خفی و جلی

مطلع آن مہر بود بلگرام
پرتو او باد چراغ دوام

مشتہر خلق باستادی ہست
نامزد رتبۂ آزادی ہست

دررہ علم آمدہ او را دلیل
تربیت حضرت عبد الجلیل

گر بشمار یم کلیمش رہ و است
مرتبہ اش رایدبیضا گو است

واقف اسرار زباندانی است
انوری و صائب خاقانی است

شعر ترش کلفت دلرا دوا ست | هست سخن نامیٔ رحمت فزا ست
نیست رقم کردهٔ آن مقتدا | چون خط تقدیر بحک آشنا
هر که از و درس بلاغت نخواند | بیخبر از عالم تحقیق ماند
هر که بحالش نظر او شود | به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری | بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعمورهٔ علم و عمل | حضرت آزاد امیر اجل
صرف ریاضت بود اوقات او | موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرضِ خاص و عام | هست ز تابش متحرک دوام
همت عالیش سحابی بس | رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او | جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است | خانهٔ او مامن هر خسته هست
علم و عمل خادم دربار او | فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بی ادبی را بدرش بار نیست | محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد | لیک براحوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد | طپش گناه بود صید بسمل را

وله
تو ان هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را | که وقت خواب پا خار زند پشت ناخن پا را

وله
بهوای روی که میزند دم حسرتی دل تنگ ما | که بهار مشق جنون ز گل بریدن رنگ ما

وله
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد | گواه باش که یکروز میکشم او را

زحال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم | وله | که ترک در پس سر بر زده گره مو را
نباشد با سیه کاران سر مرد سخن گو را | وله | که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را
کنند تعظیم روشن گوهران اطفال نادان هم | ،، | که در دستار می پیچند کودک ها حباب را
دلم ببزم بتان وا نمی شود بی او | ،، | چو غنچه که بود در میانهٔ گلها
وقت پیری از لب شیرین بتان پرهیز کن | ،، | که پیر قصد ز تاثیر نمک پیروص را
بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن | ،، | گز در تو زنده رفتن عار می آید مرا
صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان | ،، | پرتو خورشید سازد پرمضرت آب را
مرا بقتل رسانید و ریخت بر من اشک | ،، | که مشت آب ضرورست مرغ بسمل را
ور زلف دیار رویش دل شد اسیر یعنی | وله | پروا ز کم کند مرغ پیش چراغ در شب
تا عرق خویش را کند از رشک قامتش | وله | استاده است سرو مهیا بجوی آب
ز روشناست مباد آزرده باشم | ،، | همین قدری ملالی آمد و رفت
روشن گهران را بکجا هم بود الفت | ،، | شمشیر پسند دل ماه رمضان است
چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته می خیزد | ،، | که امروز راندکی طبعم علیل و تب نمودارست
خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل | ،، | شنیده ایم صدائی که هیچ نتوان گفت
بی کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت | ،، | مردود نمازست کسی را که وضو نیست
طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست | ،، | قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست
ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد | ،، | که مار طعمهٔ خاص از برای طاوس است
گفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست | ،، | زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست
نمی دانی که اشک من چه چیزست | ،، | مرا این طفل فرزند عزیزست

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد	وله	ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد
اطفال اشک راندهم چون بچشم	وله	اولاد حضرت دل مظلوم براده اند
چو غنچه که پس برگها شگفته شود	وله	تبسمش به پناه حجاب می آید
از در خانهٔ ما آن بدکیش آمد	وله	آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد
نمی خواهم که حوری یا قصوری در کفم افتد	وله	الهی آن بت بیگانه بهر ز آشنا گردد
گفت روزی از غضب با من میا بار دگر	وله	گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر
چشم او شد گریه رود و آه من افزون سحاب	وله	ابر با جوش می کند در جوش گریا بیشتر
چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز	وله	چه شد که وهی تیغ قربان کشته ام امروز
بین نگاه گریه آلودم انداز پرس	وله	مرغ چون در آب تر گردد ز پروازش مپرس
آئینه چه باشد که شود بار نگاهش	وله	گر ز شرم رگ چشم بود تار نگاهش
خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض	وله	در خور و طاقت میدهم جان و دل در عوض
نازکن اما نه مقداری که دلها بشکنی	وله	بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ
گویا که بر مه رمضانش نظر افتاد	وله	چون دید او زرد ورم ابر کشید تیغ
ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب	وله	گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف
حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران	وله	تو بر غضب مشو از من ترا نمی گوییم
دولت کجاست که هر وقت نام من پرسی	وله	هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام
نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم	وله	رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم
من بجان بندهٔ آن طرز تکلم کردن	وله	سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن
با من سخن ز خشم برائی خدا مگو	وله	چیزیکه گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده	وله	من مقرر قابل آنم بجا فرموده
عزیزه جهانم باین تیره بختی	وله	بتو غمی که بر جبهه مه سیاهی
رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی	وله	[illegible] کنند که چه من مبتلائے خویش شوی
اے محتسب ز میکده گشتی نخورده می	وله	کردی غلط که تشنه لب از کوثر آمدی
می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق	وله	بسیار خوب شد که تو ام بر سر آمدی

من اشعارہ الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا	وله	ادھر تو جام کا ہنسنا ادھر رونا گلابی کا
کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری		پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا
اے ساقی دلمیں پھرتا ہے خیال اُس بیحجابی کا		وہی ساغر کا چلنا اور کھڑے رہنا گلابی کا
کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا	وله	گردن اٹھا اٹھا کر شیشے کا دیکھ رہنا
دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مرجھا گیا	وله	اس رہوئیں کو دیکھ آنکھوں میں اندھارا چھا گیا
رہ گیا ہے انتو باقی ایکدم کا اشتیاق	وله	ناک میں جی آرہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق
اُدھر تو تم بہوں کو تان کر تیوری چڑھاتے ہیو	وله	ادھر میں دلمیں بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہوں
رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بھی تک رہی ہے	وله	گلشن گلبدن بن کھڑی سی پک رہی ہے
اے ساقی عجم کی ماروں کی تو تسلی کر شتابی سے	وله	گلابی کا بھر آتا ہے منہ دو بی حجابی سے
تیری آنکھوں کو ساقی دیکھ شاید جان جاتی ہے	وله	گلابی منہ میں بیٹھی جام پانی چواتی ہے

ضیا ۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص ۔ میر محمد علی نام ۔ صفدر علیخان خطاب ۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرہ زادہ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ دکن کی قلعداری پر مامور تھے - بہرحال نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر کہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چندروز کے بعد فوت ہوے - میر ضیا کی ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی - اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی تھی - ذی استعداد صاحب سواد تھے - شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے - آخر آپ سنہ ١١٥٩ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ سان بہر نیاز تو بہار جلوہ اش		در بساط خود ہمین یک مشت زر داریم ما
گرد بادم در ہوا صد ناقہ خرمن می کند	ولہ	بر غبارم تا نسیم گیسوئے مشکین گذشت
بے تواضع کے توان بالانشینی ہا نمود	ولہ	آسمان را رفعت قدر از خم پشت دو تا ست
از فروغ تو گرد خانۂ ما	ولہ	ہمچو صبح است آفتاب فروش
چشم تر مانند شبنم زین چمن بر داشتم	ولہ	خون دل چون لعل ما خود از وطن بر داشتم
ز نامت نامہ ام تا برگ گل گردو در انگشتم	ولہ	حنائی میشود چون پنجۂ مژگان ہر انگشتم
چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم		بود آئینہ در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز ہجران ما ہمی ترسم کہ وا سوزد		بتحریرش حنا شد شعلہ شمع آسا سر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس شرح راز لب لعلش		بود چون شاخ گل آئینہ دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز ہجرانت رقم سازد		کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم بکلقلم تا نامۂ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین امشب

برنگ شانہ دارد یک بانی بسر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد بسر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیران یکسر انگشتم
اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبداللہ خان لکہنوی

ضیغم تخلص - محمد عبداللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکہا ہے۔ ہم اسی سے اخذ کرکے لکہتے ہین - آپ محمد صالح خان لکہنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد ومنشا شہر لکہنو ہے - آپکے آبا واجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز عہدات پر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب سر شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کے ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے جبوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سرکار موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے - آخر آپکے خالو صاحب نے ۱۲۹۰ سنہ ہجری مین اس دار فانی سے رحلت کی ۔

آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین انشاپردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی - پھر آپ ۱۲۶۵ سنہ ہجری مین وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے - خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے - چند روز کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ سے کردی - آپ اس تعلق کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے - حیدرآباد دکن مین آپکو شعرگوئی کا شوق ہوا - نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے - چند مدت تک یہی سلسلہ جاری رہا - نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا - اسی عرصہ مین نوابصاحب کسی مقام پر تشریف لیگئے - آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا - آپ متردد ہوئے کیونکہ آپ شعرگوئی کے فریفتہ مین - مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ آپ شعرگوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے - مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا - مین غائبانہ آپکا تشکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون - اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون - بمصداق کل امر مرهون باوقاتها کسی وقت ضرور مشرف ہونگا - جن دنون مین آپکے استاد ششدر کہین باہر رونق افزا تھے اُنھین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے بنائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے - آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہیں
آپ کے کلام سے پختگی و شستگی نمایاں ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہیں شگفتہ طبع
و خندہ پیشانی ہیں۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہیں۔ ظریف و لطیفہ گو و لطیفہ
و بذلہ سنج ہیں۔ سخندان و سخن فہمی ہیں بے نظیر۔ اب ہم آپ کے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین
کرتے ہیں تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائیں۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس کے
قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا

گھائل ہوا ہوں کسکی میں تیغ نگاہ کا
گردوں جو بنگیا ہے دھوان میری آہ کا

جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو
اڑتا تھا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم نوریت نے کیا تھا خیال کمر میں جو
ملتا نہیں نشان ہمارے مزار کا

بستر کا تار زار تھا نشتر مرے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیاں نہو
فرقت بھی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو

کیوں خط نہو نمود نہ کیونکر مٹے بہار
وہ گل نہیں جو مورد جور خزان نہو

گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف
کوسے زمین پا کہیں آسمان نہو

ولہ

دربدر نہ تجھے پھراتی ہے محبت تیری
خاک چھنواتی ہے اے یار کدورت تیری

ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف
بول اٹھی پھر تو کہ کیوں آئی ہے ہیبت تیری

شکل آئینہ ہوں میں محو تحیر جب سے
میری نظروں میں پھرا کرتی ہے تصویر تیری

نکلے کیوں صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب سبطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجیہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند
دلبند ہین - آپکے والد سوداگران متمول سے تھے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت
شہر مذکور مین ہوئی - نشو و نما بھی ہان کی آب و ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور
ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چند مدت
کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے
مشرف ہوئے - پھر آپکے والد اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے
آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور
خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے
سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم
ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپکی
بہت عزت و آبرو فرماتے تھے - پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا
نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پھر حج و زیارت سے
مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے
پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پھر آپ
حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو
شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان کثیر الحجم ہے شہر حیدرآباد میں بطور سیر و سیاحت آئے تھے۔ چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے آخر آپ سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ خوش خلق و غربا دوست تھے۔ اور مہمان نوازی اور آشنا پرستی میں مشہور تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست احباب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اللہم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را		کہ روزے از زبان چون جامہ ہر دم میرسد او را
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم	ولہ	چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب	ولہ	کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا
بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد	ولہ	گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحۂ کاغذ		چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا
انجم سبے ز قول رقیبان ببزم یار	ولہ	در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا
شبے در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم	ولہ	شمع سان داغ بدل اشک بداماں رفتم
شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود	ولہ	موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام
دست از حنا مساز نگارین نگار من	ولہ	آتش مزن بجان و دل بیقرار من
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم	ولہ	بدستم صفحۂ کاغذ شدہ چون بال طاوسے

طپش ۔ میر محمد اکبر

طپش تخلص ۔ میر اکبر نام ۔ آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے - بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے - شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا - آپکی ولادت ہند مین ہوئی - آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے - اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بھی بدستور وطنی تعلق رہا - یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تھے اِن کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر متقرر تھے - نواب کی شہادت کے بعد قصبۂ بندر خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے - او زندبار مین پیر کیوجہ سے سکونت پذیر ہوئے - لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرۂ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعر گوئی کی مشق کرتے ہین - کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا - فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے - آپ صاحب دیوان تھے - فارسی دیوان مین تقریبًا چھہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈہائی ہزار - علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکھتا تھا - عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا - باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا - ذکی الطبع و ذہین تھا - میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تھا - میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ -

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تھا - میر عبدالقادر مہربان کے مکان پر فروکش تھا - چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے - پھر نندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

نہین ہون مسکہ مین گو اوروں کی ستلی کا	مرا داغ جگر اب سون چراغ ہے ایک پتلی کا

سر پہ ہر آہ حسرت ہین مری الرشیان	بس کیا ہون چیکے پلکون سے گناہ خویشیان
کس گلے مین نہین تمہاری لف کا زنار کفر	تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تھے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تھے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تھے - صوفی المشرب و زندہ دل تھے - خوش خلق و خوش کردار تھے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اُسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تھے نظیری اشہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تھا - آپکا انتقال ۸۶۷ سنہ ہجری مین ہوا - **من اشعارہ**

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند	حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست	بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سناد الملک خطاب - آپ سید ابو الحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اسد ملکہ اعلی مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہان عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سابق نے آپکو علاوہ منصب کے مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بھی عطا کی تھی۔ آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے۔ فارسی عربی کی تحریر و تقریر مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تھے۔ حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو و نما بھی یہین کی آب و ہوا مین پائی جب آپکی عمر چار سال ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم کے لئے بھیجدیا۔ آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی۔ فارغ التحصیل ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے عالم شباب کا ابتدا تھا۔ آپکی طبیعت بحر علوم مین متواج تھی۔ آپ ایوان فصاحت و بلاغت کے سراج تھے۔ آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تھے۔ آپ جامع العلوم و مجمع الکمال والفنون تھے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تھی کہ تمام اپنے امثال و اقران سے سابق قدم ہو گئے تھے۔ نظم و نثر کے لکھنے و موزون کرنے کا ملکۂ تامہ رکھتے تھے کلام منظوم و کلام منثور کا لکھنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تھا۔ جب ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تھے۔ صبح سے چاشت تک ساٹھہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تھا۔ نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً اکرم الدولہ کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ پھر چند مدت کے بعد قضایاے ساہوکاری کی عدالت مین مامور کیا۔ بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوے کبھی کبھی وزرا و امرا سے ملتے تھے۔ آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے بھی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین۔ پھر آپ عالیجناب فلک احتشام اعلیحضرت بندگانعالی

دامن طلبہ کی مقاربت و مصاحبت مین چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تھے اور علم ادب مین بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تھے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکھنے مین بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تھے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطرداری و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا ایران کے لئے آپکا دولتخانہ مسافرخانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تھے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ اور یہ سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکھتے تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تھے جو کچھہ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرازادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے سندھ و عجم کو آپسے تلمذ تھا آپکے تلامذہ مستعد ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو با محاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہ موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایک جا مدوّن نہین کئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات و نتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا مجھے بہت تلاش و جستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی ستیاب ہوئے۔ انہین قصائد سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔

آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ ہین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار کے محاورات و خوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل والنسل ہین۔ و فصحائے ادب و بلغاء عرب آپکے قصائد و مراسلات ادبیہ کے مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھ کے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی

آقائے طوبیٰ صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبیٰ بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہین ہوتا تھا بلکہ مرض بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کی طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مفید نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف و ناتوانی بڑھ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اعزہ و اقارب و احبا کو آپ کی رحلت سراپا مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین مین شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ و نالہ و شور و غوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہہ حالت تھی کہ

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج والم کے ہاتون سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے۔ آ عزّہ و اولاد کی بیقراری دل گدازی دیکھ کے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزّہ و اقارب و احبّائے ذوی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولے کے خاک مین دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخین موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی ہو ھذا

از جہان رفت حضرت طوبیٰ	منزل او بہشت و ماوے ہست
زور قسم کلک لمعہ سال وفات	جائے طوبیٰ بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان	شد جہانے را دگرگون حال ازین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعہ محزون بگفت	رائے گلزار جنّت شد ادیب الدہر سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا وا دریغا رفت از دار محن	عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود	کاملے گر رفت از ینجا مثل او پیدا شدن
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ زاب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے	عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود	بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد ها باید که باز آید ز بشت ستر ورد کن | چون سناء الملک طوبی کامل و استاد فن

گفت سال رحلتش آمد اینک حسب حال | شد سناء الملک یکتا وای امروز از دکن

١٣٢٤ھ

ایضاً

قد مضى سيد سناء الملک | بروض الجنان مرجعه

انا ارخت عام رحلته | قلت ـ دار النعيم مضجعه

١٣٢٤ھ

من قصائده الفارسی

اے روے تو وے رائے تو والّا و سائل | وے جود تو و بود تو حلّال مسائل

ایوان صدارت ز تو چون کاخ خورنق | دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل

خرم تو چنان کرده که آواز خروشی | در گوش نیاید همه گر بانگ زلازل

عدل تو رسیده ست بجائے که ز گلشن | بر منبر هر شاخ بود عظمت بلابل

گر کار بفهم ست بدرک و بکیاست | پس از چه گرایند بجوئی شمائل

از انمل مخضوبه و از چشم مکحل | و ز حد صفا داده و قد متمائل

رنگین نگه و شی چو مشاطه غمناز | سنگین نگه مشی چو عادات حوامل

آنجا که بود هر کسے از جهد معاون | آنجا که شود هر کسے از سعی معامل

پس چون نشود مشکل معنی آمر و ناهی | پس چون نشود هیچ معنی فاعل و جاعل

من کیستم آنم که اگر روئے زمینم | گردند مخالف نگرایم بزلازل

هر مشکلے آسان کنم از روئے منور | هر بیستم از دوده حلال مشاکل

فخر همه ارباب فضائل ز فضلش | یکقطره از بحر بود کل فضائل

اصل کرم و فرع همه علت ایجاد | چون ذات خداوند منزه ز حمائل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم
ختم است بر او بعد خدا حل معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع
مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد استند
بر عزت این صدر فزاید حق باذل

طوبی است چو تاج تو از دل بخدا باشد
ای صدر تو هم راحم احوال وی از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بو و غنج و دلال
در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف
سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر
لب تکلم او طوطی خجسته مقال [redacted]

ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی
ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال [redacted]

در آسمان صباحت ز غیرت رویش
فتاده در دل خورشید شعله جوال [redacted]

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان
صدر کل مختار ملک راستان [redacted]

چون خدا خلقی بعزت کرد جفت
چون تو فردی را براینان صدر گفت [redacted]

کرد رایت سد اسکندر بنا
دشمن ار یاجوج باشد گو [redacted]

داده تدبیرات تو داد همه
از تو محکم کار و بنیاد [redacted]

رای تو صایب تر از رای حکیم
در همه امری کلام [redacted]

شکر لله کز همه روی زمین
جای تو دار و شرفها بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم
وز عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور
در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد چنان شعار عدالت شده بدهر
گویی که نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ ورا ختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیدہ مصیبت سیدہ حیرانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و بجانہ خویش
شبم بگریہ و روزم بآہ و نالہ و افغان
تفقدے نکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

ولہ

آن شد مرا نہادہ تو ورا ختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے غبار ظلم
ز جان جمعم اگرچہ دلے پریشانم
ز دوری تو شبہا گو بیا بزندانم
بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
مگر نہ من ہم از خیل زیر دستانم
بغیر در گہ تو در گہے نمی دانم

طاہر - میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے اور اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے - التفات خان بیڑ ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات و خاندیس وغیرہ مقامات مین اسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہ سے ۱۱۴۹ھ ہجری مین مقتول ہوا - ذکی الطبع و صاحب استعداد خدا داد تہا - نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا

تین تین منشیون کو خود عبارت لکہاتا تہا۔ اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدرون غور و تامل کہتا تہا۔ اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تہا۔ اور اسی حالت مین آپ ہی کتابت مین مصروف ہوتا تہا۔ شعرگوئی سے بہی بل چسپی رکہتا تہا۔ کبہی کبہی موزون کرتا تہا۔ کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے۔

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنای خود	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزای خود
شہرت حسن تو شد از کشتہ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا۔ ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص۔ ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے۔ نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے۔ اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہو کے ہند مین آیا۔ چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا۔ آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا۔ گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز خوشی سے بسر کر کے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا۔ ابو طالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا۔ طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے۔ اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے۔ طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین۔ طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ نظم مین بہی ایسا ہی نازک خیال ہے۔ نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

ز جعد پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو گو دکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگِ گردنے ملایم کن	وله	ز بہر دادن سرہائے خویش قایم کن
کج نیابد کام دل بے اتفاق راستان	وله	تا بقربانت شوو با تیر بیاز و کمان
اگر چو آئینہ سر تا قدم شوی یک چشم	وله	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان را بسوئے حجلہ نتوان برد بے سازی	وله	با آواز دف و نی دختر رز را بمینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت	وله	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید	وله	عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا در ایام شباب	وله	پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا بر زمین
مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ	وله	چیزی دگر نخواہد غیر از دعائے یاران
درسد فصل عمر باید سر بجیب غم کشید	وله	تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بہ بیند انچہ بما کرد آسمان	وله	از دود آہ سرمۂ چشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سر جوئے	//	خط پشت لب چشم قدح را گرد ابروئے
میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید	//	بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایۂ موئے
ز بس آب نزاکت خوردہ لالہ	//	شدش خط نظر موئے پیالہ

طاہر شاہ طاہر

طاہر تخلص - و شاہ طاہر نام - تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آبا و اجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے - اکثر اوقات رود بار قزوین مین اقامت کرتے تھے - جب شہر سلطانیہ کو الجایتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے - شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا - ابتدائے
سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا - چند مدت مین جامع الفنون
و حاوی العلوم ہوا ۔

قاف تا قاف ار بجستی قیروان تا قیروان　　در جہان چون او ندیدی مجلس در شرع شعر

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ثانی صفویہ کو معلوم ہوئی
چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے - حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم
کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی
کرنے لگے - وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا - شاہ طاہر سے کہا کہ
اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائیے اور ایسے مقام مین
سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہوسکے ۔

شاہ طاہر فوراً ۹۲۶ھ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا - تہوڑی مدت مین برہان نظام شاہ
بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا - بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت
و اعیان ریاست سے بڑہ گیا - رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا - تمام مہمات کا
مدار المہام ہوا - اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانۂ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجہتے تہے
اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تہے - مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی
بدولت ہوا - اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان
بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا - باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و
مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا - اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت
کامل ہوجائے - اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوجائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمد نگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زمانا احمد نگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمد نگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن بانزہ برنی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم مشرح و مفصل لکھا ہے بنائے علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک یہان مکرر ہے لیکن لطف ومزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بزرگ تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس پہنچا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے ۹۲۶ھ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی اُسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روئے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو دغا بو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بنا بر علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیے۔ وہان سے حرمین شریفین کی روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہو کے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتھہ وطن مالوف مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان دکنی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شیروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم و الفنون ہین ؎

عیسی گاہ دانش آموزی | یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اُن کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمد نگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم ومنکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند ——— بقراط حکیم و بو علی نادانند
باابن ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ——— درمکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہہ کے بدست ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ جو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ٭ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعًا و کرہًا اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمینًا چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو با عزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بقربیکے رمز شعر یک فرمایا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار ——— کہ ضایع نگرداندت روزگار
اگر ریزہ زر ز دندان گاز ——— بیفتد بہ شمعش بجو بند باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب لحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علماے پائے تخت درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین بیقراری پیدا ہو جائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جائے سے نہین اٹھتا ہون بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔ شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دار العلوم بنگیا تہا۔ مدت تک درس تدریس کا دور چلتا رہا اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہو گئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی تذکرہ کا بازار گرم تہا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تہا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو جو وہان عہدہائے جلیلہ پر مامور تہے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہو گئے تہے کہ بادشاہ نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کر دی تہی پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی اثنا مین شاہزادہ عبد القادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہو کے تب محرقہ مین گرفتار ہو گیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تہا۔ لخت جگر کی حالت دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تہا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہون ہرچند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تہے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ روز بروز

مرض بڑہنا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات تبخانون مین بہیجتا تہا - اہل سلام و اہل اصنام سے کوئی فرد نہین چہوڑا کہ
اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اسکے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجھے
خوف اسبات کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - و امام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سُنے تہے - پہر اُسوقت سے ابتک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ تبخانون مین نذر و نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھ کے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے نذر و نیاز کا بجالانا نہیں ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کر کے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید کی قسم کھائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بھی جائز نہین رکھونگا کہ کوئی دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان و زمین کزو مایہ دارد ہمان و ہمین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست خرد را بدان بحر در راہ نیست
کراز مانہ بینی بجز لطف مہر اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے بادشاہ سنت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبدالقادر کو صحت عطا کرے تو احمدنگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہونگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا برہان شاہ فرزند کی صحت سے نا امید ہو چکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اسیوقت حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے قریب بیٹھہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالقادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے خوشحال ہو جائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سرپر رکھے ہوئے سو گیا۔ اسی خواب مین دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چھہ چھہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ ائمہ ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان علی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہئے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹھا۔ دیکھا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچھا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تھے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خودبخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکھا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کر کے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گھبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہو گیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کر کے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچھہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولا واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچھہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب و لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسما و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے | آن شب قدر کہ این تازہ برا تم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم۔ شراب عشقا و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابھی اس راز کو فاش نکریں اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل جہان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب برا ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی و ناراستی بھی دیکھون - طاہر نے کہا ایک دوسرا مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے فرمایا لائے - شیخ احمد نجفی کو بلایا - وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تھا - جب علمائے احمد نگر نے دیکھا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے تمام نفاق کر کے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے - پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا - برہان نے دیکھا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب ہے - موقع سے عبدالقادر کی بیماری خواب قصہ لحاف بیان کیا - اسی مجلس مین اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا - اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے - اور دوازدہ آئمہ کے اسما داخل کئے - اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا - ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا و اہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کر کے چلے گئے - احمد نگر مین شور و غوغا واقع ہوا - اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا - یہہ عالم متبحر ہے علوم عربیہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کی زبان افسون و عمل سے بند کر دی - اب کیا تدبیر کرنا چاہئے - بعض نے کہا کہ حملہ کر کے شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تا وقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا - آپ اس ارادہ مین کامیاب نہین ہونگے - مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول کر کے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین - شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو عبرۃً قتل کرین گے - پس دس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کالا چبوترہ حاضر ہوئے۔ محاصرہ کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنہ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت مین
کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تھا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کھولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہوجائینگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چار سو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی
با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے ایک آیت
پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پھینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تحت مین حاضر ہوجائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ امان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے
ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اُسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چار سال تک قید خانہ مین رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب قدیم پر بحال فرمایا۔

جس مقام مین برہان نے خواب دیکہا تہا وہان ایک عمارت عظیم الشان بنا کی اور اسکا
نام بغداد رکہا۔ اور جس مقام مین شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہان حسین نظام شاہ نے
اپنے زمانہ مین ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد مین باہتمام قاضی بیگ
طہرانی اتمام کو پہنچی۔
فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہہ کے آخر مین لکہا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے
اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج وشیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہین والعلم
عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔
پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت وجماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے
نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل مین ایک احاطہ چار دیواری کچ وپتہر سے
قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات
مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تہے۔
شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری وملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت
رسالتماب کو اطراف واکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہی خزانہ سے
بیشمار زر عراق عجم وخراسان وفارس گجرات وآگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا
ملا ائمہ دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی خواجہ معین صاعدی کو گجرات
سے یہان بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر مین لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے
ملایا۔ مقربین کے زمرہ مین داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر وملا شاہ محمد
نیشاپوری وملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی وملا علی مازندرانی وایوب ابو البرکہ
وملا عزیز اللہ گیلانی وملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل واکابر دکن مین آئے

اور احمد نگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی جو نقباء مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا بیشمار مال و دولت و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات کے مجاورین و زوارین کو احمد نگر مین بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمد نگر پر لشکر کشی کرنا چاہیئے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم کرین۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام عرب کو ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارةً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی اسمین درخواست کی کہ آپ گجرات کے طرف فوج کشی فرمائین۔ چونکہ ہمایون اُسوقت شیر شاہ کے فتنہ مین پریشان تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہین ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان سے دکن مین آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب رہنمودۂ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی برہانپور کی خدمت مین تحائف بھیج کے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہر بدر کر دیا تھا۔ اپنی فوج مین نوکر رکھا اور اکثر عہدے دارون کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل پر متصرف ہوا۔ سالماً وغانماً احمد نگر مین مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ مین برہان ہی غالب رہا آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹیہ مفتوح مقبوضہ شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دئے۔ یہہ صلح ۹۴۹ھ ہجری مین ہوئی۔ اور ۹۵۰ھ ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت جلوس بہیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ سے سولہ کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجالایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دارالسلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پہر اسی زمانہ مین برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا۔ اور عادل شاہ سے انتقام کے لئے مستعد ہوا رام راج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار ممالکت پر حملہ آور ہے مصلحتًہ پنج ہتہ نظام شاہ کو دیدیے اور رامراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہر حال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

مآثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو وہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے قائم کیا۔ ۹۵۰ھ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمد نگر دکن مین اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے۔ آقا سلمان طہرانی عرف مہتر جمال جو ایلچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمد نگر مین بہیجا اور اُسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور دیگر تحائف و ہدایا بے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے - اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تہا شاہ طاہر کے لئے بھیجے - مہتر جمال احمدنگر مین پہنچا - اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی - آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا - ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا - اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا - اور اکثر باتین وحشت امیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی - اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا - اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تہا مع تحائف ہند اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے - اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا -

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا - عادل شاہ غالب و نظام شاہ مغلوب ہوا - پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی - علی برید نے اعانت سے پہلو تہی کی - خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفی المذہب تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا - طین النجار طاہر یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس - شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا - خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا - اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تھے ۔ اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تھا ۔ کثرت بلوے سے علمانے
اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہئیے پس تمام نے کہا طین بخارا
طاہر ست ۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تھی ۔ بے ادبانہ عمداً کہا ۔ فرشتہ نے اس
روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تھا بزرگان دین و مشائخ
یقین کا مقام تھا ۔ وہان رافضی و خارجی کا نام و نشان نہین تھا ۔ مخالفین نے عداوۃً
و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ ۔ واقع مین کیونکر علما صریح نجس
و ناپاک کو طاہر قرار دین گے یہہ بات ہر ایک جاہل و عالم کے نزدیک ممتنعات سے ہے
فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکھا ۔ لا اصل لہا ۔
برہان شاہ نے احمد نگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی بنسبت شاہ طاہر سنکے انتقام کے لئے
آمادہ ہوا علی بریدکے ملک کو مسمار کر دیا ۔ فرشتہ مین مفصل مذکور ہے ۔ دیکھو اسوقت کے
سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال کرتے تھے ۔ ان کے اعزاز و
اکرام کے بجالانے برقرار رکہنے کے لئے ممالک و درہم برہم کر دیتے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ
اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تھا ۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تھا ۔ طلبہ ذوق
و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تھے ۔ فی زماننا علم کی کسا د بازاری
ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا ۔ بلکہ حقارۃً بلاتے ہے
مسجد تعمیر کرتے ہین ۔ ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا ۔
عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا ۔ علی ہذا القیاس علما بھی نام ہی
کے ہون گے ۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے ۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و انکساری میں معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر میں بے نظیر و بیمثل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر میں آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر میں آیا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجہتے تہے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئیے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکھا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکھا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کرکے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت سنہ ۹۵۲ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسی کا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہً احمدنگر مین مدفون کئے چندماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلیٰ روانہ کردئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر۔ تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن۔ شاہ ابوطالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑھے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر رحیمی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم کرتا تھا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علماے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ والحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان میں گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہیں خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہو گی پیش از وقوع واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکھتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب بہتر ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام میں چلے جائیں شاہ طاہر فوراً وہاں سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہو کے ہند میں آیا چنانچہ صدر میں مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمدنگر دکن میں مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام مقتصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہندمین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی ملی کسی قسم کی روک نہین تہی پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیتہً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشریہ نے خلاف واقعہ لکہدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتدائً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نوراللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفائے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آبا و اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہا کے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تہے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثنا عشری رائج ہوا۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ کہکے یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب آبائیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمۂ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تہا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا۔ آپکی نظم کیا تہی گویا لآلی منظوم تہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تہی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام و سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکہے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس موجود تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتہہ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یاد داشتون مین محفوظ تہے۔ گزارش کرتا ہون ھو ھذہ

چو عندلیب درآید سحر بنالہ زار	زخواب نازکند غنچہ را بیدار
صبا نہد بلب غنچہ لب زغایت شوق	شمال دست زند از طرب بشاخ چنار
بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر	اگر کنند حدیثے زسوسن استفسار
ہزار قطرۂ شبنم درون غنچہ نہان	چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار
برہنہ گشتہ سر کوہ از عمامۂ برف	نگر باتم برزمین زرہ و دستار
زبید مشک شکستہ ست قدر نافہ مشک	خجل زگریہ پیداست آہوئے تاتار
بسبزہ و سمن سایبان اطلس وہ بید	زتاب مہر بہرجا ہی گرفتہ قرار
پری وشان طلایک فریب مردم کش	سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد
همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله پرست
پیاله گیر بروی بتان لاله عذار

فلک بکام دل راستان نمیگردد
فغان ز کج روشیهای کجرفتار

بهر طرف که روی زیر این سپهر دورنگ
ز شش جهت بشودت کاروان غصه دوچار

اگر سلوک ره راست آرزو داری
براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره ره شرع پیمبر مرسل
محمد عربی کان حلم و بحر وقار

مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور
ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او هر دم
شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در قواعد امرش کثافت اکراه
نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار

بنور شمع خیالش برون توان بردن
ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار

زهی به شبنم لطف تو تازه باغ ربیع
بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

بپیش روی تو گر گل نقاب بگشاید
عیان شود همه را کو چه دارد اندر یار

همیشه مرغ دلم در کمند ساحل شوق
نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار

درین خیال که باید بدستیاری فکر
ز بحر نعت و ثنا تو تر کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بحدی
بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مرا ز نقد بصیرت تهی ست دیده و دل
مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم
بصد نامهٔ تقدیر احمد مختار

بروز پنجه خیبر کشای شیر خدای
بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مهد مطهر زهرا
بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

کز نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است — مدد کنی که بشویم به آب استغفار

وله

باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک — افگند بر سر دیوان چمن گل نوشک

لشکر دی صبح شبیخون آرند — تنگ چشمان شگوفه چو سپاه ازبک

مجلس دلکش گل تا نبود بی‌مطرب — گشته بلبل عجلی شاخ گل و غنچه عجک

ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران — بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک

وله

شاهد باغ لطیف است دلی خوش بودی — گر نگشتی زرهی آن حسن لطافت منفک

هر کمالی که ایمن بود از نقص و زوال — باشد آن در نظر همت دانا اندک

عنقریب است که چو بگذرد ایام خزان — میزند پرده در دروازهٔ گلشن چوبک

بهر پیران ستمدیدهٔ ایام خزان — سازد از شیشهٔ شیشه‌گری عینک

عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی — که خزان را نتوان برد بدانجا کتک

انجمن گلشن مدح شه عالیقدر است — کز فلک بهر طواف درش آیند ملک

مرتضی پادشه صورت و معنی که در او — نشاء و رابطهٔ صوری و معنی بیشک

او با غیار جفا پیشه چه نسبت دارد — می‌شناسیم حریفان مگر از یک یک

عدل تقدیری و تقدیر عدل است غلط است — زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک

ای حکیمی که بود پیش اله دانش تو — حکمت فلسفه بازیچه ارسطو کودک

هر کسی را بکسی دست توسل محکم — لیس والله سوی حبک لی متمسک

طاهر از زلت عصیان تو آورد پناه — فکر او گر نکنی کان من الذل هلک

دست گیردش زره لطف که تا روز جزا — در لگدکوب معاصی نبود مستهلک

وله

محمل مهر چو آید به شبستان حمل — لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید بر آید سحر از مطلع شاخ
کوه از در سه بهمن و دی رست اکنون
شد ز دیوان بهار از پی آرایش باغ
فکر آهنگ تماشای گلستان دارد

چون شفق جلوه کند لاله در اطراف جبل
شود پیدا ز ناصیه اش بر بهاری صندل
قاصد باد صبا سوی ریاحین مرسل
حضرت شاه فلک زینت خورشید عمل

ولہ

کجا شد فریدون فرخنده سیرت
روانست پیوسته از شهر هستی
جهان گیر کز فیض فضل آلهی
بملک بدیع البیان معانی

کجا رفت کیخسرو آن شاه عادل
بملک عدم از پی هم قوافل
شدے بهره مند از قبول فضائل
ورا قسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد
دنیا همه سر بسر خیالست محال
ور فکر محال میکنی می گذرد
هر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ ۔ سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص ۔ سلطان محمد قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب ۱۰۰۰ھ ہجری مین واقع ہوی ۔ آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے ۔ آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین ۔ محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تہی ۔ کوئی فرزند نرینہ نہین تہا ۔ برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا ۔ اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجکو عطا کیجئے ۔ تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن ۔ محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکھا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والد ماجد نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تھا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بھی جو شمشیر بازی و تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تھا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تھی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادر زادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ھو ھذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست	کہ ز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست می حیرت گفت	عید مولودی بزم شہ و عقد مہ مہر
چا ببیتے مکن این قطعہ معین بیشناید	در چنین نظم تراپر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو تاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایات و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پُر دُر کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام مین صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض و جوہر
لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی و تاریکی کے چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہین ہوتا تہا۔ و باکثرت مشاغل سلطنت کبہی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین
اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ ہو ہذہ

بو العجب بازیستم عقد پیمان نوی — کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است — عہد سلطان نو است و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش — ایہہ ریغا کاش بودی ہر دمم جان نوی
چرخ اگرچہ آتشی در زد بعالم ناگہان — باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت	یافت عالم از مسیح تازہ جان نومی
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ	آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نومی
وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر	رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نومی
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرخ پائے تو	اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نومی
گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ	حیدرآباد از تو شد شاہ صفاہان نومی
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت	جملہ عالم نو بہاری شد ز سلطان نومی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافہ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ میں یہہ رسم تھی کہ تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی میں جمع رہتی تھی۔ چنانچہ بر تابا ۔ و کے دو لاکہہ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بھی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ ہجری میں میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتیں آپکی یادگار تہیں فی زماننا از انجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہیں کی تہی

برابر ادا کرتا تھا۔ جب ۱۰۲۷ہجری میں مکہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام ارکین دولت و سپہ سالاران و سپاہ مملکت سے بآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو۔ تمام امرا و افسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا۔ اُسوقت بادشاہ نے کہا خدا اور رسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تھی جس مین بدولت بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی بنا کا حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ہجری ہے۔ اور عبد اللہ قطب شاہ و تاناشاہ ابوالحسن خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ۵ بپا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن اور آپ کے تعمیرات سے ہے قصبۂ سلطان پور۔ و باغ محمدی۔ و آلہی محل و محمدی محل۔ و اامان محل و نبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی و ریختہ قلمی خوشخط

و بیرہنہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زماننا دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سرسالارجنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود ہین۔ شاید اگر کسی ہیرتا مور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد مین اکثر کتب نادرالوجود امراکی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد وبرد و ہمک ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہوجاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔ اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کارخیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین دکنی فارسی اسیز سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے ایکصدی قبل دیوان مرتب ہوچکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ پائیہ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین بانصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔ فانظروا و کونوا من الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تھا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بھی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر و سائر تھے۔ فی زمانناً نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تھی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
دربیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرتت یقین و گمان را چو راہ نیست	حیران وصفتست یقین و گمان ما

ہدہد چگونہ شرح دہد طول و عرض بحر
دریائے وصف تو زکجا و بیانِ ما

جائے بود مقام خداوندیت کہ ہست
صد خندہ عقل را زچنین و چنانِ ما

تا لب بشہد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شہد ہائے جہان در دہانِ ما

جز بے نشانی از تو نشانی نیافتم
بر در گہ تو نیست بجز این نشانِ ما

بر عجز ما بہ بخش ایا قادر رحیم
معلوم نیست غایت تاب و توانِ ما

بخشائے بر عیان و نہانم کہ آگہی
بر نیست آشکار عیان و نہانِ ما

ظل اللہ از شرور بدان در پناہ تست
ایدر گہ جلال تو دار الامانِ ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون ہستند از ہم جدا
نعت و مدح ہر دو نشہ را میکنم باہم ادا

آن یکے فرمان روائے ہر نبی و ہر ولی
وان دگر مسند نشین بارگاہ کبریا

آن یکے کان مروت وین دگر بحر کرم
نعت آن از حق بعمر کہ مدح این زلافتی

ہر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق
نیست جائے اینکہ گویند این کجا و آن کجا

ہمچو ظل اللہ یابی شاہ رہ از بہشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاتہ

ما ز التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زدہ ست سکۂ شاہی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید
بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پائمال شادی وصلت غم فراق
دوران چہ جوش کشید ز ہجر انتظام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست
زاہد تو غافلی ز حلال و حرام ما

تر سم زاشک ناز خورم نشتر دگر
قاصد بگوش یار چہ گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد / مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما
ظل الله احترام چو از دوست یافتم / زان خلق عالم اند پئے احترام ما

وله

شمهٔ از درد دل از دردمندی گوش کن / اینقدر در درد سر افسانه می باید ترا
نسبت همخوانگی دل بجانان امروز نیست / زین سبب گویم که دل همخانه می باید ترا
خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو / پرتوے زین خانه در کاشانه می باید ترا
سکهٔ شاهی طلب سلطان بازار الملک عشق / سرورے چون مردم آزادانه می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب / اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب
میرود جانب گلزار ببوئے تو صبا / خیز و گم کرده رهے بے سر پا را دریاب
تا بفریاد رسی غرقهٔ طوفانی را / در شب هجر دل خسته ما را دریاب
ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند / که ازین ره دل بے راه نما را دریاب
سخن از دشمنی مهر فزا میگذرد / حرف سربستهٔ ارباب وفا را دریاب
تا نهی در رهِ جانان قدم مردانه / شور کیفیت مردان خدا را دریاب
چون نهادی بره عشق قدم ظل الله / اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوری تست / هنوزم حسرت مهجوری تست
تو خورشیدی و من چون ذره زان رو / دلم لرزان ز تاب دوری تست
به بیداری نبینم لیک در خواب / دلم فرخنده از مسروری تست
چو ظل الله ز مستانم و لیکن / همه حیرانم از مستوری تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست / زین همه حشمتم همت اوست
پادشائی کجا و شوکت عشق / شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز
نه مطیعش به محض قدرت اوست

مست از باده نیست ظل الله
سرخوش از باده‌های صحبت اوست

وله

در محبت حسن و انرا از اطاعت عار نیست
ملک عشق است این و اینجا حاکمی جز یار نیست

بسکه از حد بیش می‌خواهیم بدل مهر ترا
صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست

در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل
روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست

تا تو هستی در دل آن مدعی غیرے ندارد ره درو
در حریم خاص و نامحرمان را بار نیست

شب به سر دوستی دان قصه موسی و خضر
غافل از سر محبت واقف اسرار نیست

لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتی نیست
گر خیال یار شبها تا سحر بیدار نیست

مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم
روشنش بادا که ظل الله دعوی‌دار نیست

وله

کار من و دل همین بیار است
ما را بکسی دگر چه کار است

هر دست بدامن است در خورد
دست من و دامن نگار است

هرچند بهار جلوه گر دون
هر سو نگریم کارزار است

بر خصم مظفریم سلطان
با ما نظرے ز هشت و چار است

وله

خوش شو از دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت
یار اگر با ما نسازد با وی خواهیم ساخت

ناامید از خود مکن ای دل این چندان امید
گر نسازی کار او باری بگو خواهیم ساخت

گفت و گوئے زلف او داریم سلطان در میان
زین نسیم چین جهان را مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهیم بیار درد دلم مختصر رسد
تا گفته به سخن که از ان درد سر رسد

غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل
شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد

سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو
سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

ولہ

لالہ رویان ز غمت دہر بجا نم دادند
از شراب لب خود آب حیاتم دادند

نشئہ بادہ ز آتش بلبم افشاندند
وز طرب جا نہ دل نقل صفاتم دادند

ظلمت سینہ شدہ محو تماشائے صفا
گل گلزار فروغ حسناتم دادند

بر ریاض سخن آن ظل الٰہی کہ زغیب
عندلیب آسا زنگین نغماتم دادند

نعمتان فلک از فتنہ نجاتم دادند
برگلستان ارم تازہ براتم دادند

مرغ آن تازہ بہشتم کہ زمنقارم ریخت
نم کوثر ز لب آب نجاتم دادند

شکر ایزد بزبان دارم چون ظل اللہ
شاہی و دانش و دین را برکاتم دادند

ولہ

بتی دارم کہ از لعلش شراب زندگی بارد
ز گلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد

تو آن گلی کہ در بہارستان رنگینی
گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد

چو ظل اللہ خیال عارضش در دیدہ چون بندم
بجائے عکس و نقش آفتاب زندگی بارد

ولہ

گاہ در صومعہ گہ دیر مغان گردیدیم
ہر کجا در طلب دوست توان گردیدیم

از ہمہ راہ و روش ہست چنین یاد مارا
عمرہا بہر ہمین گرد جہان گردیدیم

پیش ما سود و زیان ہمہ عالم ہیچ است
گرد عالم نہ پئے سود و زیان گردیدیم

بسکہ دل را ہوس شرح غمی بود بدوست
ہمچو سوسن ز سراپائے زبان گردیدیم

مستی عشق ز ما بردہ نہان کردن راز
آہ کز دوست بداند کہ چسان گردیدیم

کہ جوان گشت زلیخا بدعائے یوسف
بی دعا ز وصال تو جوان گردیدیم

پیر تو دوست چو تا دید با ظل اللہ
بر ہمہ خلق جہان نور فشان گردیدیم

ولہ

عجب رعنا و زیبائی چہ گوییم
بخوبی عالم آرائی چہ گوییم

منور از تو گر دیدست چشمم
تو نور چشم و بینائی چہ گوییم

بفکر هیچ دانا در نیاید — عجب نازک معمائی چه گویم
ز تعریفت زبان در کار ماند — چه از تعریف بالائی چه گویم
بظل الله اگر بر سر نیابی — چو حسن خوبیش خودرائی چه گویم

وله

چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده — زهر را نوش لب چشمه حیوان کرده
ترک چشمت که شکست همه شاهان داده — من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
غرق موجیست بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
غم ز دشوار ز فلک نیست مرا ظل الله — لطف خوش مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هرچند بنگری — از شهدهای عیش بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند
عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لحظه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان دهر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله آنچه گفت ازین درد و ماتم است — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود برآید زنه فلک / بر چرخ بسکه آه دما دم رسیده است
ظل الله از مصیبت سلطان کربلا / تاب سخن نماند زبس غم رسیده است

وله

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت / رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت
واحسرتا که برشته دنیا و دین حسین / بیداد اهل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعاره الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک پیو ہمارا / او تن عکس دیہی چندر نہی آیا را
بسی رجس پیا مین پرت ہم سجن کے / بن اسکی پرت کچ نہین اس پیارا
جتنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے / نگر سبی او سبی ہور مستی او تارا
جلکوی مانی ہے سائین کے حسن جھب ہے / اسی ملا نین نہ پنند مین جگ سارا
پیا نور بستا ہے منج دل جہک مین / کہ جس نور نہی ہے سورج آ اسکا را
سکی پیو چنتا لگتا ہے ہمن کو / سجن بن نگر سبی ہے ہور کوئی نوا را
نبی صدقے قطبا کا من نج سون لا گیا / کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹھارا

وله

پیا سانولا من ہمارے بہو لایا / نزاکت عجب سبز رنگ مین دکھایا
رنگیلی دھڑی ادہر یون سہاتے / کہ آپے رنگ سعن جگ کے رنگیلیان ریجھایا
تہسی اس کنول کہ نہی جہڑتے ہین موتی / تو اس شاب معنی سون جگ جگ جگایا
نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب / پیی آپ جیو نیا نسون تو گل پانہ بایا

وله

ہوا آئی ہے لنک بہی ٹھنڈ کا لا / پیا بن سنتا نا مدن بالی بالا
رہن ناسکی من پیا باج دیکہی / ہوے نن کون سکہ جب ملے پیو بالا
سجن سکہ سنی باج او جالا نہ بہاوے / بہلایا ہے منج جیو کون او اجالا

جو رات آوے چاندنی کی منجکو سنتائے ❊ کہ چاندنا منجی نین نین سوز لا لا

نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر ❊ اپس سائین سون پیوی جم مد پیالا لا

وله

سجن میری چنچل اہی پیم ما تا ❊ سکیاں کون پیا بات رنگین سو بہاتا

میری عقیدت کرتے ہین ساجن پرت سون ❊ اسیتہی سدا برہ کون مین سناتا

وله

چاند ابین عیدی بشارت دکہایا ❊ بہوان سیتی ساقی اشارت دکہایا

آدہر مد کی گھر کون گلف تہا سو گرا ❊ سو کی کیلی کہل دل عمارت دکہایا

کرون سیوہ یک چیت سون مد پیا کلین ❊ کہ منجانے کا منج اجازت دکہایا

محمد نبی فیض تہی عید آکر ❊ محمد قطب کون صدارت دکہایا

وله

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن محمود کا ❊ مرتضی بارہ امامان عید ہے معبود کا

مصطفی ہور مرتضی اس دن مین کیتے ہین ظہور ❊ جن کرے یہہ عید دو طالع مسعود کا

جب وو ابر رحمت اس جگہ پہ ہوا ہے فیض بار ❊ شیعیان کی تین آتہا وہ دن بہبود کا

جب نبوت کا علم سیدا ہوا انب بت جہڑے ❊ طاق کسری نت نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب مینگہ رحمت برسیا ❊ سرک تن کینا جگت تین آگن نمرود کا

چاردہ معصوم کی ہین داس جنتی تہی بنے ❊ پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تن داود کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب ❊ دو جگت ہین ہین ترکمان عاقبت محمود کا

وله

خوشیان کرو موالیان مبعث رسول آیا ❊ بہو دہات آنند سوران عیشا سنگات لیایا

اول ہدایت روزی روز بد فیروزی ❊ اس عید عید قربان جس تہی دو جگ اگہایا

شاہان مین تیہ عالی قطب شہی ہوا لی ❊ مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا

صدقے نبی ترکمان جم راج کر توں عثمان ❊ شاہ علی نبی تہے منگ تج تہی دلایا

وله

جو شبرات جھلک سوں جگمیں آیا — تو سب جگ اُس جھلک تھی جگمگایا

شرف شبرات تھی سب رات پائی — شرف سب رات تھی شبرات آیا

تجلی یوں دیا حق قطب شہ کون — کہ جسکون دیکھتی روشن روشن کر پایا

وله

خدا کی کرم ستی شبرات آیا — خوشیان کا اجالا جگت مین دکھایا

براتان لگکر آیا سارا یانکی خوش ہو — خوشیان عشرتان سون کہ جگ جگ جگایا

اما مان نبیا ہے محمد قطب پر — نبی ہور علی کے دیا سون سہایا

نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کون — سو ساقی کوثر پیالی پلایا

کھٹو ریر سدا ہے سبحان کا اُجالا — تو خلق ہر مہ کر کے رحمان کا اجالا

اُس طور کا سو تھارا ہا نند بہشت ہے — اُس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اُجالا

اس محل کون سو دیکھت بہک پیاس کا جاوے — جانو جھلکتا وان شہ مردان کا اوجالا

قطبا نبی کے صدقے آنند کر اُس محل مین — بستا ہے اسمین شہرے یزدان کا اوجالا

وله

چھبیلی سون لگیا ہے من ہمارا — کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا

صبوری کو نہین ہے ٹھار دل مین — صبوری کیون کرے سو کر تھارا

سیا کرنا کرے معشوق آپے ہو — کہونا کیا کرے عاشق بچارا

وله

اہو آئی مدن موہن پیارا — پرم سو کھینچتا انچل کنارا

پیا کون پاؤن پر جیا مناؤن — نہین وہ مانتا کہیا ہمارا

بسنت کھیلین عشق کے آ پیارا — تمہین ہین چاند مین ہون جون ستارا

بسنت کھیلی ہمین ہور ساجنا یون — کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا

نبی صدقے بسنت کھیلیا — رنگیلا ہور رتھیا تر لوک سارا

صباحی او مکہ دیکھ پینا شراب — فرح بخش ساعت مین لینا شراب
تیری حسن تھی وان دہی شاہ کون — او مکہ کی عرق تھی سو پینا شراب
عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ — کہ تا نون تا نان مین لینا شراب
ولہ
ازل تھی نبی جب قطب پیوتا — تیری پیالی سون ساقی دینا شراب
ولہ
جب سجن دیکھیا تون آتا میرے خواب — راتدن نہ سون کم آتا میرے خواب
میرے رون رون تھی بدل غم دو مین — چاند سورج تون دیکھیا تا میرے خواب
ولہ
جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب — مین طالب تیرا ہون پیا تون ہے مطلوب
تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف — تیری آرزو مین مین عاشق ہوا یعقوب
بدن مست بدن مست سجن مست پری مست — ہوی مست یون مست نگن مست پری مست
نظر تجھ پہ ہے کیا تماشا کا حاجت — نہین سبز خط آنکی خضر کا حاجت
میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہین منجکون بازار روا لا کا حاجت
ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچ — تکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زر کری کوئی بوجھیں — کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت
نہنی سکے ناز مستی دیکھک سیر تھی ہوا سکا — بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام سنج بست
قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ خدا کا — کھڑے ہین زرشت اس جان و دو ریان پچے بند
ابہن تھی ہندو کا کس ہر کرون شکایت — نہین لکھی ہین مورخ تاریخ اس حکایت
بیدام اسکا خدمت کرتا ہوا ہنی دیسون — دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت
ولہ
بدن مست بلن مست سجن مست پری مست — ہوی مست یون مست نگن مست پری مست

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہیں منجکون بازار و الا کا حاجت
نہیں مدعا تدعی نا بوجھے کیچ — تنکو بحث کر نہیں ہے نحو غا کا حاجت
قطب شہ تیرا ز گری کوئی نہ بوجھیں — کر اس عالم مین نہیں ہے دانا کا حاجت

وله

نہی کی نار مستی دیکھ کر سر تہی ہوا ہے — بہوت نیکا ہے اکا مدعا کا کام منج مست
قطب شہ ست جہان مین ہے تشنہ تا ہے خدا کا — کہ قطرے ہین ست انس جان و دوربان ہد

وله

اسے جہنی ہندو کا کس وہر کروں شکایت — نین لیکھی ہین تموخ تاریخ اس حکایت
بے دام اسکا خدمت کرتا ہوں اپنی دل سوں — دیتی ہین واصر اُنکوں غرور کرتی ہین عنایت

وله

منج جیو منی ازلتی ہے جانا نکا احتیاج — غم کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج
دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین مانیا — قطب شہ سکیں کی دیون ہت پکڑ تا ہانہ تاج
نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — شہی بر جیس ایسا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت اودہر انکی مستی دلا منج

وله

ہویدا بہی ہوا جوں جان بکر ید — کیا سب جگ سوں آباد ان بکر ید
جنت میکی سوالاں نعمتاں سوں — کیا تازہ جگت کا جان بکر ید

وله

ورسنی ہوائی ہے پوریاں کی عید — شہ ورس دیکت ہوی حوریاں کی عید

وله

محبت پیالا پریاں لی کھڑیاں — دیسی یوں انن مین جیوں سور جنید

وله

بکر ید عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم اُجایا صلوٰۃ بر محمد
بارا امام پنجتن کا مہر جم ہا ہو — منج سیس چہا نو چہایا صلوٰۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات تہی ہے منج ادہر لذیذ — لاگی تو قد سرو کوں سو جوبن تمر لذیذ

وله

سکی تیج زلف ہے جیواں کی آخذ — دسن تیری اگی مین رتناں کی آخذ

علی نا مان سو لکھیا یو غزل قطب | علی نا دان ہی سب کا مان کی اخذ

وله

سورج چاند کون کیون کرون تج برابر | ہمن نین کا نور ہے تون پریوش
نبی صدقے قطب سون راستی ہے | اگر چہ ہے اَدک اُو نارا و باش

وله

منج تج مین جیکچ راز ہے کس سون نکر انہی فاش | ایراز ایسا نین کہیں جو کوئی جاکری ٹہار فاش
ازدبن اکت مین آہین نازک تیری دو نون اوہر | سبو سیا نکی نشانیان کئی او لعل شکر پاش قاش
ہوئی تج نین تپلی دل مین رقاص | سدا منج نین کے منزل بین رقاص
قطب شہ پا بیا ہی سے بہادر | ہوئی آپ ناچ تہی کامل مین رقاص
دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص | نبی صدقے ترکمان کو میا تہی خاص

وله

ازل تہی ہے مجھے خوبان سون خلاص | ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص
نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے | سدا دہرتا ہے تو خوبان سون اخلاص

وله

سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ | محبت پر نظر رکھہ کر سر غیظ
نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی | قطب سون آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق بچھو لا نون گوندی ہے مرصع | نوری چو نیا نسون کیتی ہے مرصع
نبی صدقے سو ترجگ دیکھہ کہتی | قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

ہیرے دوستان کون تون نت دے جنت | ہیرے دشمن کون اگن یا سمیع

وله

چنچل مکہ تیرا دیکھہ ڈہلتا شمع | سو عاشق تیرا سو کہ ڈولتا شمع
تیرے حسن کون دیکھہ شرم سون سیتی | غش کے بہانے تہی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع | خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع

وله

انی نار ہے اس جگتی تج مکہ عجب روشن چراغ | دیکھی نہیں آج جیون کہین اس نار کا نو کھن چراغ

انندان سیتی بہی آیا مرگ سال ——— دندان پامال عزیزان ہوئے خوشحال
کنارے آسمان کے نین شفق رنگ ——— دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال
نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا ——— علی ہور آل دائم تیری رکھوال
قطب مولود کر تا دیکھہ امنگ سون ——— نبی سہیلا پی گا یا مرگ سال
تیری دو نین ہین مدمست متوال ——— تیری دو گال ہین خوبی کے گلال
جہان ہے سیمیا کا نقش اس تھے ——— کہے ہین عارفان سب اس سکون نمثال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہین فتح و اقبال

پیونکہ آرسی مین ویسا ہی سیج آپ نام ——— ولہ ——— جیکو نجہا الیقین سون لکہی ہن سکے پائے کام
ستان کون جائے چہو تین اسنی ——— نین غلط یہہ بات انوکن ہی را جام
انجانی مین جوانی گیا پند ناشنا ——— قرآن ہور حدیث سون تکیب کر کلام
نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم ——— ولہ ——— او چایا ہے یا تو چمن مین علم
سکندر کون تھی آرسی جم کون جام ——— تیری ہمت ہی دو رپن ہور جام جم
ثابت رہ آپکا مین دنیا کون نین وفا ——— آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام
مرتضی مولود آیا ہے بہوت نور استین ——— ولہ ——— جبرئیل نے وار طبقان لیانی حوران بین
شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کا سکین ——— مین بندہ عاجز ہون تم وار و کربان تین
ساقیا آ شراب ناب کہان ——— ولہ ——— چند کی پیالی مین آفتاب کہان
مد کی پیا لیان کا دور پہرتا ہے ——— نقل مد کا کہان کباب کہان
پیا تج آشنا ہون مین تو بیگانہ نکر مجکون ——— ولہ ——— رتی نین نکرتی تج یاد بن توں تا بسر مجکون

نبی صدقے قطب شہ کون نہیں آدہار کا حاجت
کہ دونو جگ منے آدہار ہے خیرالبشر منجکون

ولہ

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی تون
سب اولیا کی سنکا اسرار یا علی تون

ولہ

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کون دئے رنگ
لی بھیک نگ عقیقان نگین ہوئی ہیں

باریک تج کمر دیکھ باریک ہوا ہون جون بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

ولہ

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

ہمن عشق ہمیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوئی ہون تمن ہم ہون دیوانی

محبت کے لذت فرشتان کو نہیں ہے
بہت سعی سون ہن سو لذت پچھانی

ولہ

خدا وا دو محل کون محمد سنوارے
تو اسمین جنت کی نگاران نگارہی

بلندی محل کا ہے آسمان جیسا
سورج چاند تارے سو واستہی نگاری

نہ اس جگ میں دیکھی کوئی ایسی محل کون
نگر دہرت پر قدسیان لیا کہ تہاری

ولہ

پہول بن رخ یار خوش ندیسی
ربن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی

گشت چمن و ہوائے کلیان
ربن پیالہ کنار خوش ندیسی

ولہ

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر ناریا نمن رستی ہے چھبیلی

نبی صدقے قطب شہ سون او پیارے
پرا او حسن کا کرآ کہ رسیلی

ولہ

پیارے پرم نار سیتی سہاتی
آپس حسن سون عاشقان دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کون بخش
مجکون سو محمد علی کے بخشش سون بخش

دشمن کون تون توڑ دوستان کون تون نواز
دشمن کو نکر رحم سبہی خویش کون بخش

ظل اللہ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلرعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدرآباد کا

تخلص ظل اللہ ہے ۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی وریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ وریختہ مین معانی ہے ۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی ریختہ سے
واضح ہوگا ۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہوچکا ہے ۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا ۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی ستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہیئے تہا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا ۔
معذور سمجھکے نشانۂ ملامت نہ بنائین ۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے ۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے ۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین ۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے ۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تہا ۔ علم دوست و ہنر پرور تہا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تہا ۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تہا ۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تہا ۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکہا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اسکی پیشی مین ملازم کئے تہے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جب تک زندہ رہی بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہو گئے علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کر کے حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کروی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ دفاتر و نقاو یم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زماننا بہی ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکہتے ہین - سرکاری دفاتر قطب شاہی ہین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی - اور اہل اسلام بجائے بہاگ نگر حیدرآباد لکہنے وکہنے لگے -

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق ونیک صفات تہا - اور رحیم ورؤف تہا - بخلاف شاہان سلف بہائیون وقرابتدارون کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا - اور ان کو اپنی مصاحبت ومقاربت مین رکہتا تہا - اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تہا - اعزہ واقارب بہی شکریہ ادا کرکے مطیع وفرمانبردار رہتے تہے - مدۃ العمر کبہی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا - یہہ ایسی عطیہ الٰہی تہی کہ شاہ کسیکو نادر انصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا - چند روز قید مین رکہہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا - میرزا کشتی مین سوار ہوا - ابہی منزل مقصود کو نہین پہنچا تہا کہ کشتی مین فوت ہوا - یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۵ ہجری مین واقع ہوا -

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تہا - شہر حیدرآباد مین چوک اُسیکے اہتمام سے آباد ہوا تہا - اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تہا - فی زمانہ وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا - لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تہی عوام کثرت استعمال سے اُسکو سوکے میر کی کمان کہتے ہین - شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تہا مختار کل کیا - تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چہوڑدیا اور خود فراغت سے عیش وعشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑہتا تہا -

ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن خلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ہجری مین سفارۃً قطب شاہ کی خدمت مین مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب شارالیہ گووہ بندر مین پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا سیادۃ پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مددخرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر مین پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام مین سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تہی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ ادا کئے جاتے تہے۔ جب دارالسلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تہے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گہوڑے بازین و لجام مرصع و چند عبا ہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل اطلس و زربفت و بارہ جوڑ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پہر فضا مین اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیون کو بہی تشریفات لائقہ سے سربلند کیا ہمراہی سو سوار تہے۔ اتفاقاً سفیر کو چہہ سال تک مہمان رکہا۔ سالانہ دو لاکہہ ہُن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بہیجا۔ پہر اغزلو سلطان کو مع سلطان نقلی طاس کو با تحائف و اقسام مرصع آلات بہی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تہا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تہی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا گیا تہا۔ فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور بعض معدوم ہین۔

آلہی محل۔ باغ محمدی۔ نبات گہاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ آئمہ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ وحمامات وغیرہ مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارہ دکن مین لکہا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکہہ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر و وازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ بارہ ہزار ہُن سالانہ وقف کر دیا تہا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تھی۔ علاوہ وقت سالانہ غرۂ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن
عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار
شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ ہر الاوہ پہ
علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تھے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک
کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا واحسرتا کا شور و
غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ
اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری و زکوٰۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ
تخمیناً دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو
اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کرکے
حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم
نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف
و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن و ڈاکو
مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت
قدر کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق
نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے
اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا
دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹھے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود ویادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین وتغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے انعام ووظائف معین کرایا وہی اشخاص غسال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا انکی اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوادیا اور حمام مین دلاک و اصلاح ساز وسامان غسل بہی مہیا کر دیا تہا۔ غربا ومساکین سے کچہہ حق الخدمت نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی وخدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار رہتے تہے۔ دیکہو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا۔ کبہی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش ومتحمل المزاج تہا۔ سادات واہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات وعلما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادر زادہ کو فرزندی مین لیا تہا تعلیم وتربیت کے بعد بعالم شباب ۱۰۱۶؁ ہجری مین برادر زادے کی شادی دختر نیک اختر سے نہایت تکلف وتجمل کے ساتہہ کردی بیشمار زر وجواہر وخلاع فاخرہ وعطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت
و اطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بہی انعام و اکرام سے سربلند
کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت
کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش
کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادلشاہ
بیجاپوری و عمادشاہ براری شریک جلسہ تہے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری
و مدارات مین ایک دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش
ہوتے رہے۔ تقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر
سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران
و لشکریان بہی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی
تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو
تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین
اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد
و دعا نامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتہہ
ہم صحبت رہ کر جلسہ بناتا تہا۔ شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلچسپی رکہتا تہا۔ مراتب
نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تہا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام
موزون کرتا تہا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان
ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تہے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہوچکے تہے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ہے

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد | آب حیات خلق دریغا سراب شد
مہرے زبوستان معانی فرو شکست | برجی ز آسمان سکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خادم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استر آبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اُس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کئے۔ امرا و وزرا و علما و شعرا و رعایا و سپاہ نے نذریں دین اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

باشمع بگو گرمی دیوانۂ خود را ۔۔۔ کاتش زند از رشک تو پروانۂ خود را
ہوش و خرد از پائے در افتند چو مستان ۔۔۔ چون سرمہ کشی نرگس مستانۂ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند ۔۔۔ کیفیت نہ جرعۂ پیمانۂ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید ۔۔۔ بستیم در و در روزنۂ خود را
گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا ۔۔۔ خواہیم ہمان گوہر یکدانۂ خود را
اے قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است ۔۔۔ مردانہ ہمی رو رہ مردانۂ خود را

ولہ

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا ۔۔۔ لب میگون بنما چون سر جام است مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم ۔۔۔ اینچہ سوداست کہ با زلف چو شام است مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدست ۔۔۔ خال تو دانہ آن زلف چو دام است مرا
ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت ۔۔۔ بر سر کوئی بلائے تو مقام است مرا

ولہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد ۔۔۔ ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد
گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد ۔۔۔ دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

ولہ

منکر زاہد نہ ایم و زہد و لیکن ۔۔۔ دل سر و پروائے خانقاہ ندارد
بین کہ چہ طوفان ز آتش است ز عشقش ۔۔۔ آئینہ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه گر قطب شه چو دگران نیست — جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم — صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
مردم همه در درد سر بیهوده دارند — گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم
اعجاز محبت منگر کم درین راه — بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
این بس که تماشای گلستان تو کردیم — گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم
هر چند که وحشیست دل آن نیست که گوید — از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم — مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

در ره دوست ولا نیست ضرر دانستم — سخن اهل غرض بود خطر دانستم
خوش بجد داشت دلم گر ز تو وفا می آید — شکر باری که ترا یار دگر دانستم
تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد — روش سوختن آتش تر دانستم
فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی — از چه کم میکنی بشوخ نظر دانستم
قطبشه روش که در گلشن کوی تو بودم — ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

بدور خط ز چشمت کم نشد شوخی و صیادی — که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی
دران وادی که آتش می شود گلشن چو آزاده — ز ران جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی
اگر چه نیست نسبت هیچ بعدل و داد شاهان را — ازان رنجیده تر باشد بعاشق از تو بیدادی
بملک عشق تا زند سکندر کس نمی گوید — درین ملک مبا رو ندارد دوست بنیادی
خرابی ها که دل از تیر کنار غم یار دارد — فدای آن خرابی باد معموری آبادی
دلی کز دوست نالان شد پریشان گشت حیران شد — مسلمانان مبادا هیچ کس از دوست فریادی
غم یاری که در دل قطب شه وارد عجب نبود — گر از خاک درش سر بر ندارد یکنفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص معانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور

بزبان دکنی

کل سو تو نور دیدہ مستو نشاب تاب تھا
اس سکھ شہر و دشت مرا آفتاب تھا

تا دیس اس تماشہ مگہ سور نور دوست
مین رونہ تھا سو یون کہ او وقت خواب تھا

مجلس اسرار پر سجا نہ تشکل
جیو اس میان بصورت و معنی خراب تھا

سوا و زہر ڈنک نینو جو بیگا ہیں سو دماک
دیوانہ سیس آگ برہ نہی کباب تھا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہیں نرنج
اس کیا ہی اختیار گناہ شراب تھا

ولہ

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا
تمن کے مرادان کی بھری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کھلی ہیں عیش کی خاطر
جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر داروئے ناکام دیگا

نکہیا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک سنتی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن سخت حقیری نہی کدین دل مین نکر غم
تجے داروئے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکھون سنتی قطب شہ تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیگا

ولہ

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکھیگا ہے او خوش حال ہمارا

نیناں آنجہو سون ہوون پک پاک تسون جہاڑن
جی کو خبر سو لیا وے تک پھول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد بجا وی ہم ہر نہی تک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ مہر محبت آپ دل
ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا توادھا

وله

نبی کی دعا تھی برس کا نینہ پایا
خوشیان کے خبر کے داما سے بجایا

پیا ہون مین حضرت کے ہت آب کوثر
نوشاہان اوپر مجھ کلس کر بنایا

میرا قطب تارا ہے تاریان مین تجلی
تو مجھ پر فلک رنگ کا چھتر چھایا

فلک دور تمنے سو منڈپ اوچا کر
جڑت سب ستاری سون اسپر چڑھایا

سورج چند آپی تال ہوکر بجین تب
منڈل ہو فلک تم تمایان بجایا

کرے مشتری رقص مجھ بزم مین نت
برس گانٹھ مین زہرہ کلیان گایا

کلیان عشق کی مجھ مین کھلا کر
پھولان نجم کی ل بوستان تہی گنوایا

میرا گلستان تازہ اس تہی ہوا ہے
مجھ اس باغ میوہ دمادم کھلایا

زندگی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
سو اسپند کے پاتران کرنا چایا

خدایا معانی کی امید بر لیا
کہ جیون سانت کی سہونتی جگ سب اکھایا

خدا کی رضا سون برس گانٹھ آیا
سہس شکر کر تون برس گانٹھ پایا

دعائے اماماں تہی مجھ راج قائم
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا

گل مصطفی ستی سہرا گندا کر
مجھ اس گل کا سہرا حمائل بنایا

وله

تیرے ہونٹان کی جتقے مین تہی لا مجکون دوا
ہیرے دردان کون ان سدا تیری تہی ہے شفا

کیا غرض تجکون یہ بخشان سون پلا ساقی
غم بچھین عشق خوشی کا ہے صفا ہور صفا

وعظ تیری سون معانی بندہ ہے یہ دل یارب
کرو آمین نبی علی تہی اسکی دعا

وله

دیکھو کہ کیون انو ہمنا سنین وفا
یک تل نہین ہوا کہ کری ہر گہی جفا

لکھی سو پایا ہیون نہین کچ یا انکا گناہ
جن ظلم کئے تو اسکون آہی درد بی دوا

کرتے ہیں دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زور دستاب
معانی قطب شہ کس دہر نگہ رمز نہانی پیو کا
نکو پلا مجی ساقی پیالہ بہر بہر کر
دلیل پایا ہوں تج زلف ستین آب حیات
تیرے خیال کی مرغان ہوئی ہیں جگت تنکہی
نکو کرو بنکہی تم بال پر سون مغروری
تمہاری یاد بغیر نہیں ہے نرم سور نگین
سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
نگہ تیرا دیکہہ کر ہیں آج مست
نگہ عرق ہیں زور ستی ہے عجب
خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
ای معانی توں چہپا کر کاہی بنیا ہے تیر اب
خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
حرم جوشاں سون شیوکی سینیوں بہر بہرے
منج غنچہ کا شکر وی منجی شیر خرمی مین
خدا جیو کی جان کون دکہا بیک بارے
سمند ناز کا گرد سرما کرو
کرے کس دلیل و دلائل سون عشق

بخشیا فصیح شعر معانی کی تیں خدا
وله اوہد جن کوہی سو عاشقاں دستاب
کہی جی سر مجلس کا سو سچلا حور دستاب
وله کہ پی نے ہیں ہمیں دائم پیا کہ اسکی دست
اچہی جو زندگی کا نیر تیری زلف میں ہار ست
تمہاری یاد سوں بنجری تہی مرغ دل سو بجست
کہ بی پنکہاں ستی تم میں ہوا ہوں الست
کہ میری بہاگ لکہیا ہے لے عیش روز الست
معانی شعر تیرا تو لکہی ہیں دست بدست
وله تیری نگہ کی تیں ہوا ہوں بت پرست
میری زردی ہیں رنگ لعل ست
وله سب خیالاں اپنے کرتا ہے سرخیال ست
کوتوالاں لکہہ ہے باتاں تیکرن ست دست بدست
اس ابروان کو سجدہ کیا ہے صال عید
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید
شربت پلا دہن ستین کہلیا گلال عید
وله دکہاں عرضہ کرنے عم کروں خوار و زار
کہ انکہیاں دو چگتے سو ہوئے قرار
دلیلاں ہیں الجہی ہیں عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر — نمک چاک کر ہم ہوئے اختیار

کرنالہ نیج ناز زلفان تھی جن — وو مجلس تھی کرنا ہی سکون بہار

معانی و صفا گا بند ہے زلف سون — اسی تھی دی مصطفی وو انار

وله

صو زبان سے ہیری نینان تھی کے مین باہر — جیو مجنون ہوا سر تھی نمارا ذاکر

باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون سعی ان طواف — لعل تک آنجہو تجھ سن کو نین ہونا ناصر

مین کتابان تو علم کیان پڑیا ہون بہت ولی — گال خط مشکین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

وله

سب کرو بل کر مبارک بادی عید غدیر — اس خوشی آنگی سبھی خوشیان دسین اسم صغیر

مومنان کون شادی ہور خوشیان کا آیا ہی خبر — تو خوشی کے بحر کون آ بلیا موج کبیر

مینہ بانی عید کا جگ مین گنا وو عیش سون — مطربان لیا گرو گوا وو راگ ہور لاؤ عبیر

مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایان نہین — گردا نو کی نعل کا سر تا کرین شاہ و وزیر

کر دعا تون بہیج صلواتان محمد پر سدا — اس دعا صلواۃ تھی ہو تجھے گا فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ اماما نکا غلام — مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

وله

کھلیان مین کلیان یو مستی ستی جیون نغمہ بہار — می پلا ساقی ہوا ہو سرتی مین بی اختیار

ویدا وپر جب پد ہووے غنیمت وو گھڑی — سب گھڑیان نا بوجھو ہے وو گھڑی منجکون شمار

تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام — اپنی پیاران ستین توڑو تمہین اسکا خمار

وله

او چن دکہائے جیو دلم خانہ خانہ کر — عشق تو مجہ تنم زن وستی بہانہ کر

ای صبا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم — او غمزہ تازہ تازہ تیرا غارتگرانہ کر

ہاتف ندا کرے کروا سے زمزم صبوح — میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر

بیداریم تمن سون ہماری کہانی ہے — او چشم سا جرا نہ تیر اٹو نشانہ کر

پہونسنہ یا تو باد معانی عروس عیش — قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر
سہندے ہند جب نثر کرے مجہ جان آرام پہ — تا بات مصری سٹوں میں اسکے جام پہ
ساقی آ بار با جام دے ہے او مجی آبحیات — پیکرا و جھوٹا میں کروں رقاصی جنت نام پہ
نیناکے پانی میں سدا مجہ دل ترائے میں کر — کوڑیاں پتلیاں سوں چہ الیجائے استفہام پہ
قصا ہے جگمیں لیلی مجنوں ہور فرہاد کا — اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پہ
گالیاں سیتی آو نازیں مجہ یاد کرتا کر سینیا — اب دل کروں قربان اس شام کی انعام پہ
ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہ بوجو صنم — ہم کام میں تجہ کیا غرض دنیا لالا کام پہ
دنیا کا حکمت نا بوجھیں ہرگز حکیماں علم سوں — گاو و تربا عیش کا نس دن پیا کے نام پہ
شعر معانی ان سند ہی تی ہیں جگمیں جس کے — ہری صند موتی چھپا آپ وار ایزد نام پہ

ولہ

سو رہمن پیالہ میں ساقی شراب پور کر — سو غم دبر سا کون یکدو قدح سوں دور کر
میرے خیال کھیل پر ہنستے ہیں عقلاں بے صدا — جا تو نجا تو کھیل کچھ کھیل پیا کے سور کر
باد سحر کتا کرے بیہداؤں دوا دوی — یکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان پور کر
صبر میں ہے منجے صبر توں نیاک جتن کہا — اب توں معانی عشق سوں درد و جہاں ظہور کر

ولہ

اندھاری شہر پہ خورشید تاباں ٹک منور کر — آتھالاں آہ کے داٹے میں منج سینے منور کر
کہیا عرض سنو میں ناز سوں کہی کام ہے منجکوں — غروری آہ کرتے میں کتا احسن کے زر کر
کری ایران میں برباد شاہی تج نہیں ہے غم — بدن کاتیاں سیتا ہوں پیا توں نگہ سر پر
سو اس زنجیر زلفاں سوں کتیاں کوں تو کرتا بند ہے — تسا داغ غلامی دے منجی تجہ میں عنبر کر
تمہارے عکس تھے روشن ہوا چاند سنت نگیں ہے — و گرنہ زنگ کا تہمکرا ہے تج بن خاک سر پر کر
غباری خط سو اس نکہ پہ محبت ہے جو پہنچا ہے — سو سہری اس ترق کا سیاک ہے ہیبت جوڑ سر پر کر

ہماری آہ کی شعلیان تہی پایا ہے شفق لالی
اساسان دو دمیری تہی پر چہایا ہے منظر کر

خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلہ کے اوپر
کہ جیون نمرود کی آتش مین ابراہیم سرور کر

رقیبان کہنیان سُنکر ہماری ہوتے ہین حیران
معانی آپنے دل مین علی کا مہر مظہر کر

وله

شیعیان کا عید پھر کر آئیا خم غدیر
دو جہان روشنی پایا سو اُس عید کبیر

آیت قران نازل جیون ہوا حضرت کہ تین
مرتضی مین یون جگ مین جیون محمد بی نظیر

انبیا ہور اولیا مین حق کیا تمنا بڑا
سچ تمین داماد پیغمبر مین علام الخبیر

مصطفے کے مرتبہ پر ہمین دیکہن آیا چندا
مرتضی فرمان سون پھر کر آئیا مہر منیر

دین و دنیا دونی مین حضرت نے قائم ابد
دو جہان کی حکمتان مین ہے تمہی روشن ضمیر

کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی مین کمر
منج بندہی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر

ازازل تہی ہے غلام مصطفی قطب نان
منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

وله

ہمین ہین بے ہنر گر ہوے نظر یار
ہنرداران مین دیسین گے ہنردار

نظر تج پر الٰہی کا ہوا ہے
قبولی تہی ہین شہان سب تیرے دربار

دنیا کا پہول اُپچا ہے جفا سون
پنہ مین رکہہ خدایا منج اُس آزار

محبت می درسی اُس مکہ صفا مین
ہمن پیالے می می بہر ساقی گلنار

دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور
ہمین کچ دیکہہ کر باندہی مین زنار

صراحی کے اوپر پیالا چہپا ہے
کہ اُس پیچی تغیر جہپے مین بیکار

دردو وہا نے حکیم خوب دانا
ہمارا درد کیا بوجہین گے اغیار

معانی پر نظر اُس یار کا ہے
سدا اُس نہ سون بیدار و دیدار

وله

مو نظر سامنے نہین ہے یار
نین پانی مین تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جیتا موندون — دون بہی نکلی بہرا پہالی مار
قبلہ کا نقشہ نہ کوئی دکھاوے سماج — منجکون جو نہ ہر نما زیبک قرار
سامری سحر مین جتا کہ کرون — باطل السحر ہے بچن دلدار
دارو کرتے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
عشق ناگر کیا زمین دل کا — سٹون آنجہو کہ ہوی شجر دربار
بار دہ میری جہاڑ کون یارب — پہول پہل ہوے تا سبہی گلزار
ہے معانی گنہ گار بندا — رکھ صحبت نظر سون منج دربار

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
بندہ و ریت کون دیتے ہین تم روا جان — کہ بتخانہ نمنے ہے ٹوٹے ہمن سر
تیری یاد کا بحث غم ستین کرتے — ہمن جلنسیت ناسک وو کرتا ہے عرعر
ہوا ہے ہمن قصہ یک لی ستین بند — جی کوئی نسیم نا جانے ہے خبر تہی کمتر
بلائے منج ادنا زبین ہست ہوکر — سدا کہہ یارب دوستی کا شکر
کلا قند و نابات کا کیا کرون گا — سو مکہ پہولی تہی باد سیا گیا قند تہہ رہر
صفا مکہ تہی پیتا ہون می زعوانی — تو دنابان سون لڑتا ہے منج اختر
تیرے مکہ کے پانے پہ ظلمات ہے دو — ندیشتا کہان ہون اللہ اکبر
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
معانی کی نشانخان کو نابات لاگیا — دو میٹھائی رکھتی ہین شہران مین گہر گہر

ولہ

قرآن کی ہے آیت سب ستین راجوٹ کر — اس نتیجہ ہین ہون دوانا ایجا منج اسکی دلبر
تج دیکھ کر بہلی ہین سب کافر و مسلمان — تا جا تون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیا وو ہمارے میانے حاک کر عمر کی نیاں پہنا وسنیا نکی طومار
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی جسکون اچھی کنجینا اُسکون کہلیں ہیں گے اسرار
اس ہادی مین ہے جنکوئی اُسکو نہیں کد ہین غم غم تونکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پیا یکہ تہی چوتا شراب منور پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بھربھر
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون خوشی سات غم کون لبارونگا ازسر
شنبمی بے شرم نور مین ہے وہوا نج بینٹ کور دل آس سون ہووے برابر
تیرے کام مین کام راکہا ہون مین تو دیا عشق شاباشی کے منجکون چادر
منجی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین نکو لیاو بہی کوئی کہانی آذر
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

تم ہمن مین تہوڑی کی باتان ہویان تہیان ارت سب رات کیان باتان چھپانین ہین تہین روشن ضمیر
تج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بہریا تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا امیر

ولہ

نہنی سانولی پر کیا ہون نظر خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون و تن جوت منجکون وسن جیون قمر
پون سیتی بہت راکہی ہے آپ کمر سورج چند نمن جہکی وو زر کمر
مین اس نغر سون لبدیا ہون کیا عجب دو جگ روشنی پایا کس نین خبر
تو دور ہی ڈراوے منجی دور تہی وو کیا بوجہی مو دل مین ہے تو نگر
معانی کے باتان تہی جہرتا نمک جی جاکہی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز تو چین تجل جہلکین لی بارہی نہ پہچانے ہنوز

نہ پرے سوں بھرنی نہیں شیشے سر ابھرتی نہیں
امیں مجھ بہرا ہے پنج قول کون سیر آہے
نہیں بن کی کہیل ہولان نہیں نامرادی سر لاتی نہیں
قطب زمان کون جا بن تون نہ کی بچپن سن آن تون
سبز تکہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا مستی خیز
دائرہ نا وحریفان پکڑی ہین دنبال
کیون چھپا ہوین ہمین حی پہلان گلزار مینے
دنیا کے پہول مین تون باس نا کانہ منشکین
کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
شعر تیرا دروگوہر ہے معانی سب مین
دیکہا ہون پہنہ کہ میخانہ کا ہو دربانہ
بجا نئی سو بجتنہ کیا کم آویگا منج کون
ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے
معانی آس نہیں کیا بوجہین ای میخواران
پیا تکہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
مبارک ہین تیری مکہہ نور سورج تہی ہوا پیدا
نہان آئی ہین زینت لیکے تم نرم عشرت کا
کیا کسوت زمین نوروز پہولون سنو پلیان استین بیا

پیالی مین مد کرنی نہیں عرض نانی ہنوز
معشوق تون میرا آہی جاتے نہ ولالی ہنوز
مکہ صافین لولان نہیں آپ نرخ نا جانی ہنوز
دہی عشق گری ان تون کیتا آپس تانی ہنوز

ولہ

آرزو مد جو وہی منج جیو میں تہی جیوں گلریز
ہوش سون راکہہ قدم کاتی ہین منج نینہ جو ریز
کہ صراحی کرے قلقل سن او پر قاضی تیز
کہ سبہی پہول کون جو پہر لگئی ہین کانٹے دکہہ انگیز
دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز
شعر حافظ کہ سر اوپر آ ہے تاج پرویز

ولہ

کرونگا شکر گزارونگا سود کا نہ نماز
ہمارا دہی سجن کہ آوے خم تہی آواز
سوال نادنی سنگ کرتا ہون وردپر نیاز
نہیں ہے حاجت اسی جاونی کون تا بحجاز
تمہاری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

سورج آو چل بانہ عیان ہم عید ہم نوروز
خرا جان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز
شہان کا شاہ دیکہے دولتان ہم عید و نیم روز
او کسوت طرح کہ ہوتی تجان ہم عید ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سبز بلند ہی ہے
خوشیاں آئی محمد دور تھی منج گھر انند سون
جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا ہی
سہیلیاں دوستاں گن دوکہ غم کا سب اتر بہا گیا
خدا منج بخت دولت کا ہے سب سہان اوپر
پیا تج مدح بولیا نہو نا امید ہور آرزو مین
تمہاری صف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
تمارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصان پر
دعا سون ختم کر رنگین غزل قطب رانگون اب
خدایا عید ہور نوروز شادی کہہ ہو سیان
اہی خیال اچھا وو تو خبر میرے پیا پاس
دن رات او جالا اچھیا اودن تون عاکر
راز نس کا تم ستین کہنا ہوس
نی کچی کلیاں بہری باغان منی
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت
کو نلی ڈالی کون لگے پہل رنگ رنگ
سب بہشتی حور اس باسان جیوین
شاعران پڑتے معانی شعر لیک
ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش

وله

سہج کرنا سون باندی سایہ بان ہم عید ہم نوروز
بہون کر شکر دائم مین سکہان ہم عید ہم نوروز
سوہی ماہی مراتب باتران ہم عید وہم نوروز
خبر لیا یا خوشیان کا بو زمان ہم عید ہم نوروز
تو منج دربار کر جین کجان ہم عید وہم نوروز
دیو تشریف گنج لامکان ہم عید وہم نوروز
او شعران کون پڑین سب شاعران ہم عید ہم نوروز
ہمن بخشو عشق کے لایان ہم عید وہم نوروز
کرین آمین ملک ہور قدسیان ہم عید ہم نوروز
کرون تا خدمت صاحب زمان ہم عید وہم نوروز

وله

منج تا این طلب زندگی کا نہ اس لباس
مقبول دعا ہو تیرا غم جاوے کہ سب نہاس

وله

تیری بات انکار کا سننا ہوس
رس کی کلیان باغ تج چننا ہوس
نکد و با تان پیالہ سون کہنا ہوس
اس پہلان سینتی طرا گندنا ہوس
روح کون اس باس ہے سنگنا ہوس
شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

وله

سمندنا زیر باندی ہین کس پہ ترکش

سو اُس لعل کا گرد عنبر ہے جیو کا — وو خوشبوئی سنگ ہے تی عطار مغش
سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر — ہمن نین کا نور ہے توں پری وش
معانی ربا ترک کر عیش سون آچہ — کہ سٹریا ہے تج ہات انچل سنبر وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہیں۔ سن شعور و تمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑھیں۔ فارسی عربی میں استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض و قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکۂ سخن سنجی میں ظفر مند و میدان شاعری میں فیروز مند تھا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں دنیائے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

ہنوز شکوہ ز صیاد دل آزار مرا — گرد بہ موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل — پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا
بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم — خم شدن بہر تواضع ہنوز بار مرا

ولہ

درین عہد ست الفت بسکہ سامان جدائیہا — بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش نیست — خندہ می کروند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

عوض بوسۂ لعلش دل و جان این ہمہ نیست — بدل طلعت و باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست — گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست
مشتمل دل کہ بود زلف صنم ایں سے چند — پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار
دست او رنگ حنا خیلی به آسانی گرفت
از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ
حاجت روای عالم محتاج کس نگردد
گل از خدنگ ناز تو در خون طپیده
نقش قدم ظفر سر راه تو دیده گفت
از عهد شعوری پرستم کردند
در گلشن اتیا ز مثل نرگس
به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم
میا وا هیچکس یارب چو من آواره مجنونے

وله
من هوای بوسه دارم وز من دارد کنار
آرزو دارم چنین ورزد سیته من قند نگار
وله
برمیا ورای شهر به هر خدا محمل رنگ
وله
برشیشه تنگ باشد تقلید جام گردن
وله
نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
از دامن که ریخته گلهای چیده
وله
دیدند ز اهل هوش ستم کردید
چشم شده را جام بدستم کردند
وله
سپید می داشتم اما در آتش خانه گم کردم
گر آبادی جدا افتادم ویرانه گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد - وطن مالوفہ مین سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کے شعر و شاعری کے طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تھا - تھوڑی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بھی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتھہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بدانتتبع سرو برگ این غزل   این فیض از کلام ظهوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تھی۔ بحر مواج تھی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہائے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کی گذراوقات کا مدار کتابت پر تہا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا۔ عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ مال و دولت کو محض لاشئ جانتا تہا۔ بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن مالوفہ ہے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چند روز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا۔ اسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایتہً ممدوح کے نام کے طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ہوہذہ**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلّ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مستہی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نی گلگشن	نیا فرید خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیارہ	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب ہیئت کرازمین نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زر باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق — چرا سپر نباشم بقرصہ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار نیست میل دوا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوئی روزئی من — نمیشود زکمند خناق فاقہ رہا
نہ بد ورنپ ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب تنگ روئی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چنان بنجلہ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ مستحیل شود غم بمرّہ صفرا
نیافتست مادہ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تھا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تھا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسید بعہد تو شاعر بپایہ ملکی — زہے نوازش شاہ وزہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکھہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تھا۔ اور ناز کرتا تھا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکھتا تھا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تھا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکھہ کے رشک و حسد کرتے تھے اور کہتے تھے

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بھی اُسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکھہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تھا۔ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکھہ کے پیش کرتا تھا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تھا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تھے۔ پس ظہوری نے تھوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعراسے تھا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکھہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پھر خسرو داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تھے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ (قبل ازین در رہ
پیرائش گلزار ابراہیم و اکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکھا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکھا۔ عبارت نثر و نظم کو
تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتھہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدیم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفیٰ ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر یہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکھا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل
نہیں ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بدخشی عالمگیری نے تقریبًا
اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کئے کسیکا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ
و مقابل نہیں ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک
کی نقادی برنسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ میں نے
ایکسو بیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا
مقابل و ہم سنگ نہیں ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش
بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع میں اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا
ساقی نامہ چیزے دیگرست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونوں میں فرق بین
ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب اس فرق کو سمجھتے
ہیں۔ اور تمیز کرسکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل میں بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ
سے چند اشعار گزارش کرتا ہوں تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کرلیں گے۔

اور سرخوش وغیرہ تذکرہ نویسوں نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ
والی احمد نگر کی خدمت میں پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی
سخن ساتہہ ہاتی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بہیجا۔ جسوقت یہہ صلہ
پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام میں بیٹھا ہوا تہا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی میں مشغول
تہا۔ ہرکاروں نے صلہ نذر کو پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پر
مستغنیانہ لکھدیا کہ تسلیم کردند تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسوں نے لکھا کہ کل صلہ
کی نقدی حمام چی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتد بہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے ہندو دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابوالفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اُسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اُسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعروسخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق نام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھہ سے نقل کی کہ ایک روز شعرا مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا۔ سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ نادراالنہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکے مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صباغ نیشاپوری کھڑا ہوا کہنے لگا نامعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اُسکے ساقی علی مرتضیٰ ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ بتقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علیّ والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر میں سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونوں کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونوں فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونوں نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونوں کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب میں رکھا۔

خزانہ عامرہ میں آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری و عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ میں بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو میں یہہ ایک رباعی لکھی۔ ؎

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است | آیات رعونت مرا تفسیر است
نامش نہ کنی قماش کشمیر کز و | صد رخنہ بکار مردم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونوں کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلیں لکھیں۔ یہ ماخوذ ہے تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس میں شعرائے اسلاف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین میں ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق نجانا ہوگا- مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکہا تہا- اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی فیضی نے جواب نہین بہیجا- فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

ھوھذہ

از دم تیغ نگہش تن بطپیدن دہیم
سرمۂ حیرت کشیم دیدہ بدیدن دہیم

از روش جلوۂ آہ بر آہ افگنیم
در خلش غمزہ خون بچکیدن دہیم

بند نقابے کشیم تیغ و ترنج آوریم
یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم

گوشۂ دامان آہ ماند تہ کوہ ضعف
اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم

گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل
نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم

بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق
فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم

از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم
برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم

توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست
محضر ناموس را زیب دریدن دہیم

آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست
گر بن ہر موے را گوش شنیدن دہیم

محمل دل در حرم پائے بداماں کشید
بختی امید را سر بچریدن دہیم

بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت
بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی تب شعرا و علما نے تاریخین اور تقریظین لکہین ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین- ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکہین- رباعیان

مندرجہ ذیل ہین سہ

دانائے ازین دفتر کل دریا شد — پیداست نقاطش زچہ نا پیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت — شد سیر تمام قطرہا دریا شد

ولہ

از چین سخن گران سخن نتوان ساخت — بوی بوز ید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم — ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

ولہ

این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را — در ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ ز تار خط نیفکند کمند — در بند روا نداشت آزادان را

ولہ

اے بخت بیا یاری این بیکس کن — تا پیش روم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کردند ازین نسخہ برون — شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

ولہ

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند — ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید — خورشید بر آمد اختران آب شدند

ولہ

فیض ازل از چہرہ برافکند نقاب — از لوح خرد سترد آثار حجاب
سرزد خورشید معنی از مشرق لفظ — نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار ہوا۔ معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہین ہوتی تھی مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر ۱۰۲۵ھ ہجری مین اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ مین دفن کیا گیا۔

اب مین ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجہ ذیل گذارش کرتا ہون ملاحظہ ہون اشعارہ

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما — مہرے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلبری | جانان قسم نمیخورد الا بجان ما
دربارگاه سوز و گدازیم صف نشین | کرسی برای داغ نهاد استخوان ما
گریهٔ خوش رنگین بساطی چیده در بازار عشق | می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما
زود بر نخل هوس نی بار می ماند نه برگ | لرزهٔ حسرت چنین گر میدهد افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را | خموشی باز بر هنگامه بندی شست و غوغا را
بکوشش نیست ممکن عشق را از سیماب برچیدن | شکیبا کی تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را | دیده ام جوهر نگاهش را
شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را | پشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

وله

بر نتابد جگر دردکشان درمان را | نه پسندد سر شوریده سر و سامان را
خلق را مژدهٔ آسایش خواب آورده ام | ضعف از آه بزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما | صحت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ارباب محبت ظاهر است | مشتری جز ما که باشد بر دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را | در خرمن عطش زده برق شراب را
یک دیدنست آفت یک شهر جان و دل | لطفی است بر مدار ز عارض نقاب را
برهم نمیزنم همه شب دیده که سرشک | الماس ریزه و دیده پهلوست خواب را

وله

هوای صبح بخشد تازگی گلهای خرم را | چه نسبت با گل پژمرده ما فیض شبنم را
زهی طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد | نیفتد سایه بر کشت ما یک ابر بی نم را

وله

وگر فرقیست در عشرت بهم ایم ماهتاب شب را | شبنم خوش شب میکنم با آفتاب مهتاب شب
بدیدن داده ام از هر بن مو دیدهٔ دیگر | بحکم دولت بیدار در خوابست مهتاب شب

وله

دلها شکار آهوی صیاد گیر تست — آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست

خود را بآب گریه دهم یا بباد آه — گر هست نیم غبار ضمیر منیر تست

نیازموده که روز غرور تا چند است — اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست

وله

مرو که میرودم جان ز تن مروت نیست — غریب زیستنم در وطن مروت نیست

دل غریب وطن کرده شهریار دکن — بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله

زد ظهوری دم شاگردی — فیض استادی شاه دکن است

وله

شیدائی تو با دیر و حرم کار ندارد — افکند ز کف سبحه و زنار ندارد

جان گرچه دهد طرز خرام تو زمین را — بنشین که زبان قوت رفتار ندارد

وله

آنها که جز نکهت کاکل گرفته اند — در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله

دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد — وقت غوغای تماشاست شنیدن دارد

وله

گفتم برای دیده جان توتیا رسید — تا گفتم این غبار رهی از هوا رسید

خورشید را که در بغل ذره دیده است — این آرزو بخاطر من از کجا رسید

انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام — خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله

خام است دل بآتش حسرت کباب باد — داد از خمار عشوه ساقی شراب باد

برباد گنج کشته ظهوری خراب کرد — آبادیش بدولت جان خراب باد

محنت رسید و رام نشد خرمی هنوز — مردیم و ره نبرد بغمها کمی هنوز

ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول — در چاره ممکن است مسیحا دمی هنوز

خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش — خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش

برون می آمد آخر از روان تلخ کامیها — ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکرخایش

درد نداری ز مداوا چه حظ
درد نهان گرد بدم فرسفتی
دم مکش از ناله عدا چه حظ
گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله

سر بنهادیم بسامان چه نزاع
دل مارا سر رسوائی نیست
جان سپردیم بجانان چه نزاع
نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

وله

دیدها منبع اشک و جگر معدن داغ
خورده سنبل تر تاب آهم تاب
مهرے از داغ نهم بهم بدر مخزن داغ
شد اخگر ز رشک آتشکم داغ

وله

برداشتی نقاب ز دیدن برآمدم
از بیخودی بسینه دریدن سپیدکار
ور گفتن آمدی ز شنیدن برآمدم
شادم ز تنگ جامه دریدن برآمدم

وله

شهر پر ناله و فغان دارم
عشق تشریف زنده پوشی داد
همچنان مهر بر زبان دارم
شال را رشک پرنیان دارم

وله

زهر تلخ ست کام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت
راه دور ست کام را نازم
همه رم گشت و رام را نازم

وله

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم
هر کجا خیمه نشان پائے ابراهیم شاه
میدهم عرض جنون عرض جنون میبرم
در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم
اینقدر بیدردی و در آپرستی خوب نیست
میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم
حق دهد فرصت ظهوری را پشیمان میکنم

وله

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن
کاکلے دارم چگونه طره وا بر دم سپس
وز صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن

نوبهار آمد جنون دارد دگر جان نوی
سال نو گردیده آورد دست فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی — انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن
عندلیب سال خوردی گلستان نوی — میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

برتابهٔ هجر طپیدن چکنم — سر رم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو — دارد خجلم امید دیدن چکنم

وله

هر حرف که هست داستان من و اوست — نقد دو جهان مفلس دکان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم — زین ناز و نیاز یکه میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا — تو گل من خزان دیده بلبل بیا
برویم در خنده بستن چرا — تبسم بلب در شکستن چرا
چه گردیده واقع که چشم سیاه — نگه باز گرداند از نیم راه
چه دنبال ابرو گره کردهٔ — کمان سینه تو زه کردهٔ
بیا ساقی بگذار آن روز را — بده آتش معذرت سوز را
گر از افعی توبه دل زخم خورد — توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است وعولے رندی من — که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست — که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار — که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاوس دم — برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز — ز گنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل | سرت گردم ای ساقی سنگدل
اسیر خمارم شرابی کجاست | دلم بر دلم سوخت آبی کجاست
بکش خنجر انتقام از غلاف | سرت گردم ای ساقی سینه صاف
دل تیره ام را صفائی بده | اگر صاف حیف است لائی بده
بیا ای نمک پاش زخم جگر | که بخشم ز اشکم بود شور تر
ببین تلخی عمر شیرین من | بده ساغری بگذر از کین من
برافروز آتش بکانون جام | مگر شهد عیشم پذیرد قوام
بیا ساقیا جان فدا می کنم | تو دشنام ده من دعا میکنم
ز لعل تو تلخی که سر میزند | ره کاروان شکر میزند
بیا ساقی ای دین و ایمان من | فدایت دل و جان من جان من
ازان قرمزی آب خواهم بدست | که زر روشنت را کند آتش پرست
بتقم ورز مین جبینم بکار | که نیلی ست از سیلی روزگار
ز پیری ضعیف است بازوی حال | سرت گردم ای ساقی خورد سال
جوانی هوس کرده ام زان عصیر | که گردید بالغ ازو عقل پیر
بدستم ده آن رشک یاقوت را | که سازم جوان عقل فرتوت را
کسی را خدا بخت بیدار داد | که هر صبح چشمی برویت کشاد
نیارم بمسجد دل داغ داغ | که اندر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست وہشتم ذیقعدہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اوراس خوشی مین بہشیاز زرونقد وتشریفات فاخرہ خاص وعام کوتقسیم کیا۔ علما وشعرا وطلبہ کوبہی صلات وخلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین وقصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اوردوسرے شاعرنے موزون کیا۔ ؎

بباغ مجد ومعالی گل نشاط شگفت | نہال دولت ودین رابرے پدید آمد

اورتیسرے نے کہا۔ ؎

ازین عشرتے کہ دوران ازسرشد	طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پاے کوبان	زباد صبح گاہی جاے روبان
بیفزود آسمان راسور برسور	جہان زرد سکہ نور علیٰ نور
صبا بہر مبارکباد برخاست	کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطرافشان کہ ہوش از دست میشد	طرب میجست وعشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت وحضانت کا عمدہ اہتمام کردیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا۔ منجمین وخلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب جنت آرامگاہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب جمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبانہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام
معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب جمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے
سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیشکش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۰۳۵ سنہ ہجری مین
واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب جمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک لماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کو توال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ
سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ اابرس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدر شناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا
علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہوگئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف
کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل
و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔
مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات
کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد
و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت تذکرہ علم سے
دلچسپی کہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ
دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب
نہین ہوسے مگر دیوان ریختہ ہمدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے
گزارش کرتا ہون آخرہ ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت
اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے
تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳
مین واقع ہوا مدۃ عمر ۶۰ سال و در سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف
تین دختر ایک منسوب بملا نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تاناشاہ جو
بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی
ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ہو ہذا**

دلا حق کی طرف ہو کہ خوش آرام دونگا	سعادت کی تیری بات سرانجام دونگا
اگر تیری نظر اوپر ہے تو سدا صدق	اُسون لا کر اسی یاد کہ دہی کام دونگا

نبی صدقے یے تون نام ہے عبداللہ علی کا — کہ جم فتح و ظفر تجکون دینی امام دیگا

وله

جو کچھ راز پرسے تمنے غیب کے مین — سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا — میرے دم سون ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے — پہرل سون حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میرا اول طلب پیا نہ کیتا — سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری نکہ شمع کے دیکھ روشنائی — ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا

ترکھ عشق پہ دلکی آنکھ ہو اس — سیتا کی طرف ہی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل تون — یون نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی مکھ تہی — خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے — معشوق سون خط مدام لیتا

وله

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا — جگت سب اس جہلک تہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لاابالی — کہ جنت دیکھ لاجون سر نوایا

وله

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا — سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیان ہے پہول کئی رنگ — پینٹ نازک انکس تہی ایک آلا

وله

بہلایا من میرا موہن پیارا — تو سٹپریا من کری کیا من بچارا

حسن جیون تہون ہی لکون کیتے لیتا چہ — نہین چلتا ہے کچھ اسٹہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق — عشق مین سب مین او ہی تون ہے پیارا

وله

تیری ہی نکہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا — تیرے بالان تہی بکریان باس پالا

تیری پیشانی پہ ٹیکا جہمکتا — تماشا ہے اجالے مین اجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ لاکن
ہوا ہے تجھسون ملنے بہوت آتا لا

نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہما را
تو گلتا ہے لا جون تجہے چاند ہور تارا

جوانی کون دیکھہ اپنی مغرور ہوئی تون
دوانی جوانیکون کیا ہے پتیا را

ولہ

تیرا اصاف نکہ جام جیون جگمگایا
جم اس جام کا ہو کہ ہین ذوق پایا

اپنی دم کون دم کہ کہیا جاے جس
نہیں یاد سون جم نکل جی دم آیا

ولہ

گفتم کہ اے پری تون ہے فتنہ زمانا
گفتا کہ راست گفتی ای گن بھری سجانا

گفتم کہ در جہان با لیلی ہوآئی ہے تون
گفتا کہ من چو مجنون پائی ہون تج دوانا

گفتم کہ خال و زلفت کیا ہے سو بول مجکون
گفتا کہ زلف دامست ہور خال سو ہے دانا

گفتم کہ در ہوا ہیت پہر ہا ہون ذرہ ہو مین
گفتا کہ در دل تو کی ہون از لنہی خانا

گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے مج
گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہون مین تون آنا

گفتم کہ در رہانت امریت کا ہے چشمہ
گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمے پاس و ہانا

گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیا را
گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

ولہ

یو دلکشا عشرت محل مطبوع او تارا ہوا
جوتی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا

ہر طاق یان خوش طرح کا رسنا و ریچا فرح کا
عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسا را ہوا

انکہیان سون چند رسور کی دیکھہ انسانا دور کے
عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب ٹہارا ہوا

دیویں صفا دیوار سو لک نقش ٹہار ٹہار سو
خوش ہان یان عطار سو فردوس کا ہارا ہوا

نازک چنبا بی بدل لکہین بہرپا ایسا محل
باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا

جیون پہول تازا بن منی جیون پوتلی لو جن منے
تیون آج اس ڈیکہن منی یو محل اتم سارا ہوا

صدقے نبی کے پا امان اس محل ہیانی نظر ان
جم عبد اللہ شہ ترکمان بہو گی گنہارا ہوا

خبر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے ادہر موہن تو آج — دیکھتے تیرا نور ہوتا ہے مہ جیون طور آفتاب
گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج — اس انگی دستا ہے منج جیون سرد کا نور آفتاب
شاہ عبد اللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین — یون ہوا مشہور جگ مین جیون ہے مشہور آفتاب

وله

اے پری پیکر تیرا مکھ آفتاب — دیکھتا ہون نور پیتا منج مین تاب
یاد ایسا تا او دکھاتا ہے ہنوز — دیکھ تیری زلف کا وو پیچ و تاب
مین تجھے بلقیس کہون تو کیا عجب — ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب
قند ہور نا بات گلتا ہے اجھون — وہی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب
تج بہشتی حور کون دیکھا ہے جن — جم حرام اس پر ہے دوزخ کا عذاب
شاہ عبد اللہ نبی صدقے تجھے — خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

وله

گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب — تو خودی کا دور کر اول تون سیانی تہی حجاب
آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد — فی الحقیقت تون اسی دریا مین کا ہے حباب
راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر — شاہ عبد اللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب

وله

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب — مطلع اس خوبی سون بولیا ہون عجز نین سکو ان جواب
جگمگاتا سورج تھے آسمان اپرال کا — عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

وله

اول امید میری دلمین ہے یہی ہر سات — جو نت رفیق ہو توفیق خدا یہی منج سات
دوجا امید یہی ہے جو سمندر ستی سون — منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

وله

آج زہے بخت جوانی سعادت کی رات — چاند سون میری ملا غم تہی منج دہی نجات
روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین — چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات
اسکی قد انکی سنم کرنی سرو کون خجل — باد اڑاتا پھرے چمنی چمن پات پات

صدقے ہی کے تیہری دلمین رہتاہے مدام
رنگ بہریا گہر مین آج آیا بسنت

جیون اُبہال یکدہر تہی چہایا آفاق پر
ولکون ترے پرتسون لگیا دیکہہ مدام بحث

آب حیات نہی ہے زیبا داکہ لب تیرا
کام مروان کی نکوجان تو اہی جام عبث

ہوش کا گوش نہین تیز جسی سُنّی کون

ولہ
جیو ہو شاہ عہد لاخسرو عالی صفات
غیب نہی تا ز اطرب لیا یا بسنت

ولہ
رنگ کا برسانت برسایا بسنت
کرتی ہین تن پہ جیب ہوُرون رون تمام بحث

ولہ
کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام بحث
کہ جکوئی مردین کرتے ہنین وہ کام عبث
غیب کے اُسکی لکہین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے۔ آپکے والد یا جد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب پر رہے۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی۔ نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی۔ آپ صغیر السن تہے کہ والد یا جد کا انتقال ہوگیا۔ صحبت پدری کا سایہ سر سے اُٹہہ گیا۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا۔ نواب شکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تہے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب
در سخن آورد لطف سید شکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے لکہا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی۔ لیاقت و استعداد کے بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکہا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا جاگیر اگرچہ قلیل تہی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تہے۔ اور نواب صاحب نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کردیا تہا۔ اور آپکا مزاج قانع تہا۔ جاگیر و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تہے قناعت پسند و صاحب غیرت باہمت و حمیت تہے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوتے تہے موزون الطبع تہے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تہی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تہی۔ تہوڑے ہی زمانہ مین چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ دکہلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے ہمعصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تہا۔ عرب و عجم کے کملا موجود تہے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ سے توشہ لیتے تہے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تہے آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تہے۔ طبیعت مین شوخی و چالاکی بہت تہی۔ دلیری و چستی بہی جُزو ذاتی تہی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ رہتے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے۔ نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بے مثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے۔ یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ۔ تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے۔ گلِ رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پھوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے۔ اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تہا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہ کہدیجئے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے۔ افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے۔ تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

منزل عیش بہ از چار محل | کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف | منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین۔ آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے۔ ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین۔

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر | پانا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و معنین سے کام لیا ہے۔ ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تہی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تہی معالجہ مفید نہین ہوتا تہا ضعف بڑہتا جاتا تہا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت مین میرزا معز الدین موسوی خان فطرت قمی خوانی کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین
لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائیے یہان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
مسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو پہر تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہوجائیگی
حسن اتفاق سے آپکی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے سال ختم
ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین شاکر بلگرامی نے بہی مادۂ تاریخ
یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام و تخلص کے مجموعۂ اعداد ہین۔ پہر آپ اُسی سال صحت کے بعد ناویڑ مین رونق افزا
ہوئے تہے۔ آخر سال تک وہین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدۂ موعود پورا ہوا۔ اُسی مقام مین
مدفون ہوئے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب
ہے اُسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اُٹھے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑکتے ہین
اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتہہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین
مشہور تہے۔ گلزار عنا کے مولف لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایک روز آپسے کہا کہ آپ
مضامین فارسی نہلی زمین سنگلاخ مین لکہتے ہین۔ اور مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجاے عاجز غالب ہونا چاہیے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبحیات موجود ہے۔ اور صائب کا شعر پڑہا ہے

افتادگی ز خاک برآورد دانہ را — گردن کشی بخاک نشاندند شانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تہے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا ھو ھذہ

لطف ناصر جنگ کرد از زبان ما گرہ — ورنہ عاجز بود از قفل لب فغان ما

گلزار عنا کے مولف نے لکہا کہ عاجز مرد بی باک و دہن دریدہ تہا۔ مشاعرہ مین شعر کو آواز بلند پڑہتا تہا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تہے کہ مکان کے درو دیوار سے صدا گونجتی تہی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر نازو فخر کا اظہار کرتا تہا۔ چنانچہ کہتا ہے

پس ز ناصر علی عاجز گہر ریز آمد — نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را بزم ما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی دل ز شوق آتش سوزد کہ از نقش بسکہ سوخت	ولہ	ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را فگن گیسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را بیندبوئے نسیم دود عنبر آمدہ ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما / خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما
شب بیادم پای گلگون که در خاطر گذشت / شد ز خون دل ضیای پنجهٔ مژگان ما

وله

بوصف کاکل پرتاب واشب رقم کردم / درآوردم بسحر طبع در زنجیر یاران را

وله

ز دود تغافل هاے نازش تا نگاهش سنگها / ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله

تا نویسم نامه از خود رفته ام در خدمتت / می برد قاصد بجاے نامه ام هوش مرا

وله

غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا / چو گرد داغ گیرے خاموش خاکستر شود پیدا
عروج قدردانا باشد اظهار هنر کردن / فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا
پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد / نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله

دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا / میبرد در رشک فاحش غلط خون ترا
چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم / تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله

نه بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا / تا کجا خواهد فکند این رعشهٔ سودا مرا

وله

شبے در خوابم آمد کاکل مشکین پرتابش / سحر دیدم ببالین موج سیل عطر عنبر را

وله

نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را / شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
بصحراے که آن گلگون قبا گردد شکار افگن / ز خون صید بحر لاله سازد سرابش را
شود چون شمع بزم خانه زین قدر بلجوئیش / کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را
غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو / چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز / که میل سرمه پیدا زند هر سطر کتابش را

وله

چو خیال ما ده شوق او گذری کند با باغ ما / ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللے رسد بدماغ ما
به بهار گلشن اینچنان ز جفای باد خزان عجم / نه دمید سبزه بکشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه نه بلبلی ... چو رویم عاجز ازین چمن که رسد ببوی سراغ ما

وله

نگلند ز روی خود ای مه جبین نقاب در آب ... که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب
نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر ... شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب
عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا ... که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب
سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک ... که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است ... مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است
داده ام جان به بیابان ز غم خوش چشمی ... خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است
نگه گرم که زد در دل گلشن آتش ... که ز نرگس همه جوش چراغان شده است
وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر ... نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است
عاجز از جبهه‌ام ریخت بدو رخ آبی ... عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق ارنی خون ز لب موسی ریخت ... لن ترانی بدلش شعلهٔ مایوسی ریخت
شب ندانم بفلک سرمه نگاهی که فشاند ... پرتو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت
شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ ... رنگ گل در قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر نباشد رفتن صحرا عبث ... دیدن بازار آهو بی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج ... عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح ... در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح
سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ ... گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ
از گرمی نگاه بت شعله خوی من ... گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ
بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد ... چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

شب که در خوابم خیال کاکل او سایه کرد
چون کشاده دیده بر سر اثر زد باخوابیده بود

در صف محشر چو خواهم گشت بیدار از غمت
شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

بقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید
اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید

بهر محفل که میبازم حدیث نرگس مستش
برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود
چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند
طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند

جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان
پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند

از برای جان نثار نرگس مستش کفن
عاجز از تار خیال نشهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بر روی جانستانی
در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد

هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی
دلدار در رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ
ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ

حدیث آه جگر خواستم که بنویسم
چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ

ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم
تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر
میکنم گردن خود بند بنام زنجیر

ساقیا از آستین دست ید بیضا بر آر
دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا بر آر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشکی خامه ریز
قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ای دل از نیرنگی افلاک قند بلی بترس
از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس
افسانه اش تمام فراموشی است بس

شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش
آهو جدا از سایهٔ دامان نگاهش

ولہ

من و شوخی که بہر قصد پری گرد جولانش | رمِ آہو بکف پیچیده میگیرم بدامانش
دلے دارم ہمه پا درد و در ہجر ستمگاری | که غیر از سوختن دیگر نباشد ہیچ درمانش

ولہ

خودرا میفگنم ای دل دانا به بند حرص | مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و

منم که برق برد از دلم طپیدن قرض | سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

ولہ

در حساب روزگارم بسکه سر تا پا سقط | می شمارم عمر را ہر روز میسازم غلط

ولہ

نمود تا نگہش دفتر تغافل حفظ | نموده ایم کتاب غم تحمل حفظ

ولہ

رسیده نامه پریشان خیال از زلفش | برائے بیت نموده ایم نام سنبل حفظ

ولہ

طپید بسینه دل از استماع نام وداع | بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

ولہ

دارم بسینه اسیر ہزار داغ | یک لاله است در چمن بیشمار داغ

ولہ

چون برق رفت از نظرم شہسوار حیف | مغز سرم گشت براہش غبار حیف

ولہ

کے نظر سازد بگلشن دیدهٔ خود بین عشق | باشد از خون جگر بردامن گلچین عشق

ولہ

آمد بہار گلشن اے بلبلان مبارک | بر شاخ گل ز ہر یک صد آشیان مبارک

ولہ

از آب چشم و خون دل عرق جواہر گشته ام | تسبیح گوہر در گلو یاقوت رمان در بغل

ولہ

مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم | اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم

ولہ

نہادم سر بسودائے خیال نقش ابرویش | حبابے بر سر آب دم شمشیر بستم

ولہ

می کشان بانگ صراحی است پیام بزمم | سر خم گشته میناست سلام بزمم
ز آمد از نگاه مست ساقی جام میخواہم | شراب از شیشه بوئے گل بدام میخواہم
تمنا بوسه از سیر و پشت لبش دارم | ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواہم
به نیرنگ دوئی گر برق و ہم شعله افشاند | چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

وله
بدست آوردم از پهلوی استغنای دل هم — بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

وله
درخیال چشم او مست شرابی گشته ام — دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام

وله
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم — بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم
شود ساقی چو در بزم شب بیجور آن مهرو — بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم
بجام گوشم از هر سو مئی صد آفرین ریزد — چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم
براه عقل عاجز هیچ کس حالم نمی پرسد — بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

وله
بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام — می نماید دیده آهو در کاشانه ام

وله
براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم — نگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

وله
چو سنبل درخیال کاکل آن جلوه غارتگر — پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

وله
چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم — نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم
زوصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را — گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

وله
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن — گشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

وله
خط پیشانی من نقش کف پا گردید — بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

وله
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او — شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

وله
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو — سازد زبان بچشمه خورشید شست شو

وله
ای ساده رو نگر طرف انتظاریم — داریم در خیال تو آئینه روبرو
عارض و هر دو زلف او روز یکی شام دو — گردش چشم مست او دور یکی و جام دو
برلب پر تبسمش رنگ مسی پان خوشست — طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو
خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن — لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

وله

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے — شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد زغم — زعفران را زنہان گشت ببل شفقے

گوہر نظم ز بس تر شدہ در دیوان نم — در نظر بر ورقش ہست مرقع طبقے

گرد بادی نبود بر سر صحرا عاجز — ماند در خاک ز بیتابی مجنون رمقے

وله

گلشن ہمہ سید باد خزان اے بلبلان آہے — زورد ہجر گل آہے ز آشوب خزان آہے

وله

نگاہش بر برہمن تا تجلی بر سر طورے — نگاہم بر لب وتا بروے بادہ مخمورے

سہر قطرہ اشکم عیان بر دار فرگان شد — ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے

کمند ناز بر چین کردہ می آید پریروے — رگ جانہا بہم پیچیدہ در تار گیسوے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم — تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوے

من اشعارہ الہندی

دیکھیو اشکبر محشر مین ترے ہوینگے ہم — خون ہمارا اپنے دامن سے یقاتل چہڑا

وله

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہوکر — کہٹائی کا تجہے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجہے چلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب — بجا کر دیپک اپنا اور لا پا کر ملہار اپنا

پہر پیت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا — کیون عبث کہتا ہے مونہ لو ہے سیہ رش ہو چکا

سو سفیدی نے مرا ہوش اڑایا عاجز — خبر مرگ کو لایا ہے یہ کاگا کوا

گر ہماری بزم مین وہ فتنہ ساز آوے — بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گرے ہیرا

آگئی بہار غنچے پہولے ہین سب درخت — آ لالہ یل کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

ہوئی شاہ لک جنون میرے واسطے — سنج کلاہ وچتر فلک ہے زمین ہے تخت

تن اب وہ دل آتش کے لگی ہے کہٹ پٹ — آنکہون سے اشک پل پل گرتے ہین لال پٹ پٹ

نو بہار آئی نہین آیا میرا لال الغیاث
مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہے لال تیرا زقن باغ ناز کا ترنج
چمن مین چل کہ سجن ہیجابات ساغر کہینچ
ہے ہمارے بت کا دل پتھر کے چیر کی طرح
دل میرا لے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
یون لکہا وصف اس شکر لب کے عاجز کات مین
لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
ہر سحر کیا دیکہتے ہو آرسی سے سادہ رو
دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
نو بہار آنے سے گل آیا ہے اے صبا و باد
گردن اپنی کرکے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
ہے شہد کہان شیرۂ الفت سے ملذذ
آ جان دیکہہ مجہکو قربان ہون کس کے خاطر
بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
ہوا ہون جان تن سے تیری دیکہہ بیمہری
لکہا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
ہنرمندونکا لشکر گر اکہٹا ہو طبیعت سے
روز محشر مین بچاوینگے تجہے بارہ امام

وله

آہ گل داغون سے دل ہوئیگا اس سال الغیاث

وله

ہدہد لیجاویگا کہ اوسے ہی زلف سے تاج
اسے جو سبب ہے جان اسکو دینا رنج
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کہینچ
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت ہیرے کی طرح
کہا کہ قرص داغ ہے کہٹے خمیرے کی طرح
رونمائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح
زعفران اڑتی ہے جنت مین جہان تانہو منہ سے گرد
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دونو صاف فرد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد
اب کریگا کیون نا سیرونکا دل ناشاد شاد
سر اٹہا کر آج بار خنجر فولاد لاد
ہے قند کے ہر صل کے تیرے بات سے ملذذ
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر
چمن مین چلکر اسکو فرش راہی غنچہ رشید پیکر کر
بنے کافور کا دانہ رکہون سینے پہ انگر کر
تیرے پر پر بنا بندہ ہون باندہوان ہدہد کے شہپر
سخن کے زور سے بات مین ہووین سخنور ورنہ
مت سنقر ور سے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس
کہ کریں ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیری رنگ گلمیں نقش
تب سے بھری آہ کا ہے سینۂ بلبل میں نقش

آتا ہے جان بر میں تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ میں ہوتا ہے غم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خندان الحفیظ
ہم ہیں سرگذشتوں میں نمایان الحفیظ

ہجر کے راتوں میں آیا درد بھرے دلمیں آہ
اسیطرح آکر ملا مینا سے سندان الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت میں
روشن اگر گلوں سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن میں ہے بہار چل اے شوخ فیلسوف
شبنم کو مئی بناویں گلوں کو بنا ظرف

جب تک تیری لب کے مسی بھری نقاش
غنچوں کے صدف میں کرے حل چاند کی لک

اسیر عشق کو اے نیکو تدبیر کیا لازم
جو خوش زلفوں کا بندا ہے سے زنجیر کیا لازم

نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام میں حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم

اے سینہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالوں کی بچکنے کی قسم

باغیں اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہیں ہم
دل کے داغوں کو گلوں کے تازہ کر آتے ہیں ہم

عشق سے خوش تھا متوں کے سبز پوشی کر پسند
سر کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہیں ہم

خوش قدوں کے غم میں مرتا ہوں بناؤ قمریو
خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سیں

خوش نگہ کی یاد میں ساغر کو جب گردان کروں
بے تکلف کروں مینا کو نرگسدان کروں

اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھ
رشتۂ نخل قلم کو نیچہ مرجان کروں

عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے
اور اسکے پاؤں میں زنجیر کھینچا چاہیے

عرق جب اوس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیوں لہو سو رسے ٹپکے

چمن مین جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلون سے رنگ اُڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد مین گلرو کے بہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرائے وحشت مین
ارے دل کہول دے آہ کے جلد ہی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مؤلفہ عاجز صاحب ترجمہ

الہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
دُرِ معنی سے بہر دے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بہولا

سحر سے شام تک مانند خورشید
طلب کے فرق پر رکہا ہے مالید

تردد کا قدم رکہتا ہے گن گن
نہوتا تہا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح سرگرم رم تہا
بیابان اُسکو گلزار ارم تہا

برس دو لگ چلا جب راہ مین آہ
نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اُس دشت کی کیونکر صفت گو
زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تہا پانی کا آثار
اجل کا کہیت تہا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تہا برابر
وہان تہا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت سے پر کی کنی تہی
وہان کے کانٹے بہالونکی انی تہی

وہانکی گرد تہی پانونکی دابر و
وہانکی خاک تہی دوزخ کی بالو

وہان کی باد تہی شوریدہ صرصر
وہانکی کنکری تہی مثل اخگر

بگولا تہا وہان ذرات قائم
وہان جہکڑ سدا آندہی تہی دائم

عزت - میر عبد المنان

عزت تخلص - میر عبد المنان نام - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہین صحیح النسب ذی الحسب شریف و نجیب ہین - آپ تعصب مذہب مین مشہور تھے - آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تھی - آپنے پرندۂ بےزبان کی زبان کو قطع کر دیا - صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی - جواب دیا کہ جو کچھہ عوام مین مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تھی - اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے - جب خرید کے گھر مین لائے نام مبارک ان سے نہین بولی گنگ ہوگئی - مالک کو واپس کر دئے - کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری مین مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر مین رکھتا تھا - بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکھہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بھی مذہب پرست تھا اکثر میر کا لفظ زبان پہ لاتا تھا - میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دلی سے آصف جاہ بہادر کے ہمراہ دکن مین آئے - جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے - اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تھے - اکثر مصاحبت و تقرب مین بسر کرتے تھے - ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے - تاج شاہی درویشی سر پر رکھہ کے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے - عزیز الوجود و شریف السیر تھے آپ کے مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوئے۔ اور آپ کے فرزندان رشید سے میر ابوالفتح خان و میر نعمان خان
و میر احسن خان ہیں ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو
سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے
دنیا و ما فیہا سے الگ رہتے تھے۔ موزون الطبع تھے۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب
تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے۔ آخر عمر میں برہانپور میں سکونت
پذیر تھے تقریباً ۱۱۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

در بر دستے احتیاج از خلق استغنائی دل
صبح و شام از گریۂ چشم تو طرح تازہ بست
با تو ہمدستی بود از خود رمیدنہائے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کس
صبح مست لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ
نیرنگ بکر زال جہان را ز من بپرس
عاشقان کے از فنا باشد عروجی در نظر
مو بمو خط شعاعی شد
نصیب خاکساران ست از خود با خبر بودن
دارم از بہر نثار تو دم چند بیا
روئے خوبت چراغان میکند آئینہ را
گر برائے راحت دل خوب میباشد وصال

بستہ ام چندانکہ میگوید توکل واہ واہ
کفر و ایمان را نمی زلفت بیک ابلہ زہ بست
پردۂ حسن تو گردیدہ ست دیدہ ہائے ما
رگ جان تا نظر سوئے کمر رسید یکی است
چون چشم پرخمار سفید و سیاہ و سرخ
دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ
گرد باد خاک ما دارد تحمل در ہوا
سایہ ات کرد آفتاب مرا
ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ بدن ما
جان نماندہ ست مرا اے نگہ از دو بیا
دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را
بہر یاد نام او بے تابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یا د لعل بے بہا رِ پنجۂ مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سرِ این گلستان آزاد بینوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صدا است

عنایت ۔ میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص ۔ میر عنایت اللہ نام ۔ جندی الاصل و ہندی الوطن ہین ۔ آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تہے ۔ فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت مین معروف تہے ۔ عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے منصبدارون مین تہے ۔ عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تہے چند مدت حضور کی ملازمت مین سرگرم رہے ۔ آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت مین بسر کرنے لگے ۔ معرکۂ ارکاٹ مین شہید کے ہمرکاب تہے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ مین جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا ۔ ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری مین حادثہ ہوا ۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تہی ۔ طبع رسا سے شعر خوب کہتے تہے ۔ ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح مین پیش از ملاقات بہیجا تہا ۔ گذارش کیا جاتا ہے ۔

ھوھذہ

اے کہ دارد سایۂ اش حاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر بود سرمایۂ ابر از آب تیغ قدرتش	سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه را گر عام سازد در مثل ‌ ‌ جوهر آئینه ز جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو ‌ ‌ می نماید نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او ‌ ‌ چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شیشهٔ یخ دیدهٔ خورشید را عینک شود ‌ ‌ مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم ‌ ‌ هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار ‌ ‌ چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان ‌ ‌ زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او ‌ ‌ جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقایش کز رواج ورع و زهد ‌ ‌ زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند ‌ ‌ نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز ‌ ‌ شمه از شرح اوصافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل ‌ ‌ ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک دوری یک روزی بنشیند ‌ ‌ صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم ناامید ‌ ‌ ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم ‌ ‌ روز و شب در خلوت آئینهٔ دل کرد جا

تن درینجا ساکن و جان از حریمت مرکز بست ‌ ‌ کاه را باشد رجوع آری بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام ‌ ‌ زینت پای سخن گردان ز خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکہا کہ دانشمند خان
خطاب ہے اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلرعنا مین لکہتے ہین کہ ہنرور خان خطاب ہے
آپکا مولد و منشا شہر دلّی ہے - نشو و نما کے بعد دلّی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ
ختم کین - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا - علما و فضلا
کی بڑی ترقی تہی - اسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی
جو جوہر شناس قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین کہا - عاقل حضور کے
ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے
جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن مین آئے تب عاقل بہی
ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر
بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلّی سے
اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین ان کے
محاصل کا خزانہ دلّی ہی مین رہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا
بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلّی روانہ فرمایا - عاقل
نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلّی سے
دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر
وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۵۹ ہجری یا بقول سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین فوت ہوئے
عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تھا- آپ کے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تھی- آپ جس مجلس مین ہوتے تھے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق پاتی تھی- اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تھی- آپ رونق محافل و زینت منازل تھے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکھون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان — من غلامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او — می رہد در قالب اعدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال — یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را
اے جواہر سای معجون نشاط روزگار — می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

ولہ

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا — زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیہا
چراغ خانۂ آئینہ روشن زخاکستر — تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا
کلید و قفل چون دیدم زیک آہن یقینم شد — کہ از اسباب کشائش در گرہ دارند مشکلہا
پئے تحصیل روزی ہرزہ می نازی نمیدانی — کہ گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانہا
بامن چو اتفاق نباشد زمانہ را — در خوشہ آسیا ندہد رنج دانہ را
تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا — تکلف بر طرف لولی چہ سامان کمی دارد
ندارد چہرہ ام رنگے ز جوش ناتوانیہا — چو گل تاراج چیدن رفتہ ام از نوجوانیہا

ولہ

بر کش ساقیا گیسوئے عنبر فام را — سایۂ انگور باید آفتاب جام را
سر فرازان یک قلم از زیر دستان قائم اند — نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

وله
نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا
که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله
شهید لعل شیرین کسی گردیده ام عاقل
هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله
بگلشن بسکه شرح دیدهٔ خونبار بنویسم
سر شاخ قلمهم گلگون کند رنگ سیاهی را

وله
ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما
دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب و رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست
نرگسستان است گلزار سخن از صاد ما

وله
جهان شبنم که در دست آسایش که دید اینجا
بقدر سخت جانی هر کسی در خون طپیدن اینجا

وله
راضیم بر بهم زدنهای فلک گر ساعتی
همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله
از تمنا جان بلب نزدیک شد
گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

وله
هیچ کس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد
مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله
بی رنج محال ست بفردوس رسیدن
همواری ره گلشن کشمیر ندارد

بروز اهد که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد
خدا در کارسازی از کسی رشوت نمی خواهد

نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید
خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

وجد می کرد نقط بر سر کاغذ چو سپند
یاد چون گرمی یاران چه قدر ها می کرد

آئینه دو چار خویش کردی
از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم
شیشه پیکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم
من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم ناله گشتم نکهت گلها شدم
عشق میداند به نیرنگی که من رسوا شدم

چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را
سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم
پشت پا جائی که باید زد ز غفلت نزدم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش است	ولہ	صد در دسر خریدن از منصب بزاری
چو راہب بہ تبخانہ بیدار بودن	ولہ	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ ہا پیدا	ولہ	بہر سو ماہ کنعان است چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابو القاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف الصدق ہین ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے ۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت جولانی خداداد تھی چستی و چالاکی از حد زیادہ تھی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے روز سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپکے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع وبدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ ادا ہاے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہہ رہا ہے ۔ آپکا کلام اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلۂ متاخرین ہند کے قاآنی اور بموازنہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈہنگ سے بٹہائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرّہ خیال کرتے ہین - آپکو اگر فخر شعرائے ہند و طوطی دکن کہین تو روا ہے - آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین - یاران ہم مشرب ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین - ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین - خوش تحریر
و خوش تقریر ہین - جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجالس سمجھتے ہین -
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹہاتے ہین - مولف فقیر کو بہی آپ سے
نیاز ہے کبہی کبہی مولوی مہدی علیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوئی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین - چند مدت تک مہاراجہ نانا ریاست گوالیار مین مقیم ہے - مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تھے - بڑی عزت و آبرو تہی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تہی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دوری چاہتا تہا - خود ہی وہانکا تعلق چہوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے - اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکہے - فائز المرام نہین ہوئے - اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے - طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچہہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آ گیا ہے - آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین - آپ بہی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے - ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بہی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی ہٹ دہرمی شروع کی۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات و طعن سے اعراض کر بین گے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار۔ آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا۔ اور معترض صاحب کیطرح پر اسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے۔ نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر۔ نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین۔ معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ ان کے پاس ہوگی۔ افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی۔ صریحا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ اب اس مقام پر فقیر مولف انصافاً گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تہا کہ لا اصل لہٗ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ۔ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین۔ سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے سہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین۔ ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین۔ متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے۔ میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تا کہ ہمارے کلام کی پوری تصدیق ہو جائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے۔ اسوجہ سے معذور ہون۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال رہے۔ مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال و ثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش بشاش رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست و رفیق سے شکایت نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھ مین تھامے ہوے خدا پر توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر و توکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پر نور نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر مایحتاج ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کردیا تھا بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی و سیرچشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر و قانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً ۱۳۰۹ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بمقام بقا رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوتا ہے تخمین و قیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے تازم بکوئے دیگرے نازم
بدارح سروری سازم بہان درج نورانی

ملک چہرہ فلک قدرے و قدر قدرت قضا صولت
بلبہا عیسیٰ ثانی بعارض ماہِ کنعانی

ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و صبا اشہب
جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی

تہمتن تن سکندر در موید غضنفر فر
بفر و قدر سلجوقی بہ بوقع توق سامانی

شقائق خو دقائق دان محارب جو بہرمہ لعابدان
بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی

ملک گو ہر فلک منظر قباد افسر منیر الملک
کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی

زہے باموکبش نصرت علمدار جہانگیری
خہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تا بان گر قندیل خورشیدی | بایوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی
بدرگاہش قضا بفرست حشمت را بحجاروبی | بفر گاہش قدر بنشاند دولت را بدربانی
کیاست را بفکرت ذوق بالیدن بغواصی | فطانت را بدانش شوق بالیدن بنیسانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہو گی چشم کفن ہو گا خون مین تر | پہچانا عدم مین مجھے اس نشان سے
مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر | قاصد تری تو باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل ۔ سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص ۔ سید محمد سلطان نام ۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن برسٹ ضلع بارہ تہا ۔ لیکن آپکے جد اعلی وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی ۔ آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا ۔ سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے ۔ پہر آپکے دلمین شعر گوئی کا ولولہ پیدا ہوا ۔ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے ۔ استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے ۔ اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے ۔ استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے ۔ اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی ۔ آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا ۔ اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ۔ آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے ۔ اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تہے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تہے ۔ نجیب الطرفین تہے ۔ نواب جان محمد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تہی ۔ بنارس مین امیر زبیر حسین مرحوم مہنکپیت سفیدپوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کر لی ۔ مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعرگوئی کا مذاق
تہا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے ۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے ۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا ۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تہی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تہی ۔ ہمدردئے قوم و خلائق کی خیرخواہی مین
ہمہ تن مصروف تہے ۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تہے ۔ آپکی ہمدردی خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے ارٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے ۔ پہر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا ۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے ۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے ۔ تہوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پہر از سرنو تغیر و تبدل فرمایا ۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا ۔ اور عاقل
کے لئے بہی منصب معقول مقرر کر دیا ۔ عاقل متردد ہونے لگے ۔ کیونکہ کام کے آدمی تہے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تہی ۔ پہر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے ۔ ایسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت بریں
روانہ ہوئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تہی ۔ مولف حقیر کو بہی آپ سے نیاز تہا ۔ جب ملتے تہے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف تصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چندمدت مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چندمدت نواب جانجانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے - جہان ہو خدا اُسکو خوش و خورم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اک ہاتھہ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا
اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈہکین گے
آندہی مین کہا کاغذ تصویر جلا کر
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے
وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
کچھہ حشر مین بھی گریہ کنان ساتہہ ساتہہ نہین

ولہ

آنا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا
شعلہ میرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
داماں نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا
گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حساب کا
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبدالولی

عزلت تخلص - عبدالولی نام - آپ مولوی سعداللہ سورتی کے فرزند ہین

آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو نما بھی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت آپکی عمر اُنیس برس کی تھی شباب کا عالم تھا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا۔ تحصیل کے بعد ہند مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تھا۔ طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تھی۔ پڑھاتے پڑھاتے خوب منجہ گئے تھے خاصکر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تھی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تھے۔ اور آپ بھی ادعاءً فرماتے تھے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بھی آپکو ایسا ہی عبور تھا۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی خدا داد تھی۔ موزون الطبع تھے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پھر جوش فطرت و زور قوت سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بھی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکھے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کھلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹھیرا بلکہ اور آگے قدم بڑھایا۔ یعنے دوہے و کبت جھولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بھی تالیف کئے ہین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکھی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تھے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہیے۔ علم موسیقی مین بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ساز و قانون و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تھے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تھے

اس فن کے اُستادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تھے
فن قرأت کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح
محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر۔ نیک و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل و روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تھے۔ درویش دوست و
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے
محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت
و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد و مانی کو سنا۔ ع شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھ گئے

سلف سے خلف تک سب آپ کا لوہا مان گئے - اور آپ فن مناظرہ مین خوب پہنچے ہوئے تہے - اکثر ہم عصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تہے - چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تہا - ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تہا - تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا - بعض نے لکہا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تہے اُس سے زیادہ کے مدعی تہے - اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تہے - معاصرین بہی آپ سے کم نہ تہے - جواب ترکی بترکی دیتے تہے - آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت بیٹہے تہے - چنانچہ کچہی اُن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکہا ؎

ہلال عید خم بر سر کوئے تو می آید | کتان پرچہ را نازم کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچہہ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا - شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بہیجی اور عزلت کا اعتراض لکہا میر صاحب نے میرزا محمد علی و انا بن ملا محمد سعید اشرف ماژندرانی کا شعر لکہا ؎

ہلال یکشبہ ابروت کتانم سوخت | تہمت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد

اور مرزا مبارک اللہ واضح کا بہی شعر رقم فرمایا ؎

لب زخم دلم از دور بوسد رکابش را | مہ نو قبلہ چاک کتان چون شد عجب نبود

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے - روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے - اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر مین باہمدیگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے جلسونمین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین۔ ہمشربون مین مذاق و لطف کے چرچے ہوتے تھے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تہا اور وہ کیا بزرگ تھے۔ اب وہ بزرگ ہین نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین۔ نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی سوال مین ہے نہ جواب مین۔ فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مرد مقابل نکلے اسکی عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے۔ مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے کوسون دور رہتے ہین۔ عمداً لم و لانسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا اقرار نہین کرتا۔ اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے خراب و تباہ ہوتے ہین۔ جہل مرکب کے دلدل مین پہنسے رہتے ہین۔ اسوقت ایسا زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدہ بزرگ قدما کی نشان مین نظر آجاتا ہے۔

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی۔ و عبدالقادر صاحب ساحی اورنگ آبادی۔ عبدالحکیم حاکم۔ و نور العین واقف وغیرہم۔

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا۔ لائق شخص خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشار الیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شہر دلی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی و اردو ہے۔ فارسی دیوان مین اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لیئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر ضرورت ما یحتاج ماہوار مقرر کر دی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر نا صر جنگ شہید کے بعد حیدر آباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدر آباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے تا بزندگی جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی لکہتے ہین کہ مین آپ سے حیدر آباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور ہوی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعا گو ہین خدا اس ریاست کو تا قیامت قائم رکہے۔ اکثر خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی رضوی القادری

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی آبائی طریقہ پر سنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
دونوں فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہیں
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہئے کہ باہمدیگر مثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت درویشی جو کچھہ لکھا یا کہا
ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں دفون
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ پہلو از بس باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہان
اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے صاحب مشکوٰۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا - آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکہتے
ہین - شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے - یا ہندؤن سے لیا ہے - کیونکہ دکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین - آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے - محبت پرست و وضعدار تہے - سراپا حلم و خلاق
تہے - بانی اجتماع و اتفاق تہے - شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تہے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تہے - مسافر نواز و مہمان پرور تہے - حسن سلوک
مین نامور تہے - ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
وشان سے فرماتے تہے - عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تہے - انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تہے - عمائد شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تہے - اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تہے - تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتہہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتہہ دہلاتے تہے - اسیطرح محرم شریف مین بہی دس روز تک شہدای کربلا کا بیان
فرماتے تہے - اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تہے
آپ خوش الحان و خوش آواز تہے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تہے کہ مجلسہ اُسوقت کا سماد کہلاتے تہے - کبہی شجاعت کے بیان مین
کبہی ہمت کے میدان مین سبکخرام ہوتے تہے - کبہی جرأت و شہادت کے عرصہ مین
تیز قدم - کبہی صولت و سیادت کے اظہار مین چست دم ہوتے تہے کبہی
شہادت کے معرکہ مین سبقت - کبہی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تہے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تہا اُسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تہے کوئی دقیقہ باقی
نہین چہوڑتے تہے - سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تہا - زار زار روتے تہے -

چیخ چیخ کر آہین مارتے تہے۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے۔ جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے۔ جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے۔ جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین مزہ پاتے تہے۔ جو درویشی و تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تہے۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے۔ ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تہے۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے۔ اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر۔ اکثر ان کے خوشہ چین تہے۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی۔ اُسکو برادرزادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کردیا تہا۔ اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے۔ اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا۔ کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے۔ صاحب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

درین زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا — کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین اس عالم فنا سے دارالبقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن مین میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کرین اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را مایۂ جرم دگر باشد		کہ در ہر سجدۂ عزلت شود تر دامن بینا
یار صاحب اعتبار از حلقۂ آغوش ماست	وله	یکقلم بر مصرع بالائے او صاد ویم ما
کو دماغت کہ کشی درد سر کشتن ما	وله	میکشد تیغ ترا جاذبۂ گردن ما
محتسب میکشی ما بود از حکم خدا	وله	از ازل جام چو ترکش شده جزو تن ما
بشہر ما کہ باشد فخر عاشق جور یار آنجا	وله	چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا
از بسکہ سیر بیت پسند ہوس ما	وله	شد غنچۂ صفت جزو تن ما قفس ما
کے شب ہجرش تلاشش دادرس باشد مرا	وله	مشفقے چون بیکسی ارحم کہ بس باشد مرا
جنون سامان شاہی گشت جانبازان ہامون را	وله	بود تخت روان ہر گردبادی خاک مجنون را
زجوش لالہ ہا ہر داغ و خون شد سینۂ ہامون را		زبامم فتادہ دیدم یک بیابان طشت مجنون را
با خیال خط سبزش بسکہ خو با شد مرا	وله	چون صنوبر سبزہ بر تن مو بمو باشد مرا
چون گردباد عشق بر آورد کام ما	وله	گردد ز دست طالع برگشتہ جام ما

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا — همچو مژه سایم دو کف از نام تماشا

وله

ز فیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم — بفرق هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

وله

سر کشد بی تابی عاشق ز جیب یار هم — گل گریبان میدرد در غزلت بجای عندلیب

وله

از بلاییم طپیدن روشن ضمیران را چه سود — جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب آب

آبرو سرمایهٔ روشندلان بیطاقتی است — چشمهٔ آیینه را پیداست از سیماب آب

وله

ز شوق او بعدم هم رها نکرده بدم — چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست

گذشت سیم تنی امشب از دلم غزلت — اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

وله

از بسکه کشیدیم ز مطلب بحیا دست — برداشته زاهد بدعای ناز دعا دست

وله

داغش که بوده است جگر گوشهٔ دلم — خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

وله

خوابیده است پایم و راهش دویدنیست — دستم زکار رفت و گریبان دریدنیست

وله

دستک زنند گرد من اطفال جای سنگ — دانسته اند خاطر دیوانه نازکست

بی صرفه وا مکن لب دشنام هر دمی — آهسته ریز باده که پیمانه نازکست

بگرمجوشی یاران عصر تکیه مکن — که چون معانقهٔ عید اعتمادی نیست

شور سنگ اندازی طفلان هم آواز منست — داغ دل سور منست و باده دمساز منست

همچو قرآنی که بنویسندش از خط فرنگ — هست بی عشق علی سید شدن تنها عبث

جامه واریست توکل بقد همت تو — کلهٔ فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ

میخواستم که وصف لب او رقم کنم — گردید در کفم چو رگ لعل خامه سرخ

ز داغ سوگ دل هرگاه آتش دیده میریزد — سرشکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد

او گرم دلبری است جهان را خبر کنید — ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صدپاره ام چون گشت و گاهی هم نزد عزت
سنم آنقدر دان درد کز طفلان اگر سنگی
معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست
پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
حق دل او دن من با زلف کرد آخر
روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی
پرگهر ساختیم از گریه بیابان امروز
یاسمن اندام من گلگون قبا میپوشدش
قدر وسعت مشرب عزلت شناخت خاکسار
پرکن و خالی نما باقی همین ماند ز تو
این زبان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع
گر شنود منظور چشم مست آوری چراغ
زده ست تا بدلم برق آرزوی نجف
بسکه بی سامانیم فقرست خوش خانه ام
پس ز هر دل هم ز سوز محبت هستیم خارج
برنگ لاله دل را ز عشق خوشحال میکردم
قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
با دل خونین ز هند و دیده تر میبرم

گلی کم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد
بمن نا خورده افتادنیم بر سر بدست خود
یعنی ز نیلم آتش یاقوت دود کرد
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام
ز چاک چشم هر شب ناله زنجیر می آید
چشم هجران مرا نای هدف کرد آخر
چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز
صبح عید شفق نام خدا میزیبدش
گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص
میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض
ور لعل او ز جدائی هست هر جا اختلاط
متصل آید شمیم باده از بوی چراغ
چو آفتاب زند سر روم بسوی نجف
چین شد از بوریا بر جبهه ویرانه ام
چو رنگ لاله دارد دامان قاتل داغ شد خونم
ز داغ سینه بر روی تمنا خال میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود	زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعاره الهندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا	آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا
سیہ روزی میں میری قدر کو جنا کیا جانیں	اندھیری رات میں کسکو کوئی پہچانتا ہیگا
غیر آہ سحر ہیں داغوں کی جانیکا علاج	جز صبا کیا ہی چراغوں کے بجھانیکا علاج
کس خوشی سے کاٹتا ہوں اس بیگون کا غم	ہے عزیز مصر رونیکا سدا لتقین میں نفس
دل پھسکتا ہے اے زلف وچشم خوبان الوداع	پھر چلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع
تیری زلف کے شب کا بیدار میں ہون	تجھ آنکھوں کی ساغر کا میخوار میں ہون
کدہر بہتا پھرتا ہے اے گریۂ غم	کہ آنکھوں سے تیرا خریدار میں ہون
دیکھ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے	گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے
خاطر یاران میں ہے ہم خاکسارونکا غبار	صاف ہے شکوہ دلوں میں کیا محبت خاک ہے
غضب ہے وہ صنم آنکھیں دکھاتا نظر پھر آتا ہے	یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق کہتا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص - معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ میں اورنگ آباد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی میں ہمعصرون سے فائق ہوا۔ آپکے کلام رنگین سے اہل سخن مزہ پاتے ہیں۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہیں۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری وانکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوے۔

من اشعارہ الھندی

مست وہ ہے کہ روز محشر مین
اوسکے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے

گر نہین میری صید کے مائل
تل بنا نیکا مدعا کیا ہے

اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
آج مخمور مین پیا کیا ہے

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیرون کو مار ڈالوگے

ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اچار ڈالوگے

تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین

مجھے رقیبون کہا کیا سب تہا مین نہین پوچھا
اونجہا اونہین لکا وقت تب تہا مین نہین پوچھا

باغبین صرسے ہوئی خزان آخر کو دیکہہ
عاقبت عاشق کی آہ اے گلبدن برباد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیر پرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکھا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اوسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تہا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تہا اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اُٹہاکے نہین دیکھتا تہا۔ ہم کو بجھمی نرائن کے تذکرہ سے اُنکے دو شعر ریختہ دستیاب ہوے۔ **هو هذه**

ڈرتا نہین ہون بانک وکٹاری کے زخم سے	بانکی نگاہ دیکھہ تری ٹل گیا ہون مین
کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ	لونی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص۔ مرزا محمد نام۔ نعمت خان خطاب۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین۔ آپکی والد جد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تہا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدر آباد کے محاصرہ مین شریک تہا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا سه

از نصرت بادشاہ غازی	گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ	شد فتح بجنگ حیدر آباد

پہر ۱۱۴۲ھ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہرخانہ کا
داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی
رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔
سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامۂ
تیموریہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین
سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب
ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپائیدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور میر مومن
استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا
پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے۔ مجکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی
کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔
تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ
عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے
کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تھا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم
بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا
نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا۔ ہذہ ماخوذہ
من تذکرہ گلرعنا وغیرہا۔

عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و عجوبہ عدیم المثال تھا۔ انشاپردازی
مین بے نظیر۔ ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تھا۔ ہجوگوئی مین استاد۔ ہجو مین اُس کا
قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گولکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دبا تا ہے۔ اور ابو الحسن تانا شاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تہا۔ عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند نامدار خان کی شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکہا ہے مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لاینحل تہا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسکی شرح بتقاضائے احباب لکہی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہی ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی جہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ ھو ھذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت | با کمال عز و تمکین با وقار زیب و زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکہکر پیش کی ~

اے بندگیت سعادت اختر من | در خدمت تو عیان شدہ جوہر من

گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من | ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکھتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدردان و جوہر شناس تہی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ مین ابتدا حال مین طبابت کا شغل موروثی رکہتا تہا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تہا آخر چونکہ حکیم لفظ حلیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشا پردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکہتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم والفنون تہا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تہا۔ علم ہیئت و نجوم اور رمل مین

علماً وعملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف والتصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا — آخر آن ہندو پسر زنار می سازد مرا

خوش نمی آید دل آسودہ محبوب مرا — بدشود با ہر کہ گوید پیش او خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا — نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا

کار با طرفہ جفا پیشہ افتاد مرا — کہ نہ یادم کند و نی رود از یاد مرا

ز عیش رفت بباد آنچہ بود در گرہم — چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا

در تماشا طاق آرد وصال دوستان مشتاق را — حلقۂ صحبت نمی باشد کم از جام شراب

نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است — تا بدانی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست

ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب — دیدہ ام تقویم را امشب قمر در عقرب است

زخم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد — سخن تند بہ سنگدلان نادانی است

در غمت بخت سیاہی دارم و چشم تری — از سواد ہند تا سرحد جیحون از من است

مصیبتی است ملاقات مردم عالم — ببین کہ دست ز دلہا بسر سلام شدہ است

فیض را افتادۂ کوی قناعت یافتہ است — سایۂ بال ہما نور سعادت یافتہ است

اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست — خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود

اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند — بر تیر ہیچکس پر و بال ہما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد
کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
بہ بزم وصل و کاش نیقد رہم میشدم محرم
کوکب سوختہ میکرد گرانی کہ بدو سے
از عصای خویش طفلی را جنیبت میکشیم
گیر زنگہ چشم تو شاید بکمند شش
بیاض گردنت از بوسہ ہر جا نقطۂ خواہد
ہر کہ بہ سر سد این سخن عمر دو بارہ چون شود

آخر این شیشہ شکستند و بنا تم دادند
جان کشید از تن و جان نکشیدہ است ہنوز
روبپائین میکند قدہمچو باران دانہ ام
کہ چون آئینہ حرفی از پس دیوار می گفتم
ہمچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم
از زر کابش و در وقت نیسواری ستم
رم کردہ تر از آہوی صحرا است دل من
بدستم ساعتے بسپار و سیر اینجا ہم کن
از بہر یار می بروباز بیا کہ ہمچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص ۔ شیخ نور محمد نام ۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے ۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے ۔ نواب جنگنہ خان کاشغری کے ہمراہ دلّی مین سکونت اختیار کی ۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے ۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے ۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے ۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلّی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے ۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ مدت العمر نوابصاحب کی خدمتمین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے - فانی المشرب طالب درویشی - رقیق القلب حلیم الطبع تھے - علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تھے - مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے -

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے - آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوے - مولوی صاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے - سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا - قدرۃً طبیعت موزون تھی - اور سخن سنجی سے دلچسپی بہی تھی - شعر گوئی شروع کی - اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے - استاد کی توجہ سے تھوڑی ہی مدت مین شاعر ہوگئے - شباب کا عالم تھا مزاج مین چالاکی سو جزن تھی - آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کرکے پیش کیا - فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے **ھو ھذا**

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است … کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے

مصرع شمعی است نور افشان بزم اہل دل … "تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نوابصاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا - اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا - آپ تا بہ زندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک غزل پیش کیا - حضور آپ کے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی - اور اسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے منصب مناسب سے مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت مرحمت سے سرفراز فرماتے تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمتمین رہے حسب دستور رہا ہوار منصب پاتے رہے آخر ۱۱۷۶ھ ہجری یا بقول بعض ۱۱۶۵ھ ہجری مین نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب صاحب نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مرحوم زیدہ کے مولف نے لکھا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے دولتخانہ پر ملا تھا وہ پھر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین واقع ہوا شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعاره الفارسی

ساقی ما گر وصف آرد بدست آئینه را
سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را

می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد
شعلهٔ حسن تو کرد آتش پرست آئینه را

تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن
پیش رخسارش ز حیرت نقش بست آئینه را

از تغافلهای او در سینه شد دل لخت لخت
کم نگاهیهای آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها
تسلیم کرد آشنائیها

داغ شد لاله تا بصحرا دید
گل بنقش برهنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بیحجاب در ته آب
نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب

چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم
گذشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت
ساقی مست جام لعل میگون خود است

مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت
غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست
دامن ما پر گهر از چشم پر خون خود است

روئی آرد دل عاصی بسوی هیچکس
تا جمال یار در خود دید مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح
از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح

تا رپود خرقه را کردیم رنگ از خون دل
تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح

تا کردم از آن کاکل مشکین سخنی طرح
کردید بهر طرف سواد ختنی طرح

در گلشن آئینه عکس تو جا کرد
از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از در دوست آهی
تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند

میروم در سفر عشق بچشم گریان
راه این بادیه آب است خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل
شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

وله

اوراق دلم را چو پریشان کند آن زلف
با تا زنگه از مژه شیرازه کند چشم

گر یک قدم از لطف گزاری سوی عاصی
از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

وله

زدود آه تا این گنبد میناست میدانی
سحابش از کف دریای اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که می بینی
ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کردهٔ ظالم
بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است
هر کس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز نوای درد کس آگه نیست
این راز ز پردهٔ دل عشاق است

وله

در عرصهٔ دهر تا که پیداست سخن
روشن گر آئینهٔ دلهاست سخن

از بسکه بدهر کس خریدار نیست
از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

وله

ای شکل هلال کردهٔ ابرویت
آئینهٔ ماه پرتوی از رویت

آسان نتوان ز بند عشقت رستن
آویخته دل بحلقهٔ گیسویت

من رباعیات الهندی

گر نسخهٔ توحید سے پایا ہے سبق
آ دیکھ بہر طرف کہ ہے جلوۂ حق

ناداں نپاوے سخن عشق کی رمز
مانند قلم تا نکرے سینۂ شق

وله

تجھ غم کی آگ لمبیں کہا ہوں چھپا کے میں
ڈرتا ہوں تا فلک اڑے بھڑ کے شرر کہیں

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا
دیکھا نہ تب سے میں نے روئے ثمر کہیں

وله

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

آتا تہا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	ولہ	ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین
کیا ظلم ہے اے شوخی پلکون والے		آہستہ سیو زخم ہین و لکے آسے
ترچھی وو نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نہیں رہے بہت ہین دیکھے بہالے

عشرت خواجہ ابوالبرکاتخان

عشرت تخلص - خواجہ ابوالبرکات خان نام - آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا مین ہوا - سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین - آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تہی - کلام موزون کرنے لگے - سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تہے - طبع رسا و ذہن فلک پیما سے موصوف تہے - خوش خلقی و نیک سیرتی مین معروف تہے - آپکا کلام لطف فرہ سے خالی نہین ہے - آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۰ ہجری مین ہوئی - بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے - **هو هذا**

شب کہ دل درگرہ کاکل مشکین تو بود		وارث عقدہ او شانۂ رنگین تو بود
ورد سر بود بہ از بخت سعید آن زوم		کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال		حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

مین ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا	تب سیتی خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا
رات دن اُسدل بیتاب کی صحبت بررار	آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ مین قائم ہون گل شمع مین — سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

وله

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس واس — سر کہین آنکہین کہین اور دل علی ہذا لقیاس

وله

کیا ہوا حاصل تمہی توڑ کیسے اس مفلس کا دل — ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تہا — اب تجہ ہم گذرے سبہون سے کس کی جان اور کسکا دل

وله

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے — آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

وله

گلشن دلمین اگر سرو خرامان گذرے — اشک خونی سے گلستان مین طوفان گذرے

وله

مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی — خمار مے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخابی

پلک مارتے آنکہون سے ہو گئے غائب — ہمارے اشک خونین کر گئے پرواز سرخابی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو مین — کہ جیون محراب مین خوش تہے سدا شہ نور محرابی

وله

دیکہا ہون جب سے باغبان اس خوش نگاہ کو — نرگس نے کی ہے گل میرے سر سے بجائے آنکہہ

عشرت مدام بد نظر رکہہ یہی دعا — دل جائے جان جائے ہرگز نجائے آنکہہ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہین اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرۂ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تہے - خدائے تعالی نے آپکو فی زماننا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت مین دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کین اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ و ما علیہ خوب سمجھا۔ اور شاعری کے میدان مین قدم رکھا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔ آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ہجری مین واقع ہوئی۔ شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔ من کلامہ۔

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے	چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی ۔ مولوی سید علوی

علوی تخلص ۔ سید علوی نام۔ آپ کنی المولد و المنشا ہین ۔ فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور نگا پور کی خدمت مین ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیازمندی کا رابطہ قائم کیا ۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا۔ تا بہ زندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم رہے۔ آخر ۱۱۸۵ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ **ھو ھذہ**

داغ شمع و آہ مینا چشم جام اشک مے		طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ لخت لخت جگر از سوز جگر در زندگی		جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ		در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
بغربان غراج نازک آن صندلی جسم	ولہ	کہ آواز شکست رنگ دمسر کند پیدا

مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود
حلقہ قد دو تا نشاء دو بالا بخشید

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے - شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تہا - چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن بالوفہ چلا گیا - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا - اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ مین گزرانا تہا انتہی کلامہ من کلامہ

تا نقاب از چہرۂ آن طناز رو را نداختہ است	شہرۂ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے است	با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے است
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی	ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے است

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام - آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت ۱۲۷۵ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میر انور الدین ال سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولاً میر عبد اللہ فارغ رہبر یان سے ثانیاً مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض قوافی مین پڑہے - اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بہی آپسے کی - اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعر گوئی سے آپکو دلچسپی تہی ہے - جو کچہ کلام موزون

فرماتے ہین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب مین المقالات الشعرا کے
مولف نے لکہا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابہی تذکرہ کا
مسودہ مبیضہ نہین ہوا تہا کہ آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ ان اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا۔ تذکرہ کی خوبی دیکہنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکہتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسلٍ علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد مین عالم و فقیہ متبحر تہے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تہا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بہی کیا تہا۔ آپکے جد علامۂ عصر تہے۔ دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تہے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت سنہ ۱۲۳۰ مین واقع ہوئی۔ اور اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر سرول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من ۲۰ اشعارہ الفارسی**

پنجا کستر نشاند تاب رویت آتش گل را   پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق ٭ سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را
عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری ٭ رگ اندیشهات پیچیده سازد موج سنبل را

ولہ

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا ٭ شکست توبه از کبر مسلمان میشود پیدا
شهادتگاه سر جوش نیرنگ دگر دارد ٭ ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

ولہ

زینتے در کار نبود حسن تابان ترا ٭ هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا
نشئه رنگ افزا گر شد حسن مهوش ترا ٭ باده گرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا
دامن‌فشان گذشت ز تربت نگار ما ٭ موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

ولہ

مپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم ٭ متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

ولہ

نغمه‌پردازی من کرد چو آهنگ عروج ٭ شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برخاست

ولہ

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج ٭ در شب مهتاب کے باشد چراغان احتیاج

ولہ

عرصهٔ فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت ٭ سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود
کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا ٭ بر سر رحم آر ای فغان امروز جلاد مرا
شب که محو رنگ نقش چشم آن مخمور بود ٭ خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود
باده چشم مست او رنگ دل ما بشکند ٭ میزند جوش آن قدر این می که مینا بشکند
وسعت آباد جنون آئینه را حسن کیست ٭ صد سبو بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند
قد ترا قیامت ناز آفریده اند ٭ زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند
اے فدائے مختصر قد تو بالائے پری ٭ وے بقربان سراپایت سراپائے پری

من اشعار الهندی

کب تک رہیگا ہم سے تو بیزار دیکھنا ٭ بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین	مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ	اُسطرف صبح وطن شام غریبان اُسطرف
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا	اے دل اُس زلف مین اٹک تو سہی
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے	شاخ ریحان ہوا گر آہ میری دور نہین

عاشق۔ میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص۔ میر کلان خان نام۔ آپکا وطن اصلی کابل ہے۔ وطن سے ہندمین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے۔ نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایۂ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مرادآباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے۔ جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے۔ دولت بنگش کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے۔ اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا۔ آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہرایک کے نزدیک مرغوب دل ہے۔ آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا۔ **هو هذه**

گر چنین غمزۂ او دشمن ایمان باشد	کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
ہر گاہ بار رقیب برابر گذشتہ ایم	بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
عاشق بکوئے یار ز احوال ما مپرس	انیست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق۔ مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص۔ مرزا جمال اللہ نام۔ آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین۔ اورنگ آبادی المولد ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف ۔ اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تہا ۔ خوش سلیقہ و خوش طریقہ تہا ۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا ۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا ۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکہلانے لگا ۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا ۔ رفتہ رفتہ مرتبہ سخن کو درجہ بلند پہ پہنچایا ۱۰۷۸ھ ہجری مین زندہ تہا جب میان نورالعین واقف بٹالوی و عبدالحکیم حاکم لاہوری ۱۱۷۰ھ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا ۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

شعر دیدیم کتب خانہ ہفتاد دو ملت ۔ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تہا ۔ احباب سے نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تہا ۔ مرد خوش صحبت و با مروت تہا ۔ ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الهندی

اگر وہ قاتل جان بخش کہینچے تیغ ابرو کی مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند اور ہر بلبل گذر جا گل سے اور ہر گل گلستان سے سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر	ولہ	ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو کٹی گردن سے میری ور زبان شکر پیدا ہو جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مو سے نکلے

عاشق ۔ مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص ۔ مرزا عاشور بیگ نام ۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے ۔ آپ ۱۱۷۰ھ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے ۔ اسوقت آپکا عالم شباب تہا ۔ ذکی الطبع و ذہین تہے ۔ علمی لیاقت بہی درست تہی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا ۔ طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے ۔ اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا ۔ سنہ ١٢٠٢ ہجری مین آپکا انتقال ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

جو مست جام شیشہ صہبائے سبز ہے	ولہ	برجا ہے اُسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چیونٹیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق ۔ میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص ۔ میر یحیی نام ۔ عاشق علیخان خطاب ۔ برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تہا ۔ انشا پردازی مین یگانہ تہا ۔ بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا ۔ لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا ۔ سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا ۔ زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تہا ۔ موزون الطبع و خوش فکر تہا ۔ جو کچھہ کہتا خوب کہتا تہا ۔ آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے ۔ اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے ۔ آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے ۔ ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین ۔ آپکا انتقال سنہ ١١٨٠ ہجری کے قریب ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

اوٹہا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا	کرو سب یار مل سامان شیشہ و دارو کا

اب تو کچھہ باقی رہا ہہنین	وله	کیا مگر بیچون خدا
جیت میری ہے عشق بازی مین	وله	جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا
جام کو لب سے آشنا مت کر	وله	نام اوسکا پیا کٹورا ہے
جس گہر مین جب تلک تہے	وله	بیچ کہاتا تہا فقیر
گشت کو توال کرو موقوف	وله	آج کی رات جام بہرتا ہے
نشہ او تری محبت کی ہماری	وله	کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری
مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکہہ	وله	ہنس کہا جوگی کے سر نے خاک لگتی ہے. بہلی
مجہہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک ہول ہے	وله	ہے حال ہنا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے
ہر ایک ساغر کے پیچہے چومنا تیرے ہنا وسکا	وله	گزک عاشق علیجان کو ستی مین بہاتی ہے
ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات	وله	دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات
جسوقت جان نکلی مجہہ پاس کوئی نہ آیا	وله	شمشیر تیری ایکدم بیٹہی تہی میرے سر پر
جب نقش اس صنم کا نقاش کہینچتا ہے	وله	بازو کے کہینچنے مین وو ہات اینچتا ہے
ہین شہید کربلا سب سرخ پوش	وله	مصطفی کی آل کا کیا رنگ ہے
صاف دل آرسی سا کوئی نہین	وله	لیک مُنہ دیکہے آشنائی ہے

عجیب - محمد عبداللہ حیدرآبادی

عجیب تخلص - محمد عبداللہ نام - چہوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد مین - فارسی مین مستعد طالب العلم مین - شعرگوئی کا شوق لمین پیدا ہوا - زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے - استاد کی اصلاح سے کلام درست و صاف ہوگیا
فارسی و اردو زبان مین کہتے ہین - خوش مزاج و نیک سیرت ہین -

من اشعارہ الفارسی

در حین گریہ چشم بر شمعش	سلک گہر کنم مژہ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ایم	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
اور مہ وش جو کرتی ہو در پردہ چہپ چہپا	کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل - محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص - محمد عسکری نام - آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے - آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی - طبیعت مین تیزی و چالاکی تہی - شعر گوئی کی دلمین رغبت کامل تہی - مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت مین تہی - آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی - اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے - اُن سے صلاح لینے لگے - بہائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے - ۱۲۹۵ھ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے - آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے - معلوم نہین فی الحال کہان ہین - آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالیٰ سلامت رکھے ۔ تاریخ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ روز

من اشعارہ الہندی

خنجر بکف وہ آئے ہیں اک اژدہام ہے — اللہ میرے قتل کی کیا دھوم دھام ہے
زچ کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے — اسلام و کفر دونوں کو اپنا سلام ہے
اٹھو بقول آتش مرحوم سے عادل — میں مقتدی ہوں اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جاناں سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے — ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے
رنگ آ جائیگا رفتہ رفتہ طبع یار میں — بہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوئی ہے زخم کاری کی ہوس پھر مرے دلکو — نگاہ آرزو سے ڈھونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت ۔ محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص ۔ محمد عنایت اللہ نام ۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہیں ۔ آپکا اصلی
وطن قصبہ برنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے ۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن
و پیش امام ہیں ۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے ۔ آپ صحیح النسب و الحسب ہیں ۔ آپ نے
برار کے مدارس میں تعلیم پائی ۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اسوقت برار کے ہائی سکول
میں صدر مدرس تھے ۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرائیوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب
درسیہ تحصیل کیں ۔ آکولہ کالج میں ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی ۔ اور منشی نور خانصاحب ہیڈ ماسٹر
ٹریننگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی ۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہیں ۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار
و خوش گزران ہیں ۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہیں ۔ مگر میں دس برس سے اس شہر میں ہوں
کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا ۔ میں آپکی ملاقات کا مشتاق ہوں بمصداق

کل امر ہون باوفا تہا کسی وقت ہو جائیگی - فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی
میانہ قد کشادہ پیشانی - آہو چشم - دراز بینی - گہنی داڑہی - گندمی رنگ ہین خدا تعالےٰ
آپکو خوش خرم رکہے - آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین -

من اشعارہ الفارسی

خرام و بادونشستہ بگوشۂ گلزار		ہمہ تدرو چمن از نو شتر مسارانند
چہ دوست ہست بہین حسن اندرین دنیا		کہ جملہ مردمان بے دام تابعدارانند

من اشعارہ الہندی

پہر گلون سے ہو گیا ہے اندنون گلزار سرخ		عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی	ولہ	خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا - چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے
ع تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی   ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین
یہ قول لچہمی نرائن کا ہے - میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا
نہین ثابت ہوتا - عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی المشرب
گذرا ہے مراد ہو - ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا
معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو - اُسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین
چمنستان مین صرف اُسکا ایک شعر ہے ہم بہی اُسکو نقل کرتے ہین -

جسکے جاری نہین ہین سوتون سدا ویران ہے   معمور ہو کیونکر بستے جس گانون مین پانی نہین

عاشق - میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص - میر قاسم خان نام - آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ کے دیوان بادشاہی تھے - خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے - نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے یہ منصب جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی - نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا - حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے - حضور جو کچھہ سوال کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے - آپکی تقریر سے امراء دربار دنگ ہوتے تھے - اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیزرائے زندہ دل و دلیر نہ تھا - آپ سبکے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے - بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے - یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر آپ سنہ ۱۱۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے - میان عاشق صاحب جو آپکے فرزند بھی بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے - ہونہار و ہوشیار تھے چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے اسی اثنا مین بسبب تقدیر آپسے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ ہلاک ہو گیا - اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا - آپ خدمات مفوضہ سے معزول ہوئے - سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے - مگر ہمارے کا رزار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر دلی مین رہے آخر ۱۱۸۰ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و یحییٰ اورنگ آبادی و سراج و سامی و افتخار وغیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے نام سے یارانہ تھا۔ آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہووین۔

من اشعارہ الفارسی

ہرسال در بہار بکسب شرف جنون	آید برہنہ پا بطواف در ما
پیش من چون می نباشد میرم از درد خمار	شیشہ چون خالی شود پرمی شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در لب لعل از قدح درد ست می آید	زبزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
زفیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر	تو ذو القرنین عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا ایشاہ جم شوکت	زماہی تا بہ ثنا ہا ترا در شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی	بچشم شہر فرہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش بدم دست امید خویشتن عاشق
کہ از بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص۔ سادات یزد سے۔ سید صحیح النسب تھا۔ وطن سے ملک دکن مین آیا۔ قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا۔ میر مومن استرآبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا۔ خوش نویسی مین لائق و فائق تھا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکہتا تہا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ نزول الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا۔ آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔ مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان در بوستان چون عزم می خوردن کنید
مقصد زکاخ و صفہ و دیوان نگاشتن
گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند

ولہ

اول زیاران دور افتادہ یاد من کنید
کاشانہائے سر بفلک بر فراشتن
در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق۔ مولوی سید عبدالودود

عاشق تخلص۔ سید عبدالودود نام۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی سالک تخلص کے

صاحبزادے ہین آپکے بزرگان سلف گڑہ ضلع صوبہ الہ آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال مین آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان مین درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تہا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسۂ عالیہ مین مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب مترجمہ کی ولادت ضلع بردوان مین واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی امین اللہ
مدرس مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضاۃ سے
ختم کین۔ اور کتب فارسیہ کی بہی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے
بعد سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین حسب الطلب حکام مدراس مین آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوے
چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تری نگر پر مقرر ہوئے۔ تقریبًا گیارہ برس خدمت
قضا پر مامور رہے پہر صدر عدالت مین خدمت افتا پر مقرر ہوے۔ پچیس برس تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے
چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوے۔ بلدۂ مذکورہ مین سکونت اختیار کی۔ پہر مدت کے بعد
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف و التصنیف
تہے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی کے
کوئی کتاب نہین لکہی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین مدراس مین وفات
پائی۔ شاہراہ میلاپور مین مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم مدفون ہوئے مین انتہی۔

از مسائل مصحف ولیش گنہ ننوشتہ اند		دست از جان شستہ در عشق صعود داریم ما

چنین چین ہا کہ دارم بر جبین وقت کہن سالی	ولہ	بصد لب مسکنم تفسیر رنج ضعف پیری را
چہ فائدہ کہ بہمدم دو روز پردازم		چو رخت خویش بہ بندم ازین جہان تنہا
مرا عاشق باین ضعف بصارت مصرع شوکت		چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان	״	کار با سخت جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد	״	سرے کشد بعدم جامہ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است		ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم	״	دست زدوم ز رعشہ دلیلم بران بود
یار دل را برد و اشکم جوہر نور از چشم	״	نقد را دزد وہم ربود و خلش سیلاب برد
منتظر را یک نظر انعام دہ	״	خشک مغزم روغن بادام دہ
درک دہنت محال عقل	״	در وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون	״	بیخبرم این حال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی۔ خواجہ کامگار خان

عالی تخلص۔ خواجہ کامگار خان نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبندی قدس سرہ سے پہنچتا ہے۔ آپ اورنگ آباد ہی المولد ہیں۔ آپکی تربیت و تعلیم شہر مذکور کی آب و ہوا میں ہوئی۔ علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر تھے۔ فقیہ کامل تھے۔ مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے۔ متقی و متشرع تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپکو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی۔ فیصلۂ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے۔ اہل شہر آپسے مانوس تھے۔ نیکو سیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب شہجہان پور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ ومکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنا کی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اُسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اُسی مقام مین مدفون ہوئے مزار و متبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع ومحل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتابون سے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر ۹۵ھ الہجری مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو سخت رنج والم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند — چشم مارا در پئے نظارہ حیران ساختند
قدسیان عالم بالا بتعمیر بہشت — خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند
تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد — حسن یوسف را درون چاہ زندان ساختند
ہر کہ غمزۂ او خورد تا محشر نمرد — آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند
تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو — قامت خم گشتہ را عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا	ولہ	بہر عالی شہ نظام الدین برہان ساختند
طفل شکم خاکبازی میکند تا روز حشر	ولہ	چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم
پریشان گیسوئے او راازان زنار خود کردم	ولہ	کہ از روز ازل چون حلقۂ زلفش پریشانم
نگاہے یا ادائے کیست در کار سن عالی	ولہ	بانداز تغافل میکند صد رخنہ در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص۔ عبد الباسط نام۔ حکیم الممالک خان بہادر خطاب۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۳۸ ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی۔ اور آپکی تربیت و تعلیم یہی ہوی۔ آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین۔ اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی۔ اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بہی لیتے تہے۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تہی۔ غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تہے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تہی گویا تازہ تازہ مضامین آپ کے میدان خیال مین دست بستہ کہڑے ہوئے ہین۔ جب چاہتے تہے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تہے۔ بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تہے۔ تحسین و آفرین کے ساتہہ واہ واہ کہتے تہے۔ آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے۔ طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تہی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیماروں کے معالجہ مین
صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے
اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بناءً علیہ آپ نے ایک اخبار مسمیٰ بہ
تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کر کے
تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا
اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے
عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوے
مدۃ العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیماروں کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف
رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیر خواہ قوم جناب
ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب
سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بھی فوت ہو گئے۔ مولوی عبد الحی
سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے
ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم
جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے
برادر زادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو ہذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرانمایہ و والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
تنگ گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت	حادثہ عشق جہان ہنر
	۱۳۰۲

من اشعار الفارسی

گفتم که دل بروی تو بستم بخند و گفت
این تازه شاعریست که مضمون بسته گفت

ولہ

ای نقش نام روشنت انگونه خوش سواد
کز حرف حرف سرمه بچشم نگین کشد

گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
خانه ام کرد چو آتشکده آباد آتش

صد زبان میکند از شعلهٔ پرسوز بلند
از غم سوختگان است بفریاد آتش

خستهٔ عشقم و هر چاره گرے بہر تشخیص
رنج من گفته دگر یک مرض صد تشخیص

دست بر داشت ز من بوعلی نبض شناس
طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص

بر زلف تو حال دل شیدا که کند عرض
سرگشتگی قیس بلیلی که کند عرض

طلب ز سیاروز سودائے ابروت ہم تیغ
دلیل قوت ضعف ست قامت خم تیغ

با کسوت برتنا بد از سبکروحی تنم
بس بود همچون سخن تار نفس پیراهنم

میسزیم بعد شهادت هم سیاهی از خون
شهدم راست سحر مژه ماهی از خون

چشم شوخت نشد از کشتن عشاق ملول
نشود سیر بلی مرد سپاهی از خون

دیده بی دیدار تو از اشک دارد شست و شو
چون قلندر مشربان بی نماز و با وضو

ور دلم ابروان تیغ دو و نیام یک
غمزه بهر دو چشم تو تیغ یک و نیام دو

بر سر راه آن صنم طرح نماز افگنم
سجده بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی - سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص - سلطان فیروز شاہ نام - آپ علاء الدین حسن گانگوئے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے بنا یر سے ہیں - آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے مقرر ہوا تہا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ ذہین و فہیم تہے۔ سولہ برس کی عمر مین ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہین۔ معقول و منقول مین علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتہہ زیادہ مناسب تہی۔ اور اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکہتا تہا۔ درس تدریس کا شائق تہا۔ ہفتہ مین تین دن طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار کرتا تہا۔ اسکی حلقۂ درس مین منتہی طلبہ شریک ہوتے تہے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ کلام مین شرح مقاصد وغیرہا پڑہاتا تہا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ طلبہ آزادی سے سوالات و اعتراضات کرتے تہے۔ نہایت خوشی سے سنتا تہا۔ ہر ایک سوال کا جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تہا۔ کہ سائل و معترض کو ساکت کر دیتا تہا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری مین تخت نشین ہوا پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت مین اکثر معرکون مین کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل ممتاز تہا۔ میدان بہادری مین سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نا در الوجود سے بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ لکشائی مین

ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تھا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تھا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگھاٹ و پائین گھاٹ کا کچھہ حصہ تصرف مین آ گیا تھا۔ فوج و خزانہ کی حالت بہت درست تھی۔ یہہ بادشاہ صاحب ترجمہ نہایت ہی رحم دل تھا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور و فقرا نواز تھا۔ رقیق القلب و رحم دل تھا ایک روز دولتخانہ کے دریچہ مین بیٹھا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکھہ رہا تھا کہ ایک فقیر کشکول ہاتھہ مین لئے ہوے جا رہا تھا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اسکی کشکول پائی جھولی مین دیکھا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکھہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کھاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت نکرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد لنگر خانے شہر کے محلّون اور کوچون مین قائم کر دئے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گہیون کی روٹی و حلوا دیا جاتا تھا۔ کبھی حلوے کے عوض گوشت دیتے تھے۔ فقرا فراغت سے بسر کرتے تھے۔ پھر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہو گیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح کھانے لگے۔ پھر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکھا ہر ایک کے توشہ دان کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکھا کہ اسکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹھہ ہزار پیادہ حفاظت کیلئے رہتے تھے۔ تمام رات جاگتے تھے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تھے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جمِ غفیر کو

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا - اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا - اور کہنے لگا واحسرتا ایسا ہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے - صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی
کے افراد رکھ لیئے - اور انکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک بار پہرہ بدلتا رہے
رعایا کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا - غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تھا - چنانچہ تہال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے - لڑکی کو دیوانے والی بیجانگر کے ظلم سے
بچایا - آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین
مذکور ہے - فیروزشاہ دوربین و دور اندیش تھا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تھا - تحفۃ السلاطین
و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ ۸۰۱ھ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ
آنیوالا ہے - فیروزشاہ صاحب جمہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی و پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد و امادہیر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا - اور ایک عرضداشت
بھی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تھا بھیجی - بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کر کے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے - امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے - دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی - چھہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے - جب سفرائے بہمنی
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کیئے - تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ بندہ ہائے سرکار سے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمربستہ ہو کے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا - اور جان نثاری کے

مراسم بجا لائیگا۔ امیر تیمور سفرا کی تقریر سنکے فیروزشاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت عطا کی۔ اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکھنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا فیروزشاہ کے نام سے بہیجا۔ اور فرمان مین فرزند خیرخواہ لکہا۔ اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع و چار قبضہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ تازی بہیجے۔ اور سفیرون کو انعام و اکرام کے ساتہہ روانہ کیا۔ یہی فیروزشاہ صاحب ترجمہ اسلامی سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا۔ چنانچہ بیجانگر کے راجہ دیورائے سے لڑکی لی۔ دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے تجمل و عظمت سے شادی کردی۔ اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی۔ راجہ نے خوشی سے دی فیروزشاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے۔ اور اکبر بادشاہ ہند بہمنیہ کا مقلد ہے۔ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین دہلی سے دکن مین آئے۔ آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا۔ آپکے استقبال کے لئے اعیان دولت و ارکان سلطنت کو بہیجا۔ جب آپ تشریف لائے نیازمندانہ ملا۔ آپکو قلعہ مین معزز مکان مین رکہا۔ چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی۔ آخر حضرت ناخوش ہوا۔ آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا مزار ہے۔ فیروزشاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمدشاہ آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپنے احمدشاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی۔ یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی۔

فیروزشاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا۔ نہایت سادگی و خاکساری سے ملتا تہا۔ اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ نشست مجالست و مکالمت کرتا تہا۔ اور حاضرین مجلس سے

کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ بے تکلفانہ رہیں۔ کسی قسم کا لحاظ نہ کریں باہم یارانہ مل کے
خوشی کے ساتھ بسر کریں۔ اور مجھکو ایسا سمجھیں کہ میں بھی آپ سب میں ایک فرد ہوں
میرے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہیں۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی شخص
دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نہ کرے۔ نہ کوئی کسی کی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ کبھی کسی نے خلاف حکم نہیں کیا۔

فیروز شاہ

شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ حدائق السلاطین کے مؤلف نے لکھا ہے کہ بہمنیہ سلاطین میں یہ
بے نظیر فرد تھا۔ علوم و فنون میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ اکثر زبانوں میں ملکہ تامہ رکھتا تھا
ہر ایک زبان میں اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تھا۔ سامعین ناظرین دونوں میں
تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہتے تھے صاحب جملہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے
ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تھا۔ خاص زبان عربی و فارسی
و ترکی کی مملکت میں حکمرانی کرتا تھا ہر ایک زبان میں ناظم و ناثر تھا۔ متقدمین شعرائے
عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ میں محفوظ رکھتا تھا۔ سخندان
و سخن سنج تھا۔ کبھی کبھی سرور و فراغت کے وقت میں کلام موزون کرتا تھا۔ اولاً اپنا
تخلص عروجی قرار دیا پھر شاہی زمانہ میں فیروزی رکھا۔ صاحب دیوان تھا۔ اب
دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکھے ہیں فقیر مؤلف
بھی تذکروں سے ذیل میں گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دلنشین ہوتا ہے
اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مؤلف نے صاحب ترجمہ
کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن میں شرح و بسط سے لکھا ہے۔ ان کتب
فارجع الیہ۔ ملحقات کے مؤلف نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروز شاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت میں صاحب فرش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال
۸۲۵ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اُٹھا کے آبا و اجداد کے
پہلو میں دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ
کو حسب الوصیت اسکے تیار کئے ہوئے گنبد میں جو شاہ کمال ہیر کے لئے تعمیر کرایا تھا
دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال۔ جلوس ۸۰۰ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

گر شمہ جنبش آہوزست مژگان درازش را
محبت چاک سازد سینہ ہرگہ کہ در برمے
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری
نیابد لذتی زاہد ز وصلت از متاع خلد
نیرزد آئی قامت و رخسار آن خورشید تابان را

ستم کردست واجب بر زبان تعلیم نازش را
بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
ہمان بہتر کہ در دامن کنی اخبر نیازش را
بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مثابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است
کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولے
ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید
کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نگر در زمزمہ نائے
کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
ولے بسینہ لبالب دوستی دارم
کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است
چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر رائل نکنی
اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینہ و نافع است بگوش	تا صرف سخنہای باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبۂ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہیں - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم میں مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ میں اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھتے رہے ابھی تحصیل سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ دل میں تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکھنؤ میں آئے علمائے لکھنؤ کی خدمت میں کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکھنؤ سے برآمد ہوئے اولاً بھوپال میں پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت میں ملازم ہوئے - چند مدت نوکری میں بسر کر کے حیدرآباد دکن میں آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے دارالانشا میں مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختارالملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت میں عزت و آبرو کے ساتھ رہے - آخر آپ نے ۱۲۷۵ھ ہجری میں اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تھے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من ۲۰ اشعار ۲۸ لفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانے نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم ہمسرے میداشت پنہان غمزہ	خون روان دیدم و لے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی ہمان و در دل نشانی ہیچ نیست
ای کہ می پرسی عطا را من چہ گویم حال او

کشادم چشم بر روی تو و از عالم نظر بستم
سرے با شوخی مژگان او دارم خدا را من
طبیب مہربان بگذر ز من و ز فکر مرہم ہم
چو بشکست آئینہ زنجیر کردم ربط با نقش
کجا کے شست گرد و عہد من از سختی ہجران
بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن
چو دیدم سخت انداز ست آن ناوک فگن رفتم
دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او
عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ می خواہد

بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد
ہیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چہ شد

ولہ

باین بستن کشادن ننگ الفت جو ہنر بستم
دل آسودہ را بردم بنوک نیشتر بستم
ببین من ریزۂ الماس بر داغ جگر بستم
جنون دست دگر بکشاد و من بند دگر بستم
کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم
حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم
بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سر بستم
دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم
کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہیں - آپ کی ولادت سرہند میں واقع ہوئی اور نشو نما دلی میں ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی میں پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر میں تحصیل کین - نقشبندیہ طریقہ میں جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت میں مرید ہوا - مثنوی میں شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم ۔ منور از فروغش ہند تا روم
ردا از ماہتاب شرع بر دوش ۔ چو صبح از پاکی باطن نقاب پوش

اوائل حال مین سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی خانموصوف کی رفاقت مین الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی و اسلام خان والا کا داماد ہے ۱۰۷۹ھ ہجری مین عالمگیر کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد مین صوبہ داری سے دست بردار ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہو کے ۱۰۸۶ھ ہجری مین بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر ۱۰۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد ۱۱۰۰ھ ہجری مین ہند سے بیجاپور دکن مین آیا۔ اور نواب ذوالفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ؎

بعد سیف آخر علی را ذوالفقار آمد بکار
لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذوالفقار خان کی خدمت مین پیش کی وہ یہہ ہے ؎

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
دشمن کشی جہانی و یکدوست پروری	فتح و ظفر او بجتی مست اند در قطار
تسخیر داستان آلہی نمودہ	اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
نسیمی کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند	آن دل کہ بردہ زمن آنرا بمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ	اے طائران عرش خانگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند	این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس	دی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ مین صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون۔ میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا۔ کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے۔ جب نواب ذو الفقار خان ۱۱۳۰ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا۔ چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقئ شیرین رسید ۔۔۔ نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود ۔۔۔ انجمن افروز یکجانی بود
گر جمال او بر اندازد نقاب ۔۔۔ روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا۔ یہ زیارت متبرک۔ ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا۔ شاہ عادل تارک الدنیا تہا۔ ناصر علی نے اُسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اُسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردۂ استاد قدیم ۔۔۔ کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا۔ اور غضنفر خان ذو الفقار خان کے رفیقون مین تہا۔ کنجی کی حکومت پر مامور تہا۔ کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سبعہ سے ایک ہے۔ غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما ۔۔۔ بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا۔ توکل و قناعت پر قائم تہا۔ کسی سے التجا نہین کرتا تہا۔ اسی مقام مین ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین
مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش زخرد سال وفاتش پرسید   گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے
زائد برآمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہو سکتا
سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے
تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جبل جنۃ مثواہ تاریخ نکالی۔ اثبات ہوتا ہے کہ ناصر علی کی
وفات ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔
مائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تار جنۃ سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے
کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ ملفظ۔ بخلاف
اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر نہ ثانی کا مدار ذکر پر۔
بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ ملفظ۔
سید عبداللہ تبریزی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ
مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت رائے
قلندر وا اما دراجہ چندربہان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین
سوار ہو کے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا
کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دہڑک رتہہ سے کود پڑا۔ ہم سمجہے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ
سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا
ایسی نازنین پری پیکر کو گہوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔
اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجہہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے
بہتر ہون۔ سبزی فروش اور راستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے
حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جہگڑا دفع ہوگیا۔ تہی کلا
سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سُنا کہ کہتا تہا کہ مین نے
مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ہے

چو تو ساقی شوی دردِ تنک ظرفی نمی ماند — بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

وہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض اعزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ
ناصر علی کے ہاتہہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان
کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است
سامنے تہی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکہا مطلع یہہ ہے

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است — سر بروی تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور بدعیون کو اس عبارت سے جواب دیا

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس — خیمۂ افلاک بیچوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ہے

علی آن پیشوای خوش خیالان — چو شد در مثنوی کلکش در افشان
رسانیدش بپایۂ معنی بمعراج — بود این مطلع او درۃ التاج

آہی زرۂ دردے بجان ریز — شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا — یک از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور
آہی زرۂ دردے بتن ریز — شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواہی اے یار — توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش بر فروزم — ہمہ موہی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی — کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد — بر اہل سخن این شعر استاد
چراغی را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ
کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے
ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا نہایت ہی غصہ ہوکر فرمایا
ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔
صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان
راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی
میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین
ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ مین ملاقات ہوی۔ رتھہ مین سوار ہوکر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تھا مجکو بھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ ناصرعلی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کررہے ہین۔ مین سمجھہ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے جھاگ وکف ظاہر ہوا ناصرعلی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشب سر جنگ ست با زاہد　　　که مینا ہم زجوش می زره زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نائی نوش کا سامان اُٹھائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکھد یجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہہ ناصرعلی ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصرعلی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکھتے مین کہ سید جعفر روحی رنبیرپوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند احباب ناصرعلی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست ناصرعلی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد منوز افغان ما　　　خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصرعلی کا افغان رقص کررہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصرعلی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہوگیا ہے شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی ونزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ من ۲۰ اشعار ۱۲ الفارسی

خودنمائی است گذشتن ز لباسے که ترا است | وله | ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را | وله | چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

سرمه آواز درائے کاروان وحشت است | وله | ناقه ها بسته از چشم غزالان رنگها

درین دریا نکردم لب بحرفے آشنا هرگز | ،، | چو ماهی شد زبانم آب از شرم تنک آبیها

بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی | ،، | بزرگ آید وجود خویشتن در چشم شاهان را

قدآرا خلعتے در عالم امکان نمی باشد | | دل از تنگی نیاز آورده ام این جامه زیبان را

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست | ،، | آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

چشم بربند اگر میطلبی رزق حلال | ،، | مرغ بسمل خورش از نظر دوخته است

خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر | ،، | تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

خوئے نازک بدل من چه ستمها که نکرد | ،، | شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد

ما و تو اے پریوش و کیش هم ناهیم | ،، | گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد | ،، | سخت بیرحم است میترسم که آزادم کند

انتقام دادخواهان قیامت شد تمام | ،، | می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

کلاه سلطنت خسروان شکسته اند | ،، | نمیزنند اگر پشت پا فقیرانش

روشن یک لحظه بخواب آئینه بازشدم | ،، | طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

بود آیک جنبش ابروئے تیغ قاتلم | ،، | میتوان از سایه شمشیر کردن بسملم

ز معنیهائے بیغش سیرتوان ساختن دل را | ،، | بود گر صد پری در شیشه باشد همچنان خالی

انبساط اینجهان هر چند کمتر سیر حاصل است
بطفلان عید بروز جمعه آید بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تہے خوش خلق و نیک صورت تہے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تہے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تہے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تہا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹہی سے ہوتی تہی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بہی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تہا - اُسکو سیدالملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنواکر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تہے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تہا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بہی یگانہ ہوا - اور شعرگوئی مین بہی بے نظیر تہا قصائد غرا موزون کرتا تہا مضامین دلچسپ معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندہتا تہا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تہا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تہے - آپ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زندہ تہے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹہہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدائگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی که گر نماید حکم حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانهٔ معدلتش چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب که جهان مامن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی گرچه ز لفین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا تا جهان جهانبان باشد

وله
گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطرهٔ بنوشد خضر هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله
ندیدم از کسی این جور و کین را خدایا رحم ده آن نازنین را

وله
نیا اگر دوست داری خدا را بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله
تا یکی خورم بیجا روز و شب غم دنیا مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم پر سرشک قطرهٔ خونین همشب بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود دیده‌ام تا بسحر برمه و پروین امشب

وله
گرفتم که آن ماه گاهی برآید کجا کام دل از نگاهی برآید

وله
شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید باز درین تن افسردهٔ جان آید

وله
خدارا ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن بیان احوال زارم به آن سرخیل خوبان کن
ای زدهٔ آتش بدل آفت جان کیستی نخل غم من آمدی سرو روان کیستی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه‌ات بکین کرده بقصد من کمین سخت کمان کیستی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو بندۂ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور - محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص - محمد صفدر خان نام - غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جدّ اعلیٰ ہین۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گلِ رعنا کے مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہوکے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہوکے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اوّلاً دریا کے کنارے کوکن مین پہنچے۔ پہر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملّا احمد ناعطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تہا دیکہا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کرکے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمّی محمد باقر دوسرا محمد حیدر - دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بہی وہان کے

علما و فضلا سے پائی - دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے - عادلشاہ نے محمد باقر کو میرسامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا - دونون بہائی خدمات مفوضہ کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے - شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین - ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی - دوسری ملا یحیی مخاطب مخلص خان سے منسوب - پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتھہ کردی - شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میرسامانی و بخشی گری پر مامور رہے - آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی - بنا برعلیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بہیجی - اور اسمین ملازمت کی درخواست کی - بادشاہ نے آپکی درخواست منظور کی - اور دونون کو فرمان طلب بہیجا - دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے مشرف ہوئے - بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دارالخلافہ شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا - اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز - مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا - دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تہے - امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ نیاز مندی رکہتے تہے - پس شیخ محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین - بادشاہ نے از روئے عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی دکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ
پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی
ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے
زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدۂ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے
مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال و برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر رہے۔ آمدنی جو کچھہ ہوتی تہی اُسمین گذرا وقات کرتے تہے۔ آخر
شیخ محمد باقر نے ۱۱۲۸ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تہے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف
والتصنیف تہے وزیر اعظم امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے۔
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتہہ لکہے ہین۔ آپ کتاب کے
دیباچہ مین لکہتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے
روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے ناموز فرمایا۔ انتہی کلامہ۔
آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب و بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تہے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ
جنریہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے۔ آخر آپ ۱۱۴۵ سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو ۱۱۳۰ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تہے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تہے۔ والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی - پھر نادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے - اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز - اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب و ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے - اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب و خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے - بعد ازان دیوانی دکن
پر مقرر ہوئے - آپکے فرزند نواب غیور جنگ اشجع الدولہ صاحب جمہ کی ولادت چہارم
جمادی الاخری ۱۱۴۵ھ ہجری مین واقع ہوئی - نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے - مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سیصدی منصب پانصدی
ششصد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے - آخر منصب چار ہزاری و خطاب
غیور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے - گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی - اس مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون
(سنہ ۱۱ ہجری)
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جمہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلم و مروت
مین معروف تھے شعرگوئی و شعرفہمی مین ممتاز تھے - کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے - آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا - مضامین دلنشین و معانی شیرین سے ملا ہوا
جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا - علم دوست و ہنر پرور تھے - علما و شعرا کے ساتھ
ہمدردی فرماتے تھے - حالت غمی خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے - شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے - بیجا تکلفانہ نہین ہوتی تھی - آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے - آخر آپنے ۱۲۰۵ھ ہجری مین بہ قلعہ پانگل اس دار ناپایدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون- آپکے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک وقار جنگ محمد نقی خان خانسامان ۔
دوم اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ وناظم ورنگ آباد
سوم امیر الامرا امیر الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام والا داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جد مختار الملک مدار المہام اول کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرۂ امرا و وزرائے دکن مین آپکے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہین عنقریب مین مطبوع ہوکے ناظرین شائقین کے ملاحظہ مین گذرے گا۔

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت و گذشت — بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت — کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت

وله

جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود — چشم تا بر ہم زدم و یدم قیامتہا گذشت

وله

در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است — خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شوو لبم — از قسمت است انچہ بیاران رسیدہ است
از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر — ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد — ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است
صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم — شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
ہر چند بسفلہ ساختن درد بی سر است — مغموم مشو زمانہ ہم در گذر است
تسکین دلم نما یداین حرف غیور — آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمد نگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعر گوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعرا بارھوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من شعارہ الھندی

ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہوجائے	اگر گل تجہہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہوجائے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعر گوئی مین بھی چست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام ولب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارھوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسبت حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا - فقیر مولف بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین ملا - من اشعارہ الھندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو سفر پھر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفا

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی تخلص فخری

فخرالدین تخلص ۔ میر فخرالدین نام ۔ آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد ۔ جنکا تکیہ اورنگ آباد مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے ۔ صاحب مردم دیدہ نے لکھا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے ۔ اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے ۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے صوفی روشندل و عامل تھے ۔ اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تھی ۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تھے ۔ خوش گفتار و خوش کردار ۔ زندہ دل خندہ جبین ۔ پاکیزہ مشرب پاکیزہ دین تھے ۔ آغاز جوانی مین سپاہ پیشہ تھے ۔ فن سپاہگری مین استاد تھے ۔ ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے ۔ فن بنوٹ مین خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن مین رہے ۔ آپ آصفجاہی زمانہ مین اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے تھے ۔ انکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے ۔ پس شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر ۔ اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دیا اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کر دی ۔ آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے ۔ عبدالحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکھتا ہے کہ مین سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین آیا ۔ شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا ۔ اسوقت اورنگ آباد مین اکثر علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے ۔ مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ مشائخ مین عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخرالدین ترمذی کو پایا ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و راسماء الٰہی کے زبردست عامل تھے میں نے آپ سے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور میں حسب ہدایت سامی پڑہونگا انشاء اللہ تعالیٰ شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اور تک آباد میں آپکی ذات بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت میں مستفید ہوتے ہیں انتہیٰ کلامہ۔

آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ حسن خلق میں مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج میں تواضع و خاکساری۔ اور تحمل و بردباری کی وہ شان تھی کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ میں تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر میں مابہ الامتیاز نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و عشق کی دریا میں غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ نور علی نور تھا۔ زبان پر انا الحق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔ تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

توکل مین ثابت قدم وراسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ شاعری کی مذاق و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا اور دلمین جوش و خروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورہ اہل زبان بلاغت و فصاحت مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مردم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۶۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ و ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً ۱۱۹۰ھ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی میر الدین صاحب ترمذی و مولوی امین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد بھی

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری
کی خدمت پر مقرر ہین۔ پدر و پسر خیرخواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین
ہمدردی ہین ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی ہین پرجوش
و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔
خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھہ
ہین۔ کبھی ادہر و قدم کبھی ادہر و ہاتہہ ہین۔ زندہ دل و تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش
ہین۔ مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین ہین۔ اس زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق
و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے
پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ اُن کے بہی باقیات الصالحات
ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم
دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب
کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

ہستم گر عاشق روئے تو حیرانم چیرا | ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چیرا
گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری | چون سپند از آتش تو رقصانم چیرا
گر نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریز نیست | ہمچو چشم مست و مدہوش و غلطانم چیرا
فخر دین گر طرۂ گیسوئی جانان وانشد | بوئی عطر فتنہ می یابد دل از جانم چیرا

وله
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب | ز فیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب

وله
سراپا درد شو ابدال اگر خواہی دوا است | بہ می خانہ ز خود بگذر کہ خوش دار الشفا است

شرار آسا پی نظاره چشم معرفت بگشا — نثار یک تجلی شو غرض از جلوه ها اینست
سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو — زبانی هر نفس در پی انشا ها اینست
گهی سوی حرم پوئی گه اندر دیده می جوئی — تو خاطر محو کن خود را ره قرب خدا اینست

وله

چو نسیم یک نفس رنگ و بوی گل شو مائل — طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست
دلم خون گشت و از چشم ترم غلطید بر دامن — شهید عشق را شاید که دشت کربلا اینست
اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن — طپیدنهای عمری جان به بند مبتلا اینست
دلا گر فخر دین خواهی بهر تاری ز گیسویش — دو صد زنار بر دوش تسلیم و رضا اینست

وله

تا دل به حقیقت آشنا شد — بیخود شد و از خودی جدا شد
بیخویش او حیرت افزود — آئینهٔ حسن صاف حق نما شد

وله

عارض نگار حسن بنمود — چون زلف سیاه گره کشا شد
گل گشت و فغان ز بلبلان خواست — مل گشت و در خم و شیشه ها شد
ساقی شد و انجمن بیاراست — مستان و هزار ماجرا شد
چون یار ز رخ نقاب برداشت — مستیم مپرس تا چها شد
هرسو که عنان کشید رفتیم — رقصان رقصان که مدعا شد
ای یار چه جای وعظ پند است — خاموش که هرچه شد بجا شد

وله

عمریست چو آئینه صفا معراجیم — وز یار خدنگ غمزه را آماجیم
کو هست ز ما شهودش اما بوجود — چندانکه خدا غنی ست ما محتاجیم

وله

نقطهٔ مشکین خال عارضش چون مردمک — در نگاه دیده و دل بین سویدا کرده ام
باوجود صد جراحت من از آن کان نمک — ساده لوحی بین تمنای ولا سا کرده ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے
نیست گنجائش مرا کے می شود جای کسے

میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم
خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرای کسے

من اشعارہ الہندی

یار ہر شان عیان تہا مجہے معلوم نہ تہا
بے نشان عین نشان تہا مجہے معلوم نہ تہا

لکہہ کے مصحف ہر چند ہے آیات کبیر
ناز کشاف بیان تہا مجہے معلوم نہ تہا

محو دین ہمہ سون تہا جسکے بدل سرگردان
اس تعین مین نہان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ولہ

جب سے ن تجہہ کا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون
ہر نفس ہے شعلہ زن تجہہ شوق کی تاثیر سون

ابر مین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن
آسمان مین دود ہے مجہہ آہ کے توفیر سون

برگ گل پر ہے سحر شبنم نہین اے گلعذار
آسمان ہے زار میرے نالۂ شبگیر سون

یک بیک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی
پائے بندی نہین ہے تجہہ زلف کی زنجیر سون

جیب جان صد چاک ہے تجہہ شوق مین اے گلبدن
کیا چلے اب ہیچ حسن گریبان گیر سون

ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو
جان جاتا ہے مرا یک آن کی تاخیر سون

آرزو بندی لکہنے مین قلم ہے سینہ چاک
شوق کا طومار میرا بسکہ ہے تحریر سون

محو دین اب یار پر قربان کر تون ننگ و نام
عشق نے فارغ کیا تجہہ عقل کی تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص ـ میر شمس الدین نام ـ عباسی النسب ـ دہلوی المولد ہے مہر آمد ارباب کمال تہا ـ عالم فاضل ادیب کامل تہا ـ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول ـ ماہر فروع و اصول ـ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دلی مین گرم رہا ـ

بعد ازان لکھنو مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیر افگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بہیجا تہا دیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ~

وارد این شہر در ذی الحجہ شد   شاعر و دانشور روشن ضمیر

سال تاریخ قدوم او شفیق   گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تہے اور آزاد وہی جاتے تہے باہم خوب جلسہ رہتا تہا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تہے اور داد دیتے تہے اور فرماتے تہے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔ بعد ازان ۲ محرم سنہ ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہو کے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے مکہ سے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہو کے عازم ہند ہوئے۔ رستہ مین کشتی دریا مین غرق ہو گئی آپکی عمر کا بہی پیمانہ لبریز ہوا یہہ سانحہ آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ~

رفت از عالم سخنور شیرین ادائے   خواہید بخاک شاعر رنگین ادائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعاره الفارسی

بہ بزم بادہ مرا گفت خواہمت روزی — بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است بر آب

وله

غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت

وله

از قامت آن سرو قامت گذشت — ورین نشأہ بر ما قیامت گذشت

وله

از ہستی من دود بر آورد بیکدم — آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد

وله

زاہدان را ز بانگ نے چہ اثر — سیر این کوچہ را کجا کردند

وله

ہر لحظہ چون عصا کشش کور از روئے دل — دست مرا گرفتہ بکوئے دیگر برد

وله

بیک تغافلت از سینہ دود آہ بر آید — کرا ہست زہرہ کہ از عہدۂ نگاہ بر آید

وله

نیست حرف عشق در دفترہا و مجنون منحصر — رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانے می شود

وله

آبی نزد بر آتش ما ہیچ ہمدمے — در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم

وله

جائے رحم است بہ بلبل اگرم دست دہد — از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله

خوبان بما فقیران عیب جنون نگیرید — دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله

بشست غبار خود را از کوئے یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله

رو بدنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ است — از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون

وله

نظر در ابر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد — ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ

وله

ز کوئے یار دور افتادہ ام اے نالہ آوازی — ندارد ذرہ ہنگام وصل و اے شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہست خود بینی — جز آہ ہم نیست ہمدم دیرینی

واقع است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیرازدہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب وعالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین و مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت ساز رہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار رہا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین ۱۰۱۶ھ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات ہین - اور صاحب دیوان تہا - من اشعارہ

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنئی دم الستت برسد

این جام نہادہ اند بر طاق بلند		یا بر سر خویش نہ کہ دست ت برسد
در آئینہ خال پشت چشم ار بینی	دلہ	یک چشم ہوشی و بد بگر بینی
کورست بنید ہر آنکہ بیند ز قفا		این ست شال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص۔ رضا طلب خان نام۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے۔ قلعداری فوجداری رائچور پر متقرر ہوئے۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار وہوشیار۔ نجیب و شریف صحیح النسب والحسب۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بیباک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجایا ہوا۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا۔ خوش فکر و سخن سنج تہے۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے۔ آپکی وفات ۱۱۷۹ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ رائچور مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت	ابروش نشان داد کہ این بیت دگر ہم
جائے کہ نہ بینی نہ تمیز ست انصاف	زنہار ز قامت نکنی بلکہ گذر ہم

فقیر میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص۔ میر ہاشم نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ بستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوئے کیونکہ شاعری کی دہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس وفقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چندہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پربھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ وسلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہمکو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہ**

اُٹھا ہے جوشش حسرت عجب خون شہیدان سے
وہ قاتل شوخ شاید وان حنائی رنگت گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب وسیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دل وبامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب ہجوئین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب اُسکی بہتر کی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے مین اشعارہ الفاظ رسمی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس ** گر بسنجند ز کونین فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل ** گر ز درونم نفس آلودہ بخون می آید
وله
سر را آتش سودائے سر زلف تو سوخت ** نافۂ مشک توان بیز ز خاکستر او
وله
ہمرا ہوئے غیر و من ز غیرت ** بخون دیدۂ تازا نوشتہ
وله
وہم کشتن نکشتم آہ ازان می ترسم ** کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت ** یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ
ز سنگین رفتن تا بوتم از کوئیتو بترسم ** کہ یا بد مدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین حیدر آباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست و محبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و ناز و مشعر ہے پاک صاف ہے آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعاره البندی

جانسن جان جہان تہا مجہے معلوم نہ تہا	مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا
عشق یون فیض رسان تہا مجہے معلوم نہ تہا	حیف عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل
شوخ دل بر دکمان تہا مجہے معلوم نہ تہا	سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک تیرے

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم لبیب فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے میر رضا اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از انجملہ یہہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب — کہ فیض ہم نظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدر آباد دکن مین آیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی حیدر آباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۰۰ھ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعاره الفارسی۔

ستاره می شکنند آفتاب می سازند	مغان کہ دانہ انگور آب می سازند
سالہا شد کہ ہوا داران این آہیم ما	در ہوائے بادہ گلرنگ بیتابیم ما

ازرہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمیزدم — کے میدہد فریب صدائے جرس مرا

گرزیر سپہر ہم عجب نیست کہ دریا — در زیر حباب ست فزون تر ز حباب ست

ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری — کہ ہمہ ز دلم شیشہ ہمہ سنگ ست

بے رخت از رنگ غنچہ و گل چون گیاہ افتادہ است — بوستان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است

ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی شود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی شعر فہمی شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ نیابت دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال برقرار رہا۔ آصفجاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی با کمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلرعنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوئی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوئی۔ مین اکثر ان کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب
اکثر آپکے مطالعہ مین رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا
مطلع یہہ تھا ؎

بت اگر بت گر نماید بیزبان حاصل ز سنگ — من بتے دارم کہ او ہردم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اُسی دن
ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذوکا بلگرامی نے بھی
اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذوکا ہر ایک کی غزل میں سے اشعار
لکھے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می شناسند عاشقان آخر مرا از دل ز سنگ — برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ

حرف شوقی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن — یک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ

ناقصان از سنگی دوران باصلاح آورند — آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ

سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار — سنگدل را ہم دل مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذوکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم — می نہد بار گران بر سینہ بسمل ز سنگ

در عدالت خانہ حکام سرکار جنون — وای میرانے کہ وزنا وبشد کامل ز سنگ

می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب فضل — ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ

کارفرما [illegible] کہ باشد بی زبان ہیچ است — سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تھا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

وملکۂ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت مرد مہذب یارباش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

ستعد خان امیر دانشمند		نیر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم		ہائے از فوت ستعد زمن

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہہ ہے۔ ۱۱۸۱ھ

اے موتراش دست تو باشد بریدنی		اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم فضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ سنہ ۱۱۷۹ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سر و خرامان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تاکہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند	از لب لعل کسی نکتہ بگوشم کردند
دست دردامان یار بار زمین واریم ما	چین پیشانی بروئے آستین واریم ما

ذکر محمد باقر کانپوری

ذکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہین آپکا مولد کانپور ہے نوبرس کی عمر مین والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن مین آئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی بوتراب صاحب جعفری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی وفارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری مین جناب سید جلال الدین اشک لکہنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی۔ طبیعت مین جوش وخروش قدرتی تہا میدان شاعری مین خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسرن مین ممتاز ہوگئے آپکی عمر فی الحال تقریبا پچاس سے زیادہ ہوگی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ وتذکرۂ شہدا فارسی وروضۂ رضوان۔ ودیوان کامل وغیرہ ہین من اشعارہ الہندی

آہین کرتے کرتے ہجر یار مین ہم مرگئے	ولہ	نہی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہوگیا
سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا		آج مریض کے جامے مین جلاد آیا
کبہی گلزار مین گلچین کبہی صیاد آیا		ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مرگیا دیکہہ کر اُسکو مین شب فرقت مین		ملک الموت کے برقع مین پریزاد آیا
جان پر کہیل کے بیٹہا جو شب فرقت مین		کبہی سمجہانیکو مجنون کبہی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تہا اقرار دید کا
کچہہ حضرت کلیم نہ سمجہے کلام دوست

فیاض - محمد فیاض الدین خان حیدر آبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدر آباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو ونما بھی اسی زمین کی آب وہوا مین ہوا - نشو ونما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بھی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بھی سند یافتہ تھے - کتب درسیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تھی - اور چستی و چالاکی بھی طبیعت کا جزو اعظم - ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تھی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تھے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق دستیاب ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیہ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹھائین - اور آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے - فارسی مین مختصر رسائل لکھے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی - دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ مین - آپ خاندانی شریف و معزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تہے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت و امانت مین بے مثل ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تہے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۸۶ھ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر فروکش تہا۔ اُسوقت آپکو دیکہا تہا۔ پہر جب مین ۱۳۰۸ھ ہجری مین بسیاحت ہند سے شہر حیدرآباد مین آیا۔ آپکو دیکہا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بہی فرق نہین تہا۔ مگر اُسوقت شباب کا عالم تہا۔ اب زمانہ شیب تہا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکہا کبہی اپنی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تہے آخر آپ ۱۳۲۸ھ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ مشرف خنگ خطاب سے سرفراز ہوئے تہے

من اشعارہ الہندی

ہے جب آنسوون کے ساتہہ لخت دل ہوا تاب
کلیجے سیکڑون کہائے مین پہر ہے غم اسیہی
ہمارے داستان پر کان وہ رکہتا نہین شاید
نکل آتا ہے جب تذکور انکی سرمہری کا
زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پہر اُسکی

غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
نہ بہرتی اُسکی نیت ہے نہ اُسکا پیٹ بہرتا ہے
کوئی در پردہ اُس گل پیرہن کے کان بہرتا ہے
تو بیمار محبت ایک ٹہنڈی سانس بہرتا ہے
ٹہکانا بکی نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص۔ لالہ خوشحال چند نام۔ قوم کایستہ سری باستت۔ ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت انسان طینت تھا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور اُنکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے سنہ ۱۲۷۴ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے۔ جہاں کہیں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اُسکو صلح کے پانی سے بجھاتے تھے۔ **من کلامہ**

در دلم جز مهر مهرویان نمیگیرد قرار
هر کجا گل چهرگان دارند ترتیب چمن

قالبم گوئی ز خاک کوی اینان یخته‌اند
نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند

فرح۔ فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ **من اشعارہ**

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی۔ شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحبدل تھے۔ جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت وارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نواب صاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھہ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے ہمدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نواب صاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بہبو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد ہین فارسی کلام بھی صاف و شیرین ہے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما — گنج باد آورد شد این آہ ما
اندکی گر قد کشد خواہید دید — آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و بر گرد سر گردیدنش — شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

ولہ

آنچنان دل یگانہ یار است — کہ دل از نفاق دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد — ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان		اینچه کم حسن وانچه بسیارست
درنگاه تو شیشه است و پری		درنگاهم همه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم		این چه کفرست واین چه زنارست
صبح محشر بخواب نوشین است		ورسحر هرکه چشم بیدارست
همچو من عشق بازو تو معشوق		این چه آئینه واین چه دیدارست
تا خط ندمیده ست بو حسن و ادا هیچ	وله	اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بیجلوهٔ رخسار تو ای جان گلستان		گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید برویت نگشاید		سجاده و تسبیح و مصلی و ردا هیچ
یار میرفت و گریه می کردم	وله	چشم ورویم تمام آنسو بود
بکثرت گرچه رودارم ولیکن وحدت آئینم	وله	زوسعت مشربیها بردعای جمله آئینم
تحیر مشربیها آنقدر دارد سبکروحم		که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت		نگاهش حاصل دنیا ادا سرمایهٔ دینم
دعای اهل عصیان درگرو دارد اجابتها		چه باشد گر بآه عاصیان تضمینم
بزاهد همسری دارم برهمن را نیاز آرم		مسلمان کردهٔ عشقم نه با آنم نه با اینم
خداوندا بمن هم شور محشر درمیان باشد		غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم
بیا فصلی تماشا کن بهار بیدلیها را		چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایهام زبان هندی

نگه سون اپنے عرق کون دور نکر		حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بهوان دیکهه کر کهاہین یون		دو گهڑی رات دنمین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین	وله	مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے
جبتلک تہی جنس گہر مین بیچ کہاتا تہا فقیر	وله	اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر بیچون خدا
طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا	وله	کہا تجہہ پر پہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل		چاہ تیہری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص۔ المعروف بملا رازی۔ آپکا اصلی وطن ری ہے۔ علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا۔ ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا۔ سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا۔ خوش اخلاق و اشفاق تہا۔ شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا۔ شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین۔ اور بہت سے صلے پائے۔ بمصداق۔ قرار بر کف آزادگان نگیرد مال۔ جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا۔ ذخیرہ نہین کرتا تہا۔ آخر ایران سے احمد نگر مین آیا۔ شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی۔ تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہوگیا۔ بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا۔ پہر وہان سے حیدر آباد گولکنڈہ آیا۔ یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا۔ کئی ہزار ہون لیکر احمد نگر گیا۔ پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی۔

من اشعارہ الفارسی

رخصت گل گل نشد از می ترک سیر باغ و بستان کن	بگیر آئینہ در دست و تماشائی گلستان کن
نمی گویم دلم را خون مکن یا جان نگاہ از غم	دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد دلت آن کن
ازان نرگس کہ بالای گل غلطید از مستی	ببین ہر سر کہ ہشیار است و را مست و غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسباً فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۰۰ہ ہجری مین بسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلاً فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو ظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوۃ کے پابند ۱۲۴۵ہ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجہ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تھا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳ ہجری کے بعد تیرہوین صدی مین واقع ہوا۔ سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چه بود آرزو مرا		وهم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا
عجب نبود پسر گر قبله روے پدر گردد	وله	که دارد روشن یوسف پیر کنعان نور بینی را
باشد ز فیض بوسه شکر دہان ما		شان عسل شکسته شان بیان ما
در عشق او چو دانه افشانده بر زمین	وله	باشد امید سود فریب زیان ما
ظهور حسن کجا حاجت نقاب کجا	وله	عنان برق کجا و کف سحاب کجا
ہر حبابش گره عنبر سارا بندد	وله	گر فتد پرتو آن زلف گره گیر در آب
چشم پر خون مرا روز سیه پیش آمد	وله	لعل تو تا ز مسی رنگ سیه پوشی ریخت
مگر ندامت پروانه سوختن دارد	وله	که شمع میگزد شعله بار بار انگشت
بعهده جلوه حسنت خط شعاع از رشک		زند بدیده خورشید نوربار انگشت
چون فقیر یکه کند سلسله را دستاویز	وله	شانه گردید بآن زلف مسلسل محتاج
دیدۀ اہل دول بین چه قدر تاریک است		که بود در شب مهتاب به مشعل محتاج
مالداران جهان سرمست غفلت گشته اند	وله	نقش بنیا رو درم اینجا طلسم خواب شد
بهر نظارۀ خاک شهیدان کشیده سر	وله	این گرد نیست کز ره آنجور شد بلند
ز خاکستر نشانها بر تن سپند دستے دیدم	وله	ہجوم قمریان بر سرو موزونست پنداری
ز خود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم	وله	اگر چون خار و خس بردم سوے آن شعله خود دستے
سبوے ہر چه بخشد دستیاری ناشنا ور را		ز پیران الغریق بحر محتاج بجو دستے

بہر چشمک زدن دو زرد و دل صد چاک عاشق را درین میخانہ نام فاروق ست قلقل نغمہ	بود تا ز نگاہش را چو سوزن در رفو دستے چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق ۔ مولوی سید خیرالدین

فائق تخلص ۔ سید خیرالدین نام ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ ۱۱۸۵ھ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے ۔ محمد خیرالدین فائق کے نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے ۔ آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام ارکیر میں جناب مولانا امیرالدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی ۔ پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا ۔ مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ۔ اور کلام موزون کر کے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے ۔ چند روز کی مداومت میں اُستادی کے مرتبہ کو پہنچے ۔ اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے ۔ آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے ۔ آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی ۔ آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے ۔ اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے ۔ اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی ۔ اور آپ اُستادی کے درجہ کو پہنچے ۔ آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے ۔ اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے ۔ آخر آپ ۱۲۳۰ھ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے ۔ مہاراجہ چندولال مدارالمہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے ۱۲۴۲ھ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را		برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا	وله	یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد	وله	کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را
در گلو رشتۂ زنار فگندیم ز اشک	وله	رام با این نشد از راہب بیگانۂ ما
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم	وله	سبلے بموسم باران شود نہان مہتاب
نشاء خوش میدہد در موسم پیری شراب	وله	خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار	وله	گرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی	وله	دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست	وله	ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشناست
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم	وله	وا رہم ز زبان در دہن خویشتن انگشت
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد	وله	چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گردباد	وله	ہر کہ در رقصت ہلاک و در دامان میشود
سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق	وله	آفتاب از نظر رفت و شفق باقی ماند
مظہر رحمت حق جرم سیہ کارانست	وله	سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبهٔ حسن تو اینست که از بال نگاه	وله	طائر مرغ دلم سوئے تو دارد پرواز
هستیم با فنا هم آغوش است	وله	رمز این نکته بر شرار نویس
کجا فائق نوا نه سیر باغ از ناتوانیها	وله	که موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش
زور عشق او یارب کتابے در بغل دارم	وله	که آه من بود چون بسم الله عنوانش
داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے	وله	شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ
تماشائے زر افشان چهرهٔ او کرده ایم	وله	پنجهٔ مژگان ما از اشک شد اختر بکف
زخم من چون ماه نو دارد جبین بالیدگی	وله	خورده ام از بیداد ابروے کسے شمشیر شوق
ماجرائے بردل زارم گذشت از آب اشک	وله	مشت خاکے بود آنهم رفت در سیلاب اشک
بسان آبله در هر قدم بکوچه یار	وله	نهاده چشم بره زار زار گریه کنم
در دست خویش دار دل داغدار من	وله	این مهرنامه تست نیاید بکار من
داشتم در دل تمنائے که از خود بگذرم	وله	بیعتے کردم بحمد الله با دست سبو
طبع نازک سخن سخت کجا بردارد	وله	حکم شمشیر کند چین خط پیشانی
کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر	وله	بهم آورده مژگان من شد دست افسری

فرحت - محمد صبغة الله

فرحت تخلص - محمد صبغة الله نام - آپ محمد جعفر قوم ناعطا کے فرزند ہیں - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳ ہجری مین بسرزمین مدراس ہوئی - نشو و نما بھی یہان کی آب و ہوا مین ہوا - سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کین - ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا - شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا - اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی واقف سے لیتا تہا - محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا - چراغ ہدایت و مصطلحات وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا - اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا - اور اہل زبان کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا - معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا - والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا - اور نواب کے ملازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا - آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسا سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل بر تن مرا		ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا
آب و تاب روشندلان از سنگ پیدا می کنند	وله	گشت از آئینۂ فرحت این سخن روشن مرا
گر نیست ضعف مانع هم آن عارض تابان	وله	در دست چرا شمع گرفته است عصا را
از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام	وله	از زبان موج کرد اقرار استادی مرا
آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من	وله	لشکر کشید شب پے شبخون آفتاب
کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست		زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب
چه بیت حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب	وله	میکشان را میدہد چون لذت دیگر کباب
شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش	وله	شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب
تا بہ یکف چو رشتۂ شمع ز دست رفت	وله	رنگ رخ پریدہ کسے را نشکار نیست
قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت	وله	میزند آن شمع رو انگشتم استغنا عبث

تنگ شد داغ دل لالہ ز مرہم منت	وله	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگہ مہر او شاد بود جان صبح	وله	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد	وله	خنجر ز خار برتن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	وله	میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان	وله	فرصت نیافتم بگفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم	وله	نشیند بر دلم گردی کہ بنخیزد ز دامانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان	وله	آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است	وله	برندگی است ہر آئینہ کار عالم تیغ
بے تو رسد رنج ز دیدار گل	وله	سیل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر	وله	وادیدم ربط دیدہ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو	وله	نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بخون غلطم ز حسرت دیگرے پائے تو گر بوسد	وله	شوم قربان بدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص - اشرف علیخان نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہین - کبہی کبہی فارسی مین بہی کلام موزون فرماتے ہین انتہی کلامہ گل عجائب کے مولف نے لکہا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہین - اہل مناصب کے زمرہ مین منصب مناسب سے سرفراز تہے - شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تہے ۱۱۹۵ھ ہجری تک زندہ تہے - وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہین ہوا -

من اشعاره الفارسی

فصل گل می رود چه چاره کنم
کو گریبان که پاره پاره کنم

قاصدا یا چه دیده می آئی
ولہ
که گریبان دریده می آئی

دست را کے دراز کردم من
که تو دامن کشیده می آئی

زتیغش نیم بسمل ماند می بدل
ولہ
تو شاید اضطرابے کرده باشی

چون نظر می کنم بخندهٔ خویش
ولہ
گریہ بے اختیار می آید

اے ہم نقصان زما مرنجید
ولہ
مہمان دور روزہ شمائیم

گر نہ نالم چون کنم ای آشنائی دیگران
ولہ
مهر تست برائے جان ما مهر تست برائے دیگران

اے فلک بیش تو منظور اگر انصاف است
ولہ
دادہ انچہ بہر ونیز بفرما دیده

فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب مشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا بھی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسروں سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف مزہ پاتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار تر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلام آپ صیغہ منصب مین ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت ز ضعف طاقت از خود کے رسم ناگہ رجولانش		دل مبادا اختلاط آتش و دیرینہ سوخت مگر گرم ہمان ساعت بگرد دور وا آتش
گرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم	ولہ	ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہیدانش
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا	ولہ	بر عرش می نہم علوی دماغ ما
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند	ولہ	غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کہلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین	ہر اک رہے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین
کیا رہا ایداع دوانے دشت مین جانیکا لطف	لیگیا مجنون اپنے ساتھہ ویرانے کا لطف
نرم سے شعلہ صفت گرچہ زرہ پوش اٹھے	دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے
یہان تاک مجھ سے ہے دریا کو ربط قلبی	دمبدم نالہ مرے دلسے ہم آغوش اٹھے
دور مین اس ساقی کیفی کے می نوش نہین ہم	مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوش نہین ہم
یہہ سبکروحی تجھے معلوم ہے باد صبا	خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بر دوش نہین ہم
باغ مین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے	دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشہ نہین ہم
تجہ بنگ کے دہاک سے پانی ہو جو نہین پیتے	اے ستمگر جالے ہین اب وہ پوشو نہین ہم
اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین	دانۂ اشک مرا جون گل مرجان پہولے
تاک ورے از لف کے لٹ جان فتوت کہو لو	کیا سجا ہوئے جو یہہ شام غریبان پہولے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد
و منشا دارالامان بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی وعربی والد ماجد اور دیگر علماسے
تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل وشاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی
عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد
دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف ونذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ
وتحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا -
عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - پہر لچھمی نراین شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت
نظم مین سوالات لکھکے بہیجے - ملانے بہی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق
باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد
مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس
ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تہین
عالم شباب کا آغاز تہا آپکو تکمیل علوم ومحاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا
آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما وفضلا کی صحبت
مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد ورستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے
برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتہہ
حسن سلوک کیا - جو مفلس ونادار تہے مال وزر سے ان کی اعانت کی سیر وسیاحت وکسب
کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آ کے ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتدبہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا فی زمانناً اسکا مدرسہ وکتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ وکتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قلمیہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے ملا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلد مین ہے۔ تقریباً چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم ومحسن کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین وتعریف کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمۂ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین چند اشعار جارج نامہ سے گذارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

چو بلگر سوئے پونہ شد رہگرا	وله	کہ در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سیندیہ	وله	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
بہونا بیادر دو فوج وسپاہ	وله	باہنگ پیکار باکینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	وله	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ وساز وسامان جنگ	وله	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	وله	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار وزان سو یکے	وله	نکردند آزرم ہم اندکے

به پیش اندر از پیل بسته رده — وله — پیاده پس پیل صف بر زده

به پشت پیاده سواران گین — وله — بجسته ز سم سواران زمین

جهان گر شد از بانگ و آوائے کوس — وله — ز گرد سواران هوا آبنوس

بتاریکئے گرد تیغ یلان — وله — درخشنده چون برق بر آسمان

نم خون بماهی ز دشت نبرد — وله — فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض - میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد امجد مولوی
رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلّی سے
حیدر آباد دکن مین آئے - حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر مقرر ہوئے -
آپ درس و تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے - آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان
کا تولد حیدر آباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم و تربیت پائی - آپکی والد ماجد بھی معزز
منصب پر ممتاز تھے - اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا - اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین
بلدۂ ایلچپور برار مین مع عیال و اطفال گئے - وہان آٹھہ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی - ہم برار کو مبارکباد
دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا - جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کر دیا
فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے - حضرت فیض میرے برادر و ہم وطن تھے - مجھے
اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا - فقیر مولف
نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و کیا فقیر جم غفیر کو زندہ کیا - اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشو ونما یہین کی آب ہوا
مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل ادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت وجولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی
شعلہ زن تہی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی
طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تہی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے
تہے کہ اُسوقت کے بڑے بڑے اُستاد ذہی استعداد دیکہکر حیران ہوتے تہے۔ اور کہتے تہے
کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کہلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تہا۔ آئندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تہا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکہنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑہنے لگی ہر ایک یہی کہتا تہا
ع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور رؤسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے
ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقرر تہا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بہی ہوا تہا اور آپکے فرزند بہی مناصب
مناسب پر ممتاز تہے۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگفتہ مضامین سے تختۂ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگارنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازک خیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سر مو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلامذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرا یا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوے مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت + اور لکھا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بہیجے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولوی صاحب کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علامہ مصطفی متخلص بسخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ ونعمت کا لفظ بعض مقام مین تائے مدورہ اور بعض مقام مین بتائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمت اللہ ورحمت اللہ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپنے اسوقت
فرمایا چونکہ رحمت ونعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منّان ومنعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت ورحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدورکے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہین۔ اسلئے مع اضافت
تاء دراز و بغیر اضافت تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام ۔ مرد با خدا بود راجہ چندو لعل
١٢٦٢
تاریخ بنائے مسجد عبدالشکور . . . . . . ہست بیت المقدس این مسجد
١٢٦٥
تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر . . . . . . شد باوقار اقبالمند
١٢٨٣
تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصرالدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی
١٢٤٣

آپ خوش اخلاق وخوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت وپسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
وسخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج وزندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھہ بچے تھے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپسے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تہا۔ اُسی پر امرا و غربا آتے تہے اور بیٹہتے تہے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقر او کملاکے خواہان تہے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تہے کہ ابہی شیر کی شکل مین جلوہ دکہاتا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین جلوہ فرمائے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود وجود تست ؎ یہہ بزرگ بہی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تہے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تہی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوئے تہے آخر آپ ۱۲۸۳ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکہی۔ دیوان مطبوعہ مین موجود ہین ہم چند ماوے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع احیدرآباد سے بس گیا فیض ۔ جناب فیض واصل حق ۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پا پا میان ۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق وفائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ ومنسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض وقافیہ مفید الاحکام حلت وحرمت۔ خزانۃ الامثال دراصطلاحات لغات اردو۔ جدول نصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی واردو دکن مین دائر وسائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جا بیش سجادہ نقاہ و بہ میخانہ جائے ما		تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم		اینست در شریعت ما اتقائے ما
ناوک عشق از کمان دیگر است	وله	مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست		یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو		سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا		بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تھا دین مرا ہوگیا	بت ہی نصیبون سے خدا ہوگیا
کیسی دوا مجکو مسیحانے دی	درد محبت کا سوا ہوگیا
موت کدہر آتی ہے دیوانی ہے	فیض تو پہلے ہی فنا ہوگیا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا	وله	مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کر انصاف		ادہر سے مین نکل آیا اُدہر سے تو آیا
اٹھائین حبیب کی لاکھون ہی ہچیان مین نے		مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا
نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین	وله	جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا دبت کا مگر فیض اُن سے		خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا۔ شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا۔ فارسی عربی مین مستعد طالب علم تہا۔ شعرگوئی کا فریفتہ تہا۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین زندہ تہا تقریباً سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین فوت ہوا [illegible]

دست درداماں یار نازنین داریم ما		چین پیشانی بروئے آستین داریم ما
دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد	وله	حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سر و چراغان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
تا زگلزار عدم خندہ فروشم کردند	وله	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند
دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند		از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص۔ آقا میرزا قاسم علی نام۔ رشتی الاصل والنسل ہین۔ جامع العلوم والفنون تہے۔ [illegible] انشاپردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق میں استاد و ثانی میر عماد تھے
آپ اکثر اوقات درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد میں اکثر امرا زادے آپکے
حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک مدار المہام اول کو بھی آپسے تلمذ تہا۔ آپ خوش اخلاق
و صوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب میں ملازم تھے۔ شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہیں ہے۔ آپکے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہیں ہوا تہا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول ۱۳۰۲ ہجری مین دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن سنتر آبادی کے دائرہ میں
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپکے قدم بقدم
ہین۔ شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی مین دستگاہ و خوشنویسی مین بھی میراث
ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ
آصفیہ مین ملازم ہین۔ من اشعار صاحب ترجمہ

دردا کہ علاج م ز مسیحا نشدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفنا رسیم	چون اشک کرا قفا واگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم خاندان
امام ہشتم سے ہین۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما
کے سر آمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰ ہجری مین ہوی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ مین فارغ ہوکے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد [illegible] کے

دار السلطنت اصفہان مین آیا دو سال تک آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک
رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان
مین رونق افزا ہوا۔ اُسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تھا۔ بادشاہ کی ملازمت مین
مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا
اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کردی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بنا کے
سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم
بن امیر الامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان
اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تھا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکھتا تھا۔ اور میرزا صاحب
بھی بادشاہ کی ہمزلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین سر نہین جھکاتا
تھا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تھا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو
معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین
موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا۔ جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن
و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب میرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد
سے ایک رباعی موزون کرکے بھیجی **ہو ہذہ**

ایام بکام دوستان را گشتہ — کار میرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود — کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پھر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن
کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین واقع ہوا
کلمات الشعرا مین سرخوش لکھتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف وا نا مردن افسوس ناوان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکہے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف	ولہ	ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست		معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تہا۔ مستعدان زمانہ اس بات متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین آیا۔ فضیلت و وقت آفرینی و جارت طبع و خوردہ بینی مین ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار — من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن جب خانی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہین۔ سمجہہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذا من نوادر طبعہ

شرارم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم — در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد راه معصیت باشد پریشانی مرا — داشت عریانی نگه ز آلودهٔ دامانی مرا

شمیمه غنچه پریشان کند دماغ مرا — بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار را پیوسته در عقد از کشاد ناخن است — عقدهٔ همچو گهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم قفس بال و پر ماست — چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب جا حب هنران جوش تنک ظرفیهاست — آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد — شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شدار زواقت مار هنمون ما — استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض — گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش بسبر قع از دل بیتاب کم نشد — این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من — برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم در ته پا بود و لی همچو سپند — کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست — ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از بادهٔ خود پرورست — شیشه تا موج شکستن میزند بال و پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند — حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار رازدلها می شود — چون بجود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهرست — کار چون نیکو بود کار فرما می شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد — جادہ با لیدآنقدر بر خود کہ شد راہ شد
حیرتم بر قع کشائی شاہد مقصود گشت — عقدہ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون غمش در پردہ ناموسیا — پری در شیشہ رسوا سوختن چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم — کف خاکستری افشاند بر داماں فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کر کے سیر سیاحت کرتے ہوئے سندہ مین آئے - قصبہ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کر لی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کر لی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلیٰ خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فاعتقاد سے آمیزش و صحبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی دہری ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی ۔
خدا تعالیٰ نے کثرت اولاد عطا کی ۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے ۔ فیضی ۹۵۴ہجری
میں پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی ۔
عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا ۔ درجہ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے
مصائب میں مبتلا رہا جب ۹۷۰ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اسبات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک رحمۃ اللہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہئے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا ۔ پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابو الفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادھر اُدھر پوشیدہ ہوئے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتویٰ بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے کامل دینا چاہئے
چوطرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے ۔ آخر ۹۷۴ہجری میں فیضی دربار اکبری میں باریاب
ہوا ۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل میں لکھا ہے ۔ **من اشعارہ**

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بشارت سعادت نداکنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابو الفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت کیوجہ سے
صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے ۔ ان کنت شائقاً فارجع الیہ ۔
پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا ۔ فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج ۔ شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا ۔ افادہ عام کے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی سنہ ۹۹۰ ہجری
مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور سنہ ۹۹۳ ہجری مین
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی
کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور سنہ ۹۹۶ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔
اور سنہ ۹۹۷ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ
لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر — کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب سنہ ۹۹۹ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا تو حکام دکن مثلاً راجے علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمد نگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرما کے
بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا اُس نے سفارت کا
کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجے علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے
برہان پور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت و فرمان شاہی رکہا۔ راجے علیخان
پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی
ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجے علیخان نے فرمان کو
سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجا لایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجا لایا۔ پہر یہان سے
احمد نگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہہ کے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ راستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون
کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بہی حالات اور نقلین و حکایتین بہی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت
مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکہا کہ مین یہان دو شاعر
صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش محضر و نیک سیرت ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین
اور دونون کے قصائد و غزلین بہی بہیجین۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سفارت کے کام سے
فارغ ہوکے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام صلہ سے سرفراز
فرمایا ۱۰۰۳ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکہا جائے چنانچہ فیضی
نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کر دیا۔ اس مین چار ہزار شعر مین
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

این چار ہزار گوہر ناباب	کانگیختہ ام بہ آتشین آب

مرکز ادوار۔ وسلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین
ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ
نلدمن خوش خط لکہوا کے کتب خانہ مین رکہین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑہ کر سنایا کرے
موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکہی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہو چکا ہے۔
پہر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بہی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے
کتاب پر تقاریظ لکہے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی۔
ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے
حروف شمار کئے جائین تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور
رباعیان لکہین۔ حاسدین رشک سے کہتے تہے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے
ایسی تفسیر نہین لکہی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سرتاپا غیر منقوط ہے۔ صاحب دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرتاً راغب تہا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہین لی جو کچھ کہتا تہا زور طبیعت سے واقع ہوتا تہا اہل زبان کے ساتہہ آمیزش اختلاط رکہنے سے کلام مین اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی مین فاضل و ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار مین صنایع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی مین عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہین معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر سیل چال رکہتا تہا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بہی جاری رکہتا تہا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتہ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت ... در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح مین لکہہ بہیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا افکند بر نظم امور مر پرتو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوہ پیشنیان ختم ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زبان حتیٰ امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی	وگر من سنجیرم آستان او مجیر من
کیم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی	کہ در این خانقاہ من مرید و او ست پیر من
زمین ہند با قرب درش نعم النعیم دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تہا - آخر مین فیاضی اختیار کیا - چنانچہ کہتا ہے -

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے خوب کہا

منم فیضی کہ در میدان معنے	چو من چابک سوارے تیز تک نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز	بجائے مردم پاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار	کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری - اسمین لفظ سگ آیا ہے - وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی　　　چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ　　　کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا - اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبہی نہین کریگا - گل رعنا کے مولف نے

لکہا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکہا کہ
فیضی کے پیچہے چند کتے پہر رہے ہین۔ عرفی نے پوچہا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے
جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب مین کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ
سگ پرور و سگ پرست تہا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے
سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونون روایت مین معارضہ
ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونون قول باہم متعارض ہوئے تو ساقط ہوتے مین
ایک بہی اعتبار کے لائق نہین رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب
بہ نسبت اسماے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہو گی حاسدین نے اس قسم کی نقلین فیضی کی اہانت
و ذلت کے لئے بنا کے مشہور کئے ہون گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تہا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تہا
امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تہا۔ ہر ایک کے ساتہہ جہانتک ممکن ہوتا تہا ہمدردی و مساعدت
کرتا تہا۔ فیاض و سخی دل تہا غربا دوست مہمان نواز تہا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت
قدر کرتا تہا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تہا۔ عرب و عجم کے اہل کمال
جب ہند مین آتے تہے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تہے۔ مہمان کی خاطرداری مدارات مین
حسن سلوک کرتا تہا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ مین پیش کرکے عہدہاے جلیلہ پر مامور کراتا تہا
اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تہا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا
سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی
بہیجتا تہا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کرا دئے تہے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔
ملا عبدالقادر بدایونی فیضی و ابوالفضل کو بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور میں سفارش کر کے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک ایسا ہے فیضی نے سنہ ہجری میں احمد نگر سے بادشاہ کو ایک خط لکھا اُسمیں ملا صاحب کی بہت تعریف لکھی کہ اُن کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کر کے آخر میں عرض کرتا ہے کہ میں گویا حضور میں حاضر ہو کے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہوں اگر یہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔
دیکھو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہیں۔ واقع میں فیضی حکیمانہ خیال کا تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تھا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو مکار سمجھتا تھا نہ اُسے شیعہ سے کام تھا نہ سُنی سے بلکہ ملاؤں کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تھا۔ متعصب ملاؤں نے ابتدا میں اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تھا۔ جو یہ کہتے تھے اکبر تسلیم کرتا تھا بدعتی و رافضی کُشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جُرم میں قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت میں پہنچے تب دونوں نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر ہیں اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتے دونوں کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کُشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤں کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونوں کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمیں ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکہی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد　　مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید　　تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی مراض عا بد حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ ہند کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابوالفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجا لائی اکبر خدا کے سپرد کر کے واپس ہوا۔ ابوالفضل نے بیمار کی خدمت کیلئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۱۰ ماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانہ علم کو تغسیل

و تکفین کر کے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیہ اینچنین شود چشم تو بر ہلاک ما　　ازپس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما
در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان　　روح قدس ببین کہ شد واسطہ ہلاک ما
خال منما کشتہ آن نرگس مستانہ را　　ولہ　　کس نبیند از و بہ پیش مرغ بسمل دانہ را
آزاد دلان در خم امید نمانند　　ولہ　　مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را
گر بدانی قدر سے لذت یکتائی را　　ولہ　　بدو عالم ندہی گوشہ تنہائی را
ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے　　کہ سر گردہ قدم بادیہ پیمائی را
بروائے محتشم از مجلس رندان کاینجا　　ولہ　　سر خاقان شکنند کاسہ فغفور امشب
کدام ساقی بدمست گرم خونریز است　　ولہ　　کہ بوئے مے بد ماغم ز بوئے خون کم نیست
امشب وداع یار ز مرگم علامت است　　ولہ　　شام وداع نیست کہ صبح قیامت است
دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پروا است　　ولہ　　از کباب ہم خبرے گیر کہ آتش تیز است
دل خوبان شہر مائل نست　　ولہ　　سنگ آہن ربا مگر دل تست
خاک ہستی ہمہ بر باد فنا رفت ببین　　ولہ　　آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست
خاکبیزان رہ فقر بجائے نرسند　　ولہ　　گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند
وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود　　ولہ　　یکبار شد میسر و دیگر نمی شود
اے سنگ تراش دل ترا یاد کند　　ولہ　　وز سنگدلیہائے تو فریاد کند
رویت افروخت از عتاب امروز　　ولہ　　طرفہ گرم است آفتاب امروز
وقت است کز خرابہ دنیا برون رویم　　ولہ　　زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

بہر سو از قید دلہا در کمند عنبرین مویان | وله | کہ می بینم سلیمانہا بزیر پای پریان
شرط ست جان بیاد رخ یار باختن | وله | شطرنج نامہا نہ بدلدار باختن
خواہی من دیوانہ را شیرین شو و شور جنون | سنگ ستم تنہا بزن دشنام ہم چندے بدہ
تو اے پروانہ این گرمی ز شمع محفلے داری | چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری
شدی فیضی شہید یار شربت با دا گر نالی | بمحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ما نقش و رنگ بوئے | پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئی

فطرت ۔ میر ابو تراب

فطرت تخلص۔ میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے۔ صاحب استعداد ذکی الطبع تہا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا۔ مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۶۱ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی۔ اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ڈھونڈ کا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد | نواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد | اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بہی ہے۔ معنیً بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد | مرغ دلم از قفس شتاب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو مے گنجید | تا نیم نفس بر آوردم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے۔ اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

ق

قربی - سید شاہ ابو الحسن

قربی تخلص - سید ابو الحسن نام - آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہیں
آپکی ولادت ۱۱۱۱ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار
کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھ سال
ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلارہ و ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا -
محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور
محمد ساقی سے کتب صرف و نحو کی سند حاصل کی - کم مدت مین ذہنی استعداد و صاحب سواد
ہو گیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر
عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکہنے لگا - اور سخن سنجی مین بہی مہارت کاملہ حاصل کی
آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تہے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف
کی طرف تہا - جب کبہی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تہے تو حقائق و
معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتہہ اشعار مین درج کرتے تہے - آپنے اولاً
حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن
فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا
اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشغال مین مشغول ہوئے - پہر آپنے حضرت خواجہ
رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل
کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بہی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلباے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص راز انا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ سنہ ۸۲ ہجری میں واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکھتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذہ

بوالحسن آنکہ از نسیم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش نہان نماندہ نہفت
از پئے واردان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	روش بر روش شاد و خندان جفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگداز سبزہ کردی	از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
قربی چشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ ہر قافلہ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری ہیکر	آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے - گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین
آپکے جد اعلی خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین - خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے - کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکہکے وہان فروکش
ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے - پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا
اہل کشمیر آپ سے حسن عقیدت رکہتے تہے - امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکہتا تہا ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تہا - خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا - امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی - اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجہکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی - درخواست منظور ہوئی - خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا - مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتہہ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ مین شہید ہوئے - آپکی تعمیرات سے کابل کا پل و سرا مسجد ہے - عبد الغفور کے
فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے - اور وہان سے اورنگ آباد مین امیر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے - آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد جان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے - آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ۱۱۹۲ ہجری تک دیوانی پر مامور تہے

انتہی کلامہ ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے ۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے ۔ خوش فہم بہت خوب شعر تھے ۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احباب کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے ۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہ اش	وله	دُرِّ غلطان اشکبار من است
زیب آرہ چو ما غریبان شو و مشتاق گریہ ہر شب	ول	فلک را انجم زرہ نپوشند قمر زرہا لہ سپر نہ نہد
ماہ نو با کمال آرائش	وله	نعل شب رنگ خوش خرام تو باد
من ز شادی چو عید میدانم	وله	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری	”	کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

موشگافی خوب نین اے شانہ اس زلف کی	وله	بال سے باریک ہے یہ بات کاکل کی قسم
پیتا ہے بسکہ لہو ہر شب یہ بلبلوں کا	وله	دہوتی ہے شبنم آکر صبح ہوئے غنچہ
کوہکن کی مفت جان کٹی تیشہ سے	وله	ہات شیرین کے لگا تو بہی نہ تارو ہین
ساقی گیا ہے روٹھہ کے ہم سے ہزار حیف	وله	آئی ہے کیون تو دہوم سے اب کے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	وله	رکہتا ہے کس قفس مین یہہ صیاد دیکہنا
شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا
آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی	”	دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر	”	غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

پھر داغون کی ہوئی ہے دیکھ لے اے بیوفا تخت شاہی ہے رسن کا رو دا کے لئے	ولہ ولہ	عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین فرمان دل مینہ برسنے سے نہین سبز ہے ہر رنگ صحرا

قدرت - محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص محمد قدرت اللہ خان نام آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین - آپکا نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ نتائج الافکار مین لکھا کہ میرے بزرگان سلف جلاوطن ہندوستان مین آئے - ہند کے شہرون مین پھرتے پھرتے بلدہ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے - پھر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت غوریہ کے آخر عہد مین قصبہ گوپاموین پہنچے - قصبہ کو وطن بنا لیا - اور وہان کے شرفا ومعززین سے موافقت پیدا کی - آرام سے زندگی بسر کرنے لگے - اور حکام نے صاحب فضیلت وذی لیاقت دیکھکے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا - اور معاش کافی جاری کردی سلطنت تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی - ہمارے ہی خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپاموین قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی آپ نے زمانہ عقل وشعور مین تحصیل علوم وفنون کیطرف متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا "تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہونگا کسی سررشتہ مین نوکری نہین کرونگا - پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو وصرف تمام پڑہین - اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی وشیخ بدر عالم سے ختم کین - اور مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقادی حاصل کی - اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیرالدین سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا سلسلہ قادریہ مین اشغال واذکار کی

سنہ لی ۱۲۲۷ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی ۱۲۳۲ھ ہجری مین نواب رضوان مآب کی خدمت مین باریاب ہو کے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال امانت کے ساتھ کرتا رہا۔ پھر مشاعرہ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادات الہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھ لکھا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۸ ہجری مین مطبوع ہو چکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپ کی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا		وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا
فزود حسن چو از ساغر شراب ترا	وله	سزد ازین دل بریان من کباب ترا
بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے		اگرچہ منع کند عالم شباب ترا
گر بگورستان گذر افتد من رنجور را	وله	نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را
خدمت اہل صفا یم مشرق انوار کرد	وله	فیض شاگردی رساند آخر باستادی مرا
طفل بدخوئیکہ بستم رشتۂ الفت باو	وله	می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا
فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی	وله	آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را
بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت	وله	شد اشک ریز دیدۂ پرخون آفتاب
قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان		من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

وله
کارم شود تمام بیک ناله چون سپند — جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

وله
برتهی دستان نظر اهل همت را بود — سر فرو بردن بساغر نیست از مینا غرض

وله
دود حسرت ز دل خویش برآورد رقیب — من گرفتم چو از آن لب نی قلیان گستاخ

وله
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید — ببارم گوهر مقصد بکف در جیبم آب آید

وله
دل ستم زده در وصل یار می نالد — چو بلبل که بفصل بهار می نالد

وله
آتش سینه پر کینه هدف کرد آخر — نقد جانی که مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم برد سبق بر مجنون — زنده دیوانهٔ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس — از رم سرو خود آئینه کلف کرد آخر

وله
در یاد چشم مست تو اے نور دیده ها — از دیده خون ناب چو صهبا گریستم

وله
دل خسته و آه سرد دارم — یکجان و هزار درد دارم
پوشیده چسان کنم غم دل — چشم تر و رنگ زرد دارم

وله
در کنج قفس خوش بسیر گذرانم — در کار تو اگر این مشت پر من

وله
ساغر می شبانه باکه زدی — با رخ لاله رنگ آمده
بر نخیزی ز کوئے او قدرت — چقدر پا بسنگ آمده

وله
بر نمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق — کشتهٔ تیغ نگاه سرمه دار کیستی

وله
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی — آشفته و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من — آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس - محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص - محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر منفرد تہے - چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نائک مخبرین کے افسر تہے - اور آپکے خالو شبیر محمد خان ایما اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تہے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تہے - آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی و عربی پڑہکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا - اور شعر گوئی بہی شروع کی - کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی - چندمدت مین لائق ہوگئے - آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے - رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے - شاعر نازک خیال و خوش مقال ہے - خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا - صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پنشکار رکہا تہا - آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی - فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا - نہین تو اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ شائقین کرتا - آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تہا اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تہے - آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین جان بحق ہوئے -

من اشعارہ الھندی

کان کا ہلتا ہے وُرِ یون اُس بت مغرور کا
جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پر نور کا

جسطرح جہولے ہے گہوارہ مین بچہ حور کا
گود مین لیکر پری بیٹہی ہے بچہ حور کا

بسکہ مٹنے کرنیکو مین راہ فنا آمادہ ہون
کاغذ گل خوردہ ہون سیماب آتش زادہ ہون

برہین جو وہ سیمبر نہین ہے		اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر		کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا		اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتہہ رکہا		یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کر کے تہک گئے ہم		ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئے جہان سوز		جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا ز لفون کا ہے اگر قیس		ہمکو تو یہہ درد سر نہین ہے
کان مین کہدو کوئی شانے کے	ولہ	سانپ ہین یہ ارے سر ہانیکے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم		پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
مژہ تر ہین دیکہیو اے برق		خار و خس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے		یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ		صدقہ ہاتون کے اس نشانیکے
یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے	ولہ	حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت - غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص - غلام ابراہیم خان - نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ - سادات صحیح النسب سے ہین - آپکی ولادت دکن مین ہوی - پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی - سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین - خوش فہم و خوش فکر تہے - شعر گوئی کے میدان مین قدم کہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدا ئے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی کبھی فکر نہین کی۔ والد متوفی ۱۱۴۹ھ ہجری کے بعد قطع تعلق کرکے اودہہ فی مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرازادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر دُخت کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان ۱۱۸۷ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے خوش آندل کہ بدلدار سری پیدا کرد	صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
تا توزہ کردہ از ناز کمان ابرو	بسلم ستم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدلم ہمیشہ دم ساز ست	بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز ست
کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت	این دو صیاد آنقدر اندازہ بیک تیر گرفت
باین شوخی صبا گر قردہ فصل بہار آرد	گریبان چاک ساز و غنچہ تصویر در گلشن

قارہی۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قارہی تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب ہے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب میں وطن سے اورنگ آباد دوکن میں آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ میں شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں مثنوی شریف پڑھی۔ مزاج میں صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت میں شکر ریز۔ آخر آپنے ۱۱۶۷ھ ہجری میں عالم فانی سے رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مِنْ اَشعارِہ الفارسی

کسے کند چو نظر تو بہار چشم ترا
کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

سیاہ مستی عاشق دگر دوبالا شد
چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

چو عندلیب نواز است نغمۂ ہستی
کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بیگن پلی کے جاگیر داروں میں سے تھے آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ میں کارنمایاں کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شہر یف میں فارسی عربی و ہندی میں عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعر گوئی میں یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلیں طرحی و غیر طرحی لکھیں اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے مدح میں کہے اور حضور میں پیش کئے۔ شہر میں آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بہی آپکو تعرف سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر نامور و فیض گستر تھے۔ آخر ۱۲۳۷ ہجری میں عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعاره الهندی

نہیں معلوم لگی کسکی جگر میں شمشیر	ولہ	آج پہر لال ہے قاتل کی کمر میں شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگاں ہی کو خاصیت تیر		ہے خم گوشہ ابرو بہی اثر میں شمشیر
خلق کی سمت سے بہاگے ہے دل وحشت دوست		جادۂ شیر ہے آہو کی نظر میں شمشیر
یہ نہیں ہے مہ نو قتل عزیزاں کے لئے		چرخ دوں پیشہ نے باندہی ہے کمر میں شمشیر
کیوں نہو اس چشم نازک کو گراں بار نظر		کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
اس حیا پیشہ کا مفتوں ہے دل نادان میرا		دیکہنا آئینہ کا ہے جسکو بہی عار نظر
شب جو نقشہ چشم میں اس شعلہ رو کا پہر گیا		اب تلک جیوں موئے آتش دیدہ ہے تار نظر

لگادی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین	ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بھرا اس چشم مین کس شوخ کا تھا شوق نظارہ	کہ جیون سیماب تڑپے ہے مژہ اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تھا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تھا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تھا - بہادری و دلاوری مین تیز قدم و راسخ دم تھا - غنیم کے مقابلہ مین کبھی پس پا نہین ہوتا تھا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کر دیتا تھا - فن بنوٹ مین استاد تھا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تھا اکبر بادشاہ کا معاصر تھا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تھا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تھا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتھہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تھا - موزون الطبع تھا کبھی کبھی شعر کی فکر کرتا تھا - آخر سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنان دل نگیرد	دلم گوئی بلا منزل نگیرد
دو انم اشک را ہر دم بکوشش	مردم زغم رخ نکو یست

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تھے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تھے - آپکو شعر گوئی کا شوق تھا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تھے جو کچھہ موزون فرماتے تھے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اس درجہ تھی کہ اہل زبان دیکھکے تعجب کرتے تھے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپکا حافظہ تو غضب تھا اساتذۂ سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تھے۔ اکثر مراثی و مثنویات بھی نوک زبان تھیں۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تھی کہ ہرکس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تھے۔ غرور و تکبر سے منزلوں دور رہتے تھے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تھے آپ جب کبھی کسیکے گھر آنکلتے تھے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکھتا تھا۔ رخصت کرنا نہیں چاہتا تھا آپ شہر میں عزیز ولہا تھے۔ آخر آپ اسی شہر میں ۱۲۲۵ہجری میں عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الہندی

بزمیں جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہیں	وہ کیا نہیں کہ ہم ہیہ جانا کہ ہم نہیں

کامل۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ میں علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہیں مستعد طالب علم تھے۔ شاعری کا عشق تھا اس فن میں کامل تھے۔ خوش دل و خوش فکر تھے۔ عین عالم شباب میں ۱۱۸۰ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون درباغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب در چراغان روغن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص۔ میر کلان نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور مین شعر گوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر تمال فرخ آبادی کی خدمت مین اصلاح لیتا تہا خوش فکر و خوش مذاق تہا اکثر کلام ریختہ مین موزون کرتا تہا خوب کہتا تہا۔ جوان صالح وبا اخلاق تہا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا۔ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ مین ملازم تہا آخر ۱۱۹۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تہی تمہاری ہم سے	ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے
ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان پر اے سجن	کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد یا جد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ منصب مناسب سے سرفراز ہوئے۔ مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تہے۔ مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تہی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تہا موزون الطبع وخوش فکر تہا۔ شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تہا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ ۱۱۸۰ھ ہجری تک زندہ رہا آخر ۱۱۸۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ مجہے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الھندی

نہو لیجو کبہی ساقی بہہ عالم بیحجابی کا	چو گانا منہہ پیالے کا گلے پڑنا گلابی کا
ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا	کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا
مجہے اسباب پر کمتر تعجب سخت آتا ہے	مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا
یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا	چہنا لینا پیالے کا پٹک دینا گلابی کا
گلابی پاؤن پڑتی تہی ہر ایک دم جا کی جہک جہک	تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدر آباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدر آباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اُسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدر آباد مین متوطن ہوگیا ۱۰۳۳ سنہ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر موزون کرتا تہا - جو کچہہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے من اشعارہ

ہر چہ ہمرنگ معشوق بود معشوق است	نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت
با کائنات کردم ازان دوستی کہ یار	در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبد الرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

وستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت رکھتے تھے۔ آپکو شعرگوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی من کلامہ

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما
چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک بر سر ما

ولہ
ز خضر عمر فزون ست عشق بازان را
اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

ولہ
نہ نرگس ست عیان بر سر مزارم را
سپید شد برہت چشم انتظار مرا

ولہ
گرفتہ زخم دلم در دہن خدنگ ترا
بلذتی کہ مکد طفل شیرخوار انگشت

ولہ
نہ عینک است کہ بر دیدہ دارم ز پیری
برای خط جوانان دو چشم من چارست

ولہ
گاہے بگوش زندہ دلان نغمہ رسان
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

ولہ
اشک من طالب آن نرگس جادو باشد
ہمچو طفلی کہ دوان در پے آہو باشد

ولہ
چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم
در گوشۂ خرد بہ از انست مسکنم

ولہ
بناز کشت جہانے بت ستمگر من
ہنوز بر سر نازست ناز پرور من

چون سایہ ہم بہر سو روان شوی
باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی

ز زنجیری کہ عشق انداخت در پای من قمری
قفا آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا میں شیراز گیا۔ اور وہاں کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ میں ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھہ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار میں رسائی نہیں ہوی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ ہجری میں وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ~

طالب نہ ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد
	۱۰۲۸

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن ولمیں ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ~

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کرو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پرفشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن میں پہنچ کے دو ڈہائی سال سے زیادہ نہیں ٹھیرا۔ پہر ہندوستان میں آیا۔ اولاً دکن میں آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جارہا تہا کہ راہ میں جاسوسی کے شبہ میں گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرگ میں قید کیا گیا۔ قید خانہ میں عادلشاہ کی مدح میں ایک قصیدہ لکہا معلوم نہیں اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ میں گذرا یا نہیں؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ میں نہیں گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالامال ہوجاتا۔ اور شاہجہان کے دربار میں پہنچنے کی

تمنا کرتا - آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو کے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا - اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا - اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بھی کیا - قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل مین ھو ھذا

فلک قدر امی پرسی کہ گردون ۔۔ چرا آزرد ما را بے محابا

چرا آزرد بیمار غمی را ۔۔ کہ می آمد بدرگاہ مسیحا

بعزم سیر بیجاپور گشتم ۔۔ رہے با اخترے چون شب و بیجا

بچنگ راہداران فتادیم ۔۔ چہ گویم تا چہا کردند بر ما

ہمہ اندر تجسس ہوشگافان ۔۔ ہمہ در کنج کاوے ذہن دانا

یکے گوید کہ دزد انند باشند ۔۔ بزندان چند گہ زنجیر فرسا

دگر گوید کہ جاسوس فلانند ۔۔ کہ از تفتیش ما گشتند بینا

یکے می گوید اینان را بکاوید ۔۔ کہ شاید نامہ گردد ہویدا

ز بس تفتیش از ہم می کشودند ۔۔ اگر در بار ما بودے معما

کنون در چنگ ایشان مبتلائیم ۔۔ نمی دانیم چارہ جز خدا را

ز بہر پاس ہندوہائے با تیغ ۔۔ چو مو ایستادہ دائم بر سر ما

عجب دارم کہ با این منع جادہ ۔۔ چسان بے خواست آمدنا بہ اینجا

اشارت کن کہ چون اقبال گردیم ۔۔ بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا - میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا - میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا - کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجہتا تہا - میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے - ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا سنہ ۴۴ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن اگرہ مین اسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکہکے پیش کیا - قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال
فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپئے کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپئے وزن مین ہوئے یہ سب روپئے اسکو دئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ خطا لیا کی ملک الشعرائی نہین دیکہی اور جہان سے چلے گئے - کلیم حاسدین کے رشک و حسد کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا - سیر چشم و سخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کردیتا تہا - اپنے پاس لیانہ ذخیرہ نہین کرتا تہا - ایک وقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے ایما فرمائے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا - کہ کیا جواب دینا چاہیئے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکہہ کے حضور مین پیش کیا - اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - ہو ہذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است
شاہا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا - اور کلیم کو اشرفیون مین

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین -

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کر کے پیش کی - صلہ و انعام وافر پایا - اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہو کے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہو کے گہوڑے کو دانتون مین دبا لیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا - اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے - اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا - شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہہ کے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پیار کیا - اور اُسکو اشرفیون مین تلوایا - اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل مین

بہا نی گوش ای رباب ہوش	یکے قصہ دارم بہن دار گوش
حدیثے سراسر بیان وقوع	بگویم تبوا از زبان وقوع
ز مردم من این نقل نشنیدہ ام	من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
دو ید از قضا آن دو فیل مہیب	یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب
بمردی ز چابک سر موش شد	ز راہ چنین سیل یک سو نشد
یکے نیزہ برق سان تافتہ	نظر از رگ غیرتش باختہ
ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش	کہ جست از قفا برق رخشانیش
دران کوہ پیکر نہان شد سنان	دگربارہ در رفت آہن بہ کان

زخرطوم انداختہ پیچان کمند
فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند

گرفت اسپ شہزادہ بر روئے سوار
ز بیم آب شد زہرہ روزگار

چو در اسپ سامان جولان ندید
چو شہبازے از خانہ زین پرید

ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد
روان دست جرأت بشمشیر برد

علم کردہ شمشیر بر روئے دوید
گران سوئے فیل تنش رسید

درین سن اگر بودے افراسیاب
ہمی گشت از دیدن فیل آب

در آغاز و انجام آن گیر و دار
ہمی دید شاہنشہ کامگار

ازان شیر دل چون بدید آن جگر
بفرقش بیفشاند گنج و گہر

نظر کردہ شاہ آفاق شد
بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی میں جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ھو ھذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایہ اوست
رفعت حرفے ز رتبہ پایہ اوست
باغیست کہ ہر ستون سرش سرویست
کاسائش خاص و عام در سایہ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی میں ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف میں ایک رباعی لکہی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا ھو ھذا

بر فیل سفید رست کہ مینا و گزند
شد بخت بلند ہر کہ بر او دیدہ فکند
چون شاہجہان بر و بر آمد گوئی
خورشید شد از سفیدہ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیرلے نے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار ہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون
مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے ۔ شادیانے
بجوانیکا حکم صادر ہوا ۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین ۔ کلیم صاحب ترجمہ نے
بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی ۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا

ھو ھذا

این مژدہ فتح از پئے ہم پیدا بود — این کیف دوبالا چہ نشاافزا بود
از کشتن دریا سپہر ابہم رفت — گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات و تہنیت کی تاریخین لکہی ہین
چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی **ھو ھذا**

ملک بادشاہ ملک معنی — کہ نامش سکۂ نقد سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی — کہ عہد ملکش از تتہ تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام — بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا ۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی
و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا ۔ واقعہ کا ایسا
خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گا بنجاتا تہا ۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور
و متداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین ۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت
رکہتا تہا ۔ کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا ۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے
اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف و مزہ
حاصل ہوتا ہے ۔ غزلیات مین تغزل و تشبیہ و استعارہ و نازک خیالی و ایجاد تازہ معانی
کثرت سے لاتا ہے ۔ مبالغہ و تمثیل سے بہی کام لیتا ہے ۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کر کے گزارش کرتا ہے تا کہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ مثنیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکھی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہون تا کہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجھے افسوس سبات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ اب تذکرۂ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے مین لکھتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت	که گوئی برج آبی زآسمان رفت
بخشکی شد چنان ایام مجبور	کز اهل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند	که نقش پای هم را می ربودند
حدیث گوشت بی نام و نشان بود	دهان گر گوشتی دیدی زبان بود
چو شکل نان جو قرص ماه پیداست	ز تاثیر نظر بر آسمان کاست
نظرها قرص مه را کرد تاراج	بنان شب فلک هم گشت محتاج
اگر از خانه برخاستی دود	بسان کعبه در شهرت نشان بود
عجب بنود از تنگی حال	که ما در شیر بفروشد باطفال
بنوعی رغبت بر مردن فزون بود	که در بازار طبیبان بد شکون بود
زبس هر کوچه فرش از مرده افتاد	نشان از کوچه تابوت میداد
فغان اندر دهان نوحه گر بود	که در کوی خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تھا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص کہتا تھا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہندسے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور دلمین سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سوچ سمجھہ کے بیگم کے پاس بھیجا ؎

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست — بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا { یخ بست و شکست }

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تھا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجھکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھکے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے ع طور معنی بود روشن از کلیم ٭ کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادر طبعہ

عرفی دیگر بود در گوشهٔ صحرا مرا — میگذارد هر کجا خاری است سر در پا مرا
مرگ را دشمن نیم از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودهٔ دنیا مرا

وله
دست هر کس بسان سبحه بوسیدن خطاست — هیچکس نگشود آخر عقدهٔ کار مرا

نشاء از باده ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زده بوده گل ساغر ما

وله
عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریده دامن در خون کشیده را

وله
هر کرا ایام پیش آورد زودش بر نشاند — این پشیمانی ز آمد و جزر دریا روشن است

وله
اشک را در چشم از لخت جگر نتوان شناخت — طفل خود سر بود رنگ همنشینان برگرفت

وله
حسن اگر بے پرده باشد عشق از دیوانه نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانه نیست

وله
دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار که عیب وفا نداشت

وله
در خم زلف تو دلها چه بهم ساخته اند — چون نشانند بپائے همه یک زنجیر است

وله
اے مست ناز گر همه باید بخاک ریخت — یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت

وله
اے گلبن تازه خار جور رست — اوّل در پائے باغبان برفت

وله
کس واقف حیرانی من نیست درین بزم — کانجا که توئی دیده بغیرے نگران نیست

وله
تو بیزبانی ما را حریف حرف نه — بداد ما برسی شوخ تا زبانی هست

وله چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر / امان نداد که گل خنده را تمام کند

وله مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم / ما را که برنداشت چسان بر زمین زند

وله هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد / اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد

آخر همه کدورت گلچین و باغبان / گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد

وله هواداران گروه دیگرند و عاشقان دیگر / نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد

ز رشک طالع تردامنان داغم درین گلشن / که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد

وله چه خواری کز وفاداری ندیدم / کنم صد شکر کز عالم برافتاد

کلیم از دست بیداد که نالم / بکشت من گذار لشکر افتاد

وله کینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما / خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود

وله اگر جدا ز تو می را حلال میدانم / خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

وله در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید / خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد

وله ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم / هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد

وله باین دو دیده ز حسنت چه میتوان دید / هزار دیده نداریم صد هزار افسوس

وله اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش / بچشم من نرسد توتیای خاک درش

وله بخانه چند نشینی سری به بستان کش / چو چشم خویش می باده در گلستان کش

وله خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست / گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

وله شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو / بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم

وله این همسفران پشت بمقصود روانند / شاید که بما نیم قدمی پیشتر افتیم

وله خودنمائی شیوه من نیست چون دیوار باغ / گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوه من عجز خاطر بردن است	وله	تازه سازد داغ مردم چون محرم بیستم
ای گوشه عزلت ز تو آب رخم افزود	وله	نشناسم اگر قدر ترا دربدرا فتم
قمری ریخته بالم به پناه کرد هم	وله	تا یکی سرکشی ای سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات	وله	براه عالم بالااست چشم حیرت من
مانیم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم	وله	سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط	وله	سروی که قد کشید ز بستان برآمده
خدا کار هر کس چنان ساخته	وله	که گویی بغیری نپرداخته
بناله ام دل صد مرغ می کشید اینجا	وله	مرا بروی چه از دام خود رها کردی
ز گوشش این نکته پیر مغان برون نخواهد شد	وله	که مستی خاکساری آورد پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفتار زبان طلب ما	وله	قفلی زده اندیشه خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم		در بر نکند خلعت مهتاب شب ما
آن زهر سرشتیم که در خمکده کام		می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر		از جبهه ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن انگاه باهنگ		بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
بتن بو یا کند گلهای تصویر نهالی را	وله	بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشه بوس و کنار او محالست این		مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری		چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز اندک شعوری مانده ام ای ساقی ز من مگذر		بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گہے ابر تر و گاہے ترشح گونہ گہ باران		بیا در چشم من بنگر ہوائے برشکالی را
جز حرف عشق نیست سر زبان ما	وله	چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما
از بار عشق گرچہ دوتا ہیم یکدلیم		از راستی دو خانہ ندارد کمان ما
پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت	وله	ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست		رو پس نکرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت
از دست برد حسن تو برشکر بہار		یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت
در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت		صد بار از کنار من این کاروان گذشت
طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی		یا ہمتی کہ از سر عالم توان گذشت
در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست		در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت
بدنامی حیات دو روزی نبود بیش		آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت
بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا		چشم از جہان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہین صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے - گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شورانگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بود ز داغ جنون زیب بہار مرا　　خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

ز جیب خندهٔ گل صبح سہر برون آورد
دل خراب مرا حرف غم کشد سوی می
بنای حیرت عشقم صفا سرشت من است
شدم نزار ز داغ فسردگی کا ظلم
سوی آئینه آن شیرین تکلم روا گر آرد
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن
دل خورم کجا و ر ناله و از حزین دارد
چه عیش از جلوه مهر جهان تاب برد ارم
دولت بیدار ما نیست آسیب زوال
می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار
شاهد معنی سربسته به نیرنگ آمد
اکنون نمید هد برخ ساده روی خوش

فرو گشود که بند قبای یار مرا
هوای ابر فزون میکند خمار مرا
باب آئینه کردند گل غبار مرا
زبهنه بستر و بالین بود شرار مرا
ولہ
چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی
برنگ غنچه هر کس را گره یکشت زر دارد
ولہ
شکستی شیشه تصویر که اندر کمین دارد
چو شبنم جمله تن در رنگ یک چشم تر دارم
بخت ما در سایهٔ بال هما خوابیده است
از نمکدان که یارب زخم دل خندیده است
لذت بوسه دهد مهر خموشی ما را
آئینه را نمود خطت تیره روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے - آپ میر ک معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے - عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے - خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت وکارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا - آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا - بہارستان سخن کے مولف نے

لکھا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش خلقی و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضۂ فالج مین مبتلا ہوکے ۱۲۴۰ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد
بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد

شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
یک صبحدم سیر گلستان گذشتہ

خود را بردم آن تیغ جوہردار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاش

چہ ستم بر تلح و جور ہمینا کردم
بار رفیقان ز خود رفتہ سفر بست نداد

چون ابر بسر کجا کہ رسیدم گریستم

ولہ

دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد
آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد

ہنگامۂ مستی بہار دگر افتاد
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند

برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشد

فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم

دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام. گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ بزرگان مدراس وا کابر قوم نواعط سے ہین - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تہے - آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکہہ کے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین ایک بیت ایسی تہی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تہی وہ بیت یہہ ہے

توان چون سر وگشتن کامیاب وضع آزادی ۔ دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تہے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا - پہر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے - مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری مین بے نظیر تہے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تہے - من اشعارہ الفائقہ

سر کشد تا رنگہ از ریشہ در گہای من	کرد نیرنگی جنبش جملہ تن بینا ترا
مکن زگوشہ دستار زلف را بیرون	زعطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا
با برریشہ دوانید سیل زاری ما	نسب بہ برق رسانید بیقراری ما
چہ ریزہا ئے زمرد زدیدہ می بارد	کہ شیشہ دلم آنشوخ سبزرنگ شکست
ز دستگیریت اے مد آہ خورسندم	کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشۂ هنگام عطا منت نهد بر جود	وله	ز خجلت شیشه آری پیش ساغر سرنگون آید
همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد	وله	کہ ناوک تو بدل الفت رسا دارد
چه طرفه رسم در اقلیم بے نیازی ماست		کہ شاه پرور درویش التجا دارد
بیتوان رفت بقربان کمانداری او	وله	تیر او شیوۂ دلجوئی ما میداند
بچاک سینۂ من لعل یار میخندد	وله	فغان کہ بر گل زخمم بہار میخندد
میان نابست آن شیرین دا درخواهش قتلم	وله	بذوق تیغ او چون نیشکر من هم کمر بندم
چرا زاهد کند منسوبم آزاده دامانی	وله	عجب تر ساقیم خورشید و دامان ترمی دارم
بهار آمد بگلشن بزم عشرت ناک میخواهم	وله	عروس نو ز عالی رو و مان ناک میخواهم
آوارۂ عروج و نزولم براه دوست		چون گرد باد سر بهوا سینه بر زمین

گل مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ۔ مولانا علی گل نام ۔ سادات استرآباد سے ہین نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ مین علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کین ۔ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے ۔ مدت تک ایران مین طلبہ کو درس تدریس دیتے رہے ۔ آپ شعر و شاعری مین بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت مین تلا ہوا ۔ آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ مین میر مومن استرآبادی کی خدمت مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی ۔ اور بادشاہی منصبدارون مین معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن مین مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

۳۳ سنہ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔ ہین اشعارہ الفارسی

اے شوخ ستم بر دل افگار بدست	آزار دل سوختۂ زار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص ۔ شیخ سعد اللہ نام۔ برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رضؓ سے پہنچتا ہے۔ آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا۔ اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی۔ نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے۔ زیارت و حج سے فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے۔ پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہوگئے۔ توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے۔ قدسی سیرت فرشتہ صورت۔ متدین صوم صلوٰۃ کے پابند۔ دلی مین حضرت شاہ گل تخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے۔

شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا۔ اور مین نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا۔ شاید میرزا نے دو تین مقامین مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو۔ انتہی نقلہ۔

آپ عالم فاضل و منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی مین اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی ڈیوڑھی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوئے مسند پر بیٹھے۔ آخر بغل کے بستہ کو بھی نکال کے تکیہ کے قریب رکھا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کھولکے اسکا شمر کھلا دیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ

شاعر پر گو تھا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکھہ بیس ہزار تھے۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تھے۔ کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ مین بھی آپ اچھے شاعر تھے۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے۔ آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۰ ہجری اور بعض نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین شہر دہلی مین فوت ہوئے۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپ کی رحلت کی تاریخ کہی ہے ؎ جائے گلشن بہ بہشت آمدی۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بنوسبہری مشہور تہی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نوسیر تہا عظمت وشان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی۔ خوش مقال و نازک خیال تہی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا۔ چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی۔ شعرائے معاصر کے ساتہہ ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را	شد عصائے آبنوسی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پرخون گریبان چاک و جان برلب	قضا را شرم می آید رسانا نیکہ من دارم

گہن ۔ میر بدرالدین

گہن تخلص ۔ میر بدرالدین نام آپ شاہ عبدالہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی المولد ہین ۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد ۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا ۔ ہندی فارسی مین شعر کہنے لگے ۔ شاہ سامی استاد سے کلام کی اصلاح لیتے تہے ۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لالی بے بہا ایجاد کرتے تہے ۔ دوہے اور کبت بہی موزون فرماتے تہے بہاکا زبان سے خوب واقف تہے ۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کے جی لینے پہ دل مت کہہ	کہ وہ خود عشق گل مین خون دل سے ہات دہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوئی جو گل مہندی	یہان اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکھکے سوتا ہے
گہن گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق سیتی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف ۔ مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص ۔ مرزا علیخان نام ۔ آپ استر آبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہندہین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشوونما بہی دلّی ہی مین ہوا ۔ عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر وفہامۂ عصر ہوئے ۔ شعروشاعری کا شوق ہوا فارسی وارد و مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے ۔ کلام شستہ رفتہ ہے ہر ایک مصرعہ وفقرہ برجستہ وشایستہ ہے آپ میرتقی میر کے شاگرد تہے ۔ آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تہی دماغ مین نازک خیالی موجزن تہی ۔ طبیعت رسا وفکر والا سے جو کچہہ موزون فرماتے تہے وہ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا ۔ آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پہر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے ۔ شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکہے اور حضور مین گذرانے ۔ حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا ۔ اعظم الامرا نے بہی آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا ۔ جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو انکو بہی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا ۔ میر عالم نے بہی آپکو مصاحبت مین رکہا ۔ آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے۔ سلیم الطبع وحلیم المزاج۔ ظریف و لطیف تھے۔ نداسنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تہا۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعراء ریختہ گو یونکا لکھا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آپ تو بات مین بگڑتے ہین — واہ کیا منہ سے پہول جہڑتے ہین
اوہیان تیغ ڈالے اور یک زخم — کب سے ہم ایڑیین رگڑتے ہین
طرفہ یہان دیکہے رسم صیادی — مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین
ہمنشین زخم دل کے کچہ ٹانکے — آج تو خود بخود ادہڑتے ہین
لطف تو اور آستان علی — جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیرپا اپنی یہ زلف پر شکن — ورنہ دل تجہی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تہا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا
ساقی لگادی خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کہینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے — کس منہ سے اسے بہیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی — ملک بتان مین دیکہی نئی خون بہا کی طرح
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار گر — قانع ہو استخوان پہ ہمائے ہما کی طرح
خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے — اپنے بغیر دیکہے ہے حالت تباہ ہے

لالہ ۔ سرونجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص ۔ سرونجی رائے نام ۔ قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت کہتا تہا ۔ موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا ۔ سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا ۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

لالہ کے داغ دلکی سیاہی کو جوش دے ۔ قہوہ پیو پیا کہ نینن مین خمار ہے
اگر ٹک ناز سے ابرو چڑہا چنین جبین کہینچے ۔ مہ نو جیون کمان گوشہ مین جاکر خط کتین کہینچے

لچہمی نراین شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے ۔ نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ؎ مہ نو تیغ مغرب سان دم اپنا واپسین کہینچے ۔

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص ۔ سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا مین سخن سنجی و شعرگوئی مین لائق و فائق تہا ۔ میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا ۔ آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا ۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی ۔ آپکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی ہو ہذہ

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش ۔ نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف ۔ میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ سید اسد اللہ ہمشیرزادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہیں - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہیں - آپ عربی فارسی میں ذی استعداد و طالب العلم تھے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچھ موزون فرماتے ہیں خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۲۱ ہجری کے آخر میں ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما
روشن چو لالہ از آتش خویش است داغ ما

از فیض عشق منت صہبا نمی کشیم
پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

ولہ
ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب
موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب

ولہ
بنود تاب جلوہ آئینہ را
دل زرین باب حیرتے دارد

ولہ
دردو ہجرت ز بس ضعیفم کرد
آہ صد جا نشستہ می آید

ولہ
دوش از ساغر نگاہ کسے
ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس

زیر بار گران سنگ جنون
آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس

ولہ
شگفتہ گرد چسان بگلشن
گل بہار افتخار نرگس

بجلوہ حسن خوش نگاہان
شکست خورد اعتبار نرگس

در محفلے کہ جلوہ نمائے گر شبے
پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع

در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد
رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ امرائے دہلی سے ہیں

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب تفاق اہل سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکھا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف ہے مثنوی نہایت ہی لطیف وپختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارہوین صدی کے آخرین زندہ تھے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپ کے رحلت کی تاریخ نہین لکھی۔ **من اشعارہ الفارسی**

صبح بہار وغنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار وخس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہ ہم علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پر میزد و از دور تماشا می کرد
سینہ چشمی کہ بسمل وار ہیر قصنم شمشیر ش	ہوا رسمر سہ دان سازد معلقہائے نخچیر ش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام احمد ناطق ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہرزادے ہین آپکی ولادت ۱۲۳۴ھ سنہ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف وحاجی زین العابدین سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر وشاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ مولوی اقدم و واقف ومحمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ وبرجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر ومدار الامرا بہادر ومولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان ومولوی معتمد الدولہ بہادر میر مجلس اطباسے سند لیاقت

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تھا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکھا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی من اشعار افکار وی

نہان از بدتے شاید سر شبخون من آرد	ولہ	کہ از رنگ حسنی ہیچ دگر باشد لیانت را
ہرگز ز دم سرد کسے کشتہ نگردد	ولہ	در پردہ بسوز ہیم چراغ دل ما را
شود کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا	ولہ	کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب	ولہ	می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
ساقی مرا ز پیر خرد کار و بار نیست	ولہ	جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست
لائق رفیض عشق بت سنگدل مرا		دیوانہ وار جانے خوش از کوہسار نیست
لائق حسن خدا داد تواسے حور سرشت	ولہ	دیدۂ خود ز تماشائے جہان فرسیت
سنبل آسا پریشان خود در بند است	ولہ	نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد	ولہ	زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد
زبانہ زد ہمہ یادم آتشین رخسار	ولہ	تنم شرار بریزد برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنجروز		زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب		چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین		ہمچو آن طفلے کہ در باز نیست با ہمسالہ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ سید مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا - ذی استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا - آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین **من اشعارہ الفارسی**

دلم از داغ بتانے ست گویا		گر یبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی ریختہ دونون زبان ہین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہے - **من اشعارہ الفارسی**

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما		بغیر بوئے نشد ارمی دگر حوالۂ ما
شوخی نرگس کہ یاد آمد		رم آہو است دل طپیدن ما
قطرہ اشکم فتاد اندر کنار آستین		رشتۂ گوہر [illegible] تار آستین
نیست مارا با بتان شل حنا دست یقین		[illegible] ہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این مکیدن لبہائے شوخ چیست
از جام لعل خویش مئے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد و المنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا
محتشم کاشی کا شاگرد ہے۔ سخن دان و سخن فہم تہا میان شاعری مین خوب جولانی
کرتا تہا۔ معاصرین شعر سے بڑہا ہوا تہا۔ ظریف الطبع لطیفہ گو و بذلہ سنج تہا۔ عشق پرست
و شیفتہ حسن تہا۔ ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تہا۔ بمقتضائے کشش قلبی
معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے
بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ
کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا
آخر سنہ ہجری کے شروع مین دار فانی سے ملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا
الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا
رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد
و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے
خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش رجند سے موصوف تہا مدت تک
حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا۔ اوجی نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد مین وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن مین بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا۔ خان اعظم کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تہا۔ آخر سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعاره

تواز سنجاف دارہی طوق و من از آہن اے قمری		ببین فرق تو ہیر حم ست یا سر من اے قمری
اے خواجہ تو از عقل بمجنون نرسی	رباعی	نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر		صد سال فرو روی بقارون نرسی
مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست	وله	کلید قفل دلم بره بیابانست
اے کہ ہمراہ موافق زجہان می طلبی		آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید
خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون		گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند
نام قاصد چون برآمد قالب من تہی		مرغ روح من جواب نامۂ دلدار بود
حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر		بغل کشاده در آغوش نیشتر نرود
آن خال عنبرین کہ نگارم بر و زده		دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زده
کسیکہ گلشن کوئے ترا وداع کند		اگر بنکہت گل برخورد صداع کند

معز۔ مرزا معزالدین اصفہانی

معز تخلص۔ مرزا معزالدین نام۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور مین خدمات جلیلہ و عہدہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آپکے والد ما جد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول مین

فرید دہر تہے اور فضائل وکمالات مین وحید عصر تہے۔ اور صاحب تالیف تہے
تہے چند رسائل معقولات مین لکہے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح
لکہی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چہہ برس کی تہی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے
بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی
سے علوم عقلی ونقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی تحصیل وتکمیل کے
بعد ابراہیم شاہ برادرزادہ نادرشاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر
ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض
ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر
سوار ہوکے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم تتہ
کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پہر وہان سے براہ خشکی بندر سورت
مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا۔ پہر چند روز
بسر کرکے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ
زندگی بسر کرتا تہا۔ شہید موصوف آپکی عنایت کرتے تہے ہمدردی ومساعدت سے پیش
آتے تہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر
فریفتہ تہا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے
بعد اورنگ آباد مین توکل واستغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ
سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہوا من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے
آرد بدیدہ من از کوئے او غبارے

در خیال تو چو از خواب گران برخیزم
ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم زقربت بعد کہ تا قطرہ از محیط یا راہ بکوئے وصل محبوبہ دہ یا این دل تا صبور از مرن بستانکی	ولہ رباعی	دوری نگرد و باز نیامد گہر نشد یا بیزاری زیست خو بہم دہ یا در غم ہجر صبر اہو بہم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انورالدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے - متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی و شعر گوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ و نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک وزراہ اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمرالدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا - علما کی تقریرین سن رہا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ مالا ینحل کو ضرور حل کریگا - اسبات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے مین متردد ہین بہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تو عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش خروش کے ساتہہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تہے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ مین یاد رہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہین چاہتا ہون لیکن بمصداق اطاعت اولو الامر واجب لازم ہے امیدوار ہون کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دین کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائین۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بہائی کے ہمراہ کرناٹک مین آیا۔ بہائی کے سایۂ عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بہیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکہے ہین۔ یادگار موجود ہین۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع — گر نہ سر رشتۂ خو نشستن عقد گہر پوشیم ما
گرد عکس رخ ہیچ کسے — نمکی در شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید — گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

برتنا بدروش جانم خلعت پیاپے زند ۔۔۔ تار پود کسوت عشقم ز موج مل کنید
برسر ہر تار مو تا نگہ دارم رسا ۔۔۔ مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنید
درہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام ۔۔۔ از برائے من عصا از رگ سنبل کنید

وله

بکام دل مزۂ آب زندگی دارد ۔۔۔ تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود
ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ ۔۔۔ اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود
از بوسۂ ذقنش گشت نکتۂ روشن ۔۔۔ بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود
کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہ رویان ۔۔۔ کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص - محمد علی حسین خان نام - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۱۹۶ھ ہجری مین واقع ہوئی - نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آوم سے پڑہین - زمانہ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر وغیرہا قاضی عبید اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا - آپکی طبیعت مین استعداد خداداد تہی - ایک دیوان تقریبًا چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے - اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا - اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا - جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی - نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا - آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے - اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا۔ پس ماجد نے اصلاح [illegible] کیا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ [illegible] — [illegible] جبت تا [illegible] دست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص [illegible] لآلی [illegible] تھا

باوجود خوردسالی نازک خیالی و خوش مقالی مین [illegible] نکتہ دان انوری کا [illegible] تھا

ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تھا۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تھا۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکھے۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک مثلہ پر اکتفا کرتا ہے۔ اِن کُنت شائقًا فارجع الیہ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا — کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس۔ آشیان مناسب ہے۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم — از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہیئے۔ اس لیئے آسمان و فلک دونون ایک ہین۔

اعتراضات ماجد بر کلام [illegible] اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب — خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب

اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے۔

مشو از نفس این نا توانی آرا مید آنجا — ایضًا کہ مینم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہئے ع کہ بینیم ایجہان خواہد شدن یکسر سیدا ینجا ۔

مرا چو رشتۂ بمکتوب می توان پیچید   زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہاد من   ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہاد من   ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیے ہین اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین ۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکہا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تہے اور اُس جادو خیال کے ہمطرح کلام موزون کرکے درجہ پختگی کو پہنچ رہے تہے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت نہ دی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا ۔ انتہی کلامہ ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تہا ۔ آخر مین ذوالفقار علی بیگ صفا تخلص ریختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بہی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھہ یاد کرتا تہا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تہے اور زبان سے فرماتے تہے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت انتہا کی عزیز القلوب تہا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تہی ۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

انسان سے کچہہ نہین کہہ سکتا تہا - آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہزادہ میلاپور متصل ہاتی کنشہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی

ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت - آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین - ان چارون مولفات مین کبہی تخلص ماجد و کبہی تخلص حسین لکہتا ہے - اور کبہی از روئے خود پسندی و خود بینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نسز د ہمسری من بمعاصر در شعر ... حرف با موسی و ہمسر خوش بیدل دارم

چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا ... ولہ ... کہ میدارد بمانت نہ چون من در سخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را ... اگر از جوہر آئینہ سازد خامہ مو را

ولہ

اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد ... کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را

ولہ

کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را ... کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا

ولہ

بے اختیار گریہ مستانہ می کنم ... در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما

ولہ

حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد ... نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را

ولہ

شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد ... پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را

ولہ

دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بمطلبہا ... کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا

ولہ

نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است ... دارد زمین صفت سر ما جوش نقش پا

ولہ

آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب ... قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب

ولہ

تا دیدہ است روئے تو ماہی لب آفتاب ... کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

ما جدا از کف هیچگه نگذاریم دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب
شاه جهان عاجزی و خاکساریم	وله	همچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	وله	که مستی و بکفت شیشهٔ دل افتاد دست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانهٔ آئینه نبود به چراغان محتاج
بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید	وله	از نجوم آبله در پای فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل گرد ز آتش خورشید
چه حرف میزند آن چشم سرمه گون یارب	وله	که هر که رفت به بزمش خموشی می آید
گره بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامه زیبا یش
جای اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نه بربسته ام هنوز	وله	یارب برنگ آئینه حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلهٔ جواله پروانهٔ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینه وا کرده چو گل سرخوش ناز آمده	وله	اے منت بنده چه خوش بنده نواز آمده
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد تاجد		از چه امروز بصد سوز و گداز آمده
پے تسلیم از خط شعاعی هر سحر تاجد	وله	گذار و بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانه می آئی	وله	کجا بودی شب ای مه از کدامی خانه می آئی
چون من از چشم نگارم نه فتادی بچه وجه	وله	آخر اے سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار ۔ محمد انور خان بهادر

مختار تخلص ۔ محمد انور خان بهادر نام ۔ سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے ۔ آپ

نواب والاجاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض وقافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکہتے تہے۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل بجری و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاہگری مین بہی ملکہ تامہ رکہتے تہے۔ سادات وفقرا کے ساتہہ حسن عقیدت وصادق سے پیش آتے تہے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع کمالات وحسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۱۸ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو تہرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار رہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را
جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را

ولہ

من نمیدانم چہ افسون خواندہ درگوش آب
بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما

ولہ

از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما
ہمغزہ ہیچو نے شدہ ہر استخوان ما

ولہ

بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است
جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

ولہ

رموز پیچ و تاب زلف ورا شانہ میداند
زبان نالہ زنجیر را دیوانہ میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبہا
بہار خاکساریہاے مارا دانہ میداند

نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم
از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم

ہہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی
نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز ـ غلام محی الدین

معجز تخلص ـ غلام محی الدین نام ـ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت ۱۱۷۳؁ ہجری مین ہوئی ـ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچکے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے ـ علمائے و مشاہیر علماسے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پھر وطن مالوف سے بدراس وارد ہوے انتظار سید شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے ـ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تھے عنایت کرم سے سرفراز فرمایا ـ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے ـ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوے استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا ـ معجز صاحب جمعہ آزاد مشرب تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے درس تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تھے ـ سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب طبع مناسب سے موصوف تھے ـ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے ـ سخن فہم تھے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تھے ـ آخر ۱۲۲۹؁ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے ـ

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بر تار نفس پیچیدم از عشقت
بجز آہی ز آثار وجودم کس ندید اینجا

وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن
کہ این جنس گران بی نقد جان نتوان خرید اینجا

ولہ
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی
مبادا شعلۂ حسنش دہد برباد آبش را

ولہ
گلشن بنجون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست
بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد هیچکهی
شور بیهوده مکن بلبل نالان که بود
از جگر چاکی عشاق تمامن بیخبر اند
دل رفت و داغ عشق تو در سینه ام گذاشت
زپا افتادگیهایم بچشم کم مبین هرگز

زلعل خویش که گلقند آفتابی بود
نرگس آن گل رعنا بشکر خواب هنوز
خبر چاک کتان از دل مهتاب مپرس
اینست در فراق تو ام یادگار دل
که وارد گردمن بردامن آن ماه پروستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی وعقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق وادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز ومکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حسادمیر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل وفہیم تہا تقوی وپرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت والحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادہ حج وزیارت روانہ ہوا - حج وزیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اُسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔ منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تہا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ میر بہی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تہا۔ چند روز کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو لعب مین مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے سفید و سیاہ کا مختار و مالک تہا۔ جو چاہتا تہا سو بے محابا کرتا تہا کسی کی روک ٹوک نہین تہی مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیزگار تہا۔ رئیس و رعایا کا خیرخواہ تہا امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے کامون کو انجام دیتا تہا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تہا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی مین پوری دلدہی کرتا تہا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تہے کسیکو کسی سے شکایت نہین تہی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس و ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تہا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس نہایت حقیر و ناچیز جانتا تہا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہ ہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بہی جوق جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بہیجتا تہا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کردئے تہے

سالانہ کل وظائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تھا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تھا
فریقین کے ساتھہ شیر وشکر تھا۔ کیا شیعہ کیا سنی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم
رکھتا تھا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تھے اُن کی بڑی تعظیم وتوقیر
کرتا تھا۔ علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بھی بڑی عزت و آبرو کرتا تھا۔ میر موصوف کے
زمانہ مین امن و امان تھا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تھا۔ یہہ میر کی خوبی تھی۔ میر موصوف
ہمدرد قوم تھا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اِس ملک مین وارد ہوتے تھے
شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تھے فروکش ہو جاتے تھے۔ بمصداق
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابھی کامیاب نہوے تھے کہ مسافر عدم ہوے۔ اُن بیچارے غربا
کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تھی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تھا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچھہ جھاڑی تھی اُسکو
کٹوایا۔ صاف ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکھہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہاز مین بھرواکر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کھدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلواکر اُس میدان محفوظ کو معمور
کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بھی بنواکے خالصاً لوجہ اللہ
الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بھی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین
آدہے شیعہ اور آدہے سنی تھے اب بھی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ
ہین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تھی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچھہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ انہین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی
ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تہے
کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تہے وہ بہی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے
اب بیچارے غسالون کی گذراوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتہہ
خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئندہ بہی
رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما و فضلا
اور امرا و وزرا معمور ہین۔

میر موصوف علم جفر ونجوم وعملیات مین بہی مہارت رکہتا تہا۔ صاحب گلزار آصفی نے
ایک نقل لکہی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کرکے لکہتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گہر گیا۔
درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔
سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا
ایک حوض جو مکان کے صحن مین تہا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے
کنارے تہے سمجہے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے
امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت
مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچہ کرینگے امیر مذکور کے بہائی میر موصوف
کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچہہ نقش لکہہ کر دیا
اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر
نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پہر ایک گہنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو
پہر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بہائی حسب ارشاد میر اولا ایک نقش ثانیا دوسرا

نقش ۔ تا لثًا تیسرا نقش ڈالا ۔ تیسرے نقش مین امیر غائب شدہ حوض مین نمود ہوا سب نے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گہنٹہ دو گہنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس اثنیٰ کے قصہ سے واقعہ پوچہا
اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر
ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین ۔ مین نے پوچہا کہ یہ کیا
معاملہ ہے ۔ جوانون نے کہا تو نے جو سانپ مارا وہ جن تہا ۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تہا
مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکہا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کہڑی
ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہئیے ۔ بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا ۔ جلاد مجکو قتل گاہ پر لیجا رہے
تہے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پہر مجکو دربار مین
واپس لیگئے ۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجہایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہین ۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی ۔ پہر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا ۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تہے کہ پہر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو ۔
پہر مجہے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجہایا مگر وہ نہ مانی ۔ پہر حکم دیا دربار سے
باہر نہین نکلے تہے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے ۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچا دو ۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا ۔ مین کنارہ پر
نکل آیا ۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا ۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین ۔
حدائق السلاطین مین لکہا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تہے کہبی کہبی شعر موزون کرتے تہے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف و شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرہ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ نہ وہ انعام ہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان ہین خاندان ماسلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام ۱۰۳۴ سنہ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعالی	گفت بجواز رفتن عیسیٰ آسمان
	۱۰۳۳
	مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود نجثت بہ   من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پسماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی و ادعیہ ماثورہ کے کتبے بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی کن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اُس شخص کے نہے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سنی و شیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ و سنی برابر اُسمین دفن ہوتے گئے مین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اُسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذوی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب و مسکین ہین اُسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر و شکر ہونا چاہیئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکہنا چاہئیے۔ من عمل صالحًا فلنفسه الخ پر عمل کرنا چاہئیے۔ باہم نفاق رکھنے سے ضرر اٹھاتے ہیں۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے ہیں۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ **من اشعارہ الفارسی**

عاشق آن قدر کجا دارد که گرد در دوست		انمیدانیم عاشق بلبل و پروانه را
زپیچ زلف تو پیچیده در سرم دودی	وله	که سوخت جان ملائک ز رشک مجمر ما
خوشم که در دل من عشق مدعا نگذاشت		مرا بہوالہوسیہای خویش نگذاشت
چه آفتی تو ندانم که در جهان امروز		محبت تو دو کس با هم آشنا نگذاشت
کمینه مرتبهٔ عشق عشق مجنون ست	وله	محبتی کم ازین داخل محبت نیست
یکروز بود صحبت عالم همه یکروز	وله	زانروی قیامت بزبانها همه فرداست
مردیم و هیچکس بسر خاک ما نگفت	وله	کای مرده شاد باش که فردا قیامت است
دولت وصل بنجوابم دست داد	وله	آسمان در خواب گویا بوده است
شدم از عشق تو دیوانه و این می بایست	وله	حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست
گفته هر که دم از عشق زند می کشمش		جان فدایت که مرا نیز همین می بایست
بتو هر که بوده یکدم دل داغدار دارد	وله	که بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
اثر ملاحت او من ز خم خورده دانم		که نمک فشان همه شب بدلم گذار دارد
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفته ماند	وله	گلزار مهر و باغ وفا ناشگفته ماند
شرمنده ام که غنچه پژمرده دلم		با صد هزار سعی صبا ناشگفته ماند
شب جلوهٔ او غیرت صد حور و پری بود		صد حور و پری بندهٔ جلوه گری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد		یعقوب که مستغرق مهر پدری بود

وله مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن / از معرکه بیرون نشدنش یکجگری بود
وله زد ور پیر تو حسنت بدل چنان تابد / که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد
تو ئی که حسن ترا کمترین اثر اینست / که آفتاب تو در مغز استخوان تابد
وله هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست / زان تبسمها که حسنت بر گل سیراب زد
وله رهزن صد کاروان مصر چین بر باد در یکدم / نسیمی کاورد باد صبا زان جعد گیسویش
وله بخود میل دلی از جانب دلدار فهمیدم / الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم
خدا را بگذری بر تربت من گزان مسکین / بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم
وله از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم / ای دوست ما ترا نه چو اغیار دیده ایم
وله صبر و سکون کجاست بهاک نیاز و ناز / از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم
وله معجز نار خلیل و فیض آب زندگی / از دل بر آتش و از چشم پرنم یافتیم
وله یک نفس هم من اگر از دوست غافل گشته ام / زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن
وله ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه / گستاخی بخدمت صیاد کرده
وله ز سینه تا رسدم بر لب دهن ناله / هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله
ز نالهای تو همین بر لب است گر دل نیز / بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله
وله بسمک لبدأته یا منک بدا بسم الله / ای بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله
ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا / آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله
وله من چون شوم ببزم طرب همدم کسی / دارم غمی کسی که ندارد غم کسی
کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست / نامحرم است هر که بود محرم کسی
وله گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی / بغفلتی عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر — نتیجهٔ همه گردیده حسرت عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند — این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

ولہ

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد — رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصهٔ ما پیش رسد دوری نیست — بر عضو ضعیف درد ها میریزد

ولہ

غم نیست که دل جنون فاشی دارد — گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودائے ترا بهره و عالم نه بد — دیوانهٔ ما عقل معاشی دارد

ولہ

گر مرد رهی دلا ز محنت نجهی — مردانه ز کف دامن همت نه هی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی — منت نکشی ز کس و منت ننهی

ولہ

شادمانیست بندهٔ غم ما — عالم دگرست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا — اے خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست — داغ بالائے داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم مائیم — ملک هجران سواد اعظم ما
تنک آن دو دیده خوش نمکین ست — کم ز کوثر نگیر زمزم ما
بد بهفائے وصل گور فراق — گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن — غم ما از کجا و بیغم ما

ولہ

خدایا وا رهان از شور بختی دلفگاران را — گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پر از غمت غافل مشو از روزگار من — که من بر باد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوسته با ناسازگاران سازگاری کن / گر باشد ساز گار خود کنی ناسازگاری را
خماری بر خمارم بید بد گردون ز یک مستی / چه خوش بودی که دادی مستی هم سر خمار را

به تلخی جان ده و کمتر حدیث درد گو مومن
چه غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

بسجده ار و دلم بر شکوه لاف صبر و طاقت را / نیارم با کمال عجز این اظهار قدرت را
ز بیم آنکه بر سو سر کشد صد شعله ز شکوه / بصد خون جگر پنهان کند دل آه حسرت را
ز خونین داغهائے من فلک را فزود قهها یا او / که خوش آب و دو رنگی داده گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد اے باد سحرگاهے / مدد کن تا بجوش آریم دریاهائے رحمت را
چه عهدے بود عهد وصل جانان بهر جان نثاری / دریغا ماندانستیم بدل قدر فرصت را
فدائے رسم عادت سوز خود گردم که در عهدش / عجب پیرانه دیدم سرائے رسم عادت را
بشرمت گر ز من بیتابیٔ سر داز و بگذر / پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز عافیت را
اگر این نیست مومن صحبت هجران که من دیدم / به بر زمش حسن خورد بیرون میا بگذار حیرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص - میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد - سید صحیح النسب والحسب ہے
آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے - آپکے
بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے - قاضی محمد
کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے - آپکے اجداد مین تھے
آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کر کے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا ۔ سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا ۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضہ منورہ خلد آباد
کی قضاءت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا ۔ بعد ازان آپکے والد ماجد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرانی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ سنہ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی ۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
بیکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے ۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ سنہ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی ۔ تاریخ ولادت { ولادت عبد القادر مہربان } ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ سنہ ہجری لکھا لا اصل ہے کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ سنہ ہجری
بیان کیا ہے ۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا ۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی ۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی ۔ اولاً والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا ۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی ۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی ۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا ۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف کاوش سرعت درک مین معروف تھا ۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال ۔ ارباب کمال مین سر آمد کمال تھا ۔ اور والد کی وفات کے بعد روضہ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہو کے زندگی بسر کرتا تھا ۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا ۔ اور

آخر مین شاہ فخرالدین اورنگ آبادی ثم دہلوی کی صحبت مین مستفیض ہوا تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ و نقشبندیہ و غیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا - اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تھا - وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تھا - لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکھا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تھا - اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بھی رنگین تخلص رکھتا تھا - میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے - مہربان نے اپنا تخلص اختیار کیا - پھر میر غلام علی صاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا - فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ - نظم مین متعدد رسائل لکھے - کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر - پندرہ ہزار بیت - دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت - وقائع کربلا دس ہزار بیت - نثر مین بھی کئی رسائل تالیف کئے - مرات الشہود میر فخرالدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت - عدیم المثال فی تجارۃ الامثال دو ہزار بیت و مناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت - و فخرالوظائف شرح تہذیب اللطائف - لطائف مستند و اذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت - و دیوان غزل پانچہزار بیت -

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا - نواب والاجاہ رئیس کرناٹک مدراس نے آپکی بلحاظ شہرت و فضیلت بڑی تعظیم و تکریم کی - اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتھہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی - اور وظیفہ با یحتاج بھی مقرر کر دیا تھا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین و مریدین کو علوم ظاہر و باطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ - اور مدراس مین آپکے خلفا و مریدین بیشمار تھے - ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل تذکرہ مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی انکا خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کرسکتے والعلم عند اللہ۔ حضرت مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرہ بھی لکھے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر شد دہان ما		مو دار شد چو کلک مصور زبان ما
ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی	وله	بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنیان پیدا
صبا آہستہ پا نہ گر گذر در کوئے او افتد	وله	کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا
ہر زمان بینم عتاب آلودہ چشم یار را	وله	بید باغیہاست لازم مردم بیمار را
پریشان می شود ہر کس دارد فکر تعبیرش	وله	نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب
بیہودہ ام وادی و شد جمع خواہم ز نشاط	وله	گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب
چرا پیش تو اظہار مدعا نکنم	وله	تو بید باغ نہ خاطرم پریشان نیست
قاصدا از اظہار پیامش دل ما شاد کن	وله	خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است
دل ربودن از برائے نگاہے گناہ ما	وله	دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ	وله	خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند	وله	در ربودند دل و دین مسلمانے چند
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز	وله	تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شود بود

بلای گردش چشم تو داد دردسرم   وله   تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

دوستان شب میرود حرفی از آن گیسو کنید   وله   خنک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد   وله   نکهت فردوس می آید دهانم بو کنید

خنجر دست نگارین که قتلم کرده است   وله   در کفن بوی حنا می آید از خونم هنوز

مردیم و بیقراری دل نیست کم هنوز   چو گرد باد می کند این خاک رم هنوز

ما را بآرزوی نگاهی چه میکشی   وله   بیرحم این مشابه غلام حیا مباش

صدف نیم که بابر گهرفشان نازم   بود چو آینه ام آبرو ز جوهر خویش

می کند در دیده من اشک آتش فام رقص   وله   نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض   وله   غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

جا فروتن می تواند یافتن بالای چشم   وله   از خم ابروی جانان یافتم قدر رکوع

یاد چشم و روی او ای مهربان بس میکند   وله   از بهار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

تا تو گفتی ای ستمگر خنجری دارم بکف   وله   گفت از خود رفته من هم سری دارم بکف

چو گل لبریز زخمم خون ناب ساتکنی دارم   وله   شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفتم بعالم کیست سامان چمن دارد   دل صد پاره من در جواب آمد که من دارم

نیم ای مهربان در غربت از رنج سفر فارغ   برنگ بوی گل اندر غربت درد وطن دارم

ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد   وله   تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

محتاج چراغی نبود مشت غبارم   وله   چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید   وله   ما شهید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

بارها دیدی و حال مهربان پرسی ز من   وله   بیمروت در شکایتها زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خط نیست بلکہ کلک قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خط ریحان
بیدماغ از سیر باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدرہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم زدست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب و جاگیر سے سرفراز تھا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تھا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تھا - آخر سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید مارا حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران ست آنچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیا ست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فنا ست	ولہ	خویش را از بہر زر بیزحمت قارون مکن
جز ولائے شیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام - مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی میں پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت میں علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ میں بیعت کی جب تک دلی میں رہے تب تک سنی المذہب تھے جس وقت دلی سے لکھنؤ گئے اُس وقت اثنا عشریہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنؤ میں مدت تک امرا و شمول اہل دول کی تعریف و مدح میں قصائد لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پھر لکھنؤ سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح میں ایک قصیدہ لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کرکے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت میں بھیجا۔ آپ کلکتہ سے ۱۲۰۲ھ ہجری میں حیدرآباد پہنچے۔ دربار آصفی میں باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح میں لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ یہاں سے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پھر لکھنؤ میں پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے چند روز قیام کرکے اُنچاس برس کی عمر میں بتقریب سیر لکھنؤ سے کلکتہ گئے وہاں پہنچتے ہی ۱۲۰۸ھ ہجری میں خلد بریں کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہیں۔ آپکے دیوان میں کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویاں تصنیف کیں۔ اور نثر میں ایک کتاب بنام شکرستان لکھی۔ اس کتاب میں گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	با ٓئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	زیا نصد رباعی گر فتم شمار

من اشعاره الہندی

اس آن بانکا کچھ ہے لطف پیارے		ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اس لب جان بخش کی باتین سناؤن	ولہ	عیسی بہی جو کچھ بولے تو صلوات سناؤن
تدبیر رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے	ولہ	گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے
دعوی عشق محبت کرتے ہین مجھکو منت	ولہ	تا ان پہ ہتھیلی مین لے کی خوبون سے تو ایک خوشی ہے
برہنہ پا ہی پھیل مجھکو اس دشت مغیلان مین	ولہ	جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت و جو ہے		یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعاره الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا		آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائی نمی یابم		کہ بار خاطر شمرده را یکسو نہم آنجا
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست		شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب - مولانا محب علی سندی

محب تخلص - محب علی نام - سندی الاصل ہے - وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا - اہل مناصب کے زمره مین شریک تہا - ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا - خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر ۱۰۳۵ھ ہجری مین فوت ہوا - شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا - پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا - شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا - جو کچھہ کہتا تہا پسندیده ہوتا تہا - من اشعاره

بصد رمہ کہ غمت زود بسے ز جا رفتم — ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم

گدائے در بیگانہ منفعت دارد — ز بسکہ غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم

یکے قرص خورشید در آب دید — روان بر سرش دام ماہی کشید

چو از جنبش آب شد در شکست — بغواصی آمد کشش آرد بدست

فرو رفت تا کام نہنگ — ترا از وے ما را ہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص - رکن الدین نام - حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے - مسیح کا مولد و منشا کاشان تھا - فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تھا - سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تھا - شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تھا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تھا - چند مرتبے حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا - ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتھ مناظرہ مین مشغول تھا بادشاہ بھی اسوقت موجود تھا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی - مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر درباداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا - تھوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکھکر بھیجا - اُسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی -

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دارالسلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دارالامن ہند کی طرف متوجہ ہوا - اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتا رہا - عہد جہانگیری مین بھی کامرانی

وشادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تھا ایکوقت دلی سے تفرجاً الہ آباد
مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدر آباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد
شہر مین پہنچا۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا مسیح نے
برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اٹھا مسیح بھی
اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم وپشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بھی قیام کرنا حرام
سمجھا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اسوقت بیجاپور کے
قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تھا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان
سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا۔ جب صاحب قران ثانی شاہ جہان تخت نشین
ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے ؎

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خورم وشاد وکامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان بادشا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین بسبب کبرسنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت
ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شاد کام
وفائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی
فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف
متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین
پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکھکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا
مولف شاہجہان نامہ لکہتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعائے دولت

ابدپیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر ٩٦ سنہ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ؎ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم اُسکا کلیات ایک لاکھ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کرکے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم
بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را

سبزہ پامال است در زیر درخت میوہ دار
در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر

نالہ زار ست کارم تا نفس با شد مرا
نالہ ہم فریاد و ہم فریاد رس با شد مرا

عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن
نیم شبی قضا کنم نالہ عندلیب را

پیش قدت آب دہد سرو باغ را
پیش قدت بباد سپارم چراغ را

عشقی کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود
دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است

کجا از خواب نازان فتنہ دو رقمر خیزد
مگر در دست پایش آفتاب افتد کہ بر خیزد

دل من آتش طور ست افسردن نمیداند
چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمی داند

مرا از طرہ مشکین او یکتا رمی باید
ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید

بزبان گر نام حاکم بگذرد آذر شود
ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود

بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش
کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم

چنان روشن ز یاد روئے او شد خانہ گورم
کہ نتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من

گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن
بیتو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی | ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیاته

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر ست | وین گرسنۂ شوق تو از جان سیر ست
در آمدن اے نگار تاخیر مکن | ہر چند کہ زود تر بیائے دیر ست

ولہ

گر آتش دوزخم نشیمن گردد | دوزخ حیران سینۂ من گردد
گر چشمۂ داغ من شود رشتۂ شمع | ہر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند | در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر | روز سیہ مرا دران دوختہ اند

ولہ

پیوستہ بروئے تو تماشا دارم | دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بندست بہر یک سر موئے تو دلم | من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برخاستہ ہوکر ہند میں وارد ہوا۔ اور بندر سورت میں سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام میں سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت میں کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ع بر سپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کیں۔ اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزائے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام مین کما ینبغی توجہ نہین کی اور وہان سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت مین پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن مین مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر مین ۱۱۶۳ہجری مین رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بہی صاحب تحفہ کے ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور مخمور تخلص لکہتے ہین شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام مین نہایت ہی لائق و فائق تہا حساب پیمائش مین یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی مین شعر کہتا تہا ہم ذیل مین آپکے اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آپ سدورہی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ مین کامیابی نہین ہوئی ناخوش ہو کر وہان سے حیدرآباد دکن مین نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین آئے نواب آصفجاہ جنت نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹہے آپکی وفات ۱۱۶۴ہجری مین اورنگ آباد مین ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پشت فلک بخاک رساند غرور ما	کہسار را کند کمر سنگ زور ما
گرفت شور جنونم چنان گریبان را	کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بتعریف لف خال و خطت	جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ہا

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب
وله
آب از عکس رخش مایله پوش است امشب

وله

بر خاک درت سر شهان است
این قطعه زمین بر آسمان است

آویزه گوش عقل گردد
حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران
شیرینی شهد سرفشان است

خوردم پی هما فریب دولت
این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون
دیوانه مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم
این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان
فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاہ نے بھی اسی زمین مین ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یاد تو همدم انیس جان است
چون بو که ببرگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف
رنگ رخ زرد ترجمان است

وله

دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت
همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصلی غیر از پشیمانی
ز تیر انگشت افسوسی بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید
با شیشه ناموس کسی کار ندارید

وله

تعجب نیست بدطینت اگر حاجت روا گردد
که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بجود درماندگان را کار بگشاید
گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

وله

بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم
که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

وله

چه ابتر بود زود دفتر ایام
که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفرستد بازبینان را بهر صورت که هست
کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم
دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشہ ساعت رفیق کار پیدا کن
بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن

باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ
برپا چو کمانست بیک تیر دو خانہ

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من
مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری

چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانی
مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصبدار بادشاہی کے فرزند ہین آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور مین والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی مین فکر رسا رکھتا تھا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا - اسوقت مین شاہ سراج برہانپور مین تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد مین وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پھر وطن مالوفہ روانہ ہوا - پھر آخر سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعارہ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ
بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ

وله

اُس بسنتی پوش قاتل پہ چھڑک لہو کا رنگ
عاشقو لازم ہے اب بھگوے کا سروا کیجیے

وله

عرس کو مجنون کے ہرنون نے کیا ہے اتفاق
وحشیو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہین
آنسو تیرا ہوگیا آنکھوں کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین	گلرو کی تبسم سے بسمل تلملا رہے ہین

مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص - میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے - فارسی مین عمدہ لیاقت و مہارت رکہتا تہا - خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا - اکثر وجد مین پہر کتے تہے - شعر گوئی مین مشق کرتا تہا جو کچہہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا - شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے - خوش مزاج و خوش وضع تہا ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا - آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الهندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار	رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا - اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا -

میر - سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص - سید شاہ میر نام - باشندۂ برہانپور مین - مشائخ برہانپور سے تہے - سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت و شوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے - دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے - اسی جوش و ولولہ مین حقانی خیالات و ربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین و مراثے اور رباعیات و دوہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

ہوتے ہین اور کتب و قطعات و لکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی مین کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم باعمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری مین وہرپتہ بچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اُس کتاب مین موسیقی کے مطالب عمدہ طرح سے بیان کئے ہین انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت انبہ پر کوئل پکار رہی	نین یو جانا پی پی ہانک مار رہی
شکل محراب مین پی کین	سرنگون ہوا یدل دوگانہ کر
پنگہٹ پہ چل دیکھ بہار ہجوم حسن	چنچل چلی ہے گھڑ کولے سر پر گھڑا اُٹھا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہین ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی مین ہفت قلم تھے۔ ہر قلم مین علم تھے نستعلیق مین مولوی جواہر رقم عطارد رقم کہتے تھے۔ فارسی مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین اورنگ آباد گئے۔ دارالانشا مین متقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگانعالی نے آپکو منصبداری مین مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۴ھ ہجری مین فوت ہوئے خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ مدست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من اشعارہ الھندی

تجہ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجہ نین کے ہین حیران	خورشید ڈھال والے جاہ و جلال والے

مہتاب۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تہا۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تہا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ مین منشیون مین ملازم تہا خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تہا۔ مزاج مین خاکساری عاجزی بیشمار تہی دوستون سے خوش صحبت تہا۔ ہر ایک سے موافق تہا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تہا بنسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تہا۔ خوب کہتا تہا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ من اشعارہ الھندی

آب آنکھون سے کم ہوا اور رو	چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ مل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بہی اسی طرح مین ایک غزل لکہی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکہتے ہین تا کہ ناظرین مستفید ہون۔ ۵

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گہڑی تو قسم نکہا جہوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر	زر زری کے جناب کی سوگند
بے سخن ہون تیرا دہن دیکھے	یار حاضر جواب کی سوگند
دور کر اب حجاب کو اپنے	چادر ماہتاب کی سوگند
دل صاحب ہے کیا پریشان آج	زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور اسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے۔ توکل قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے۔ نہایت آزادی بے پروائی سے رہے۔ آپ اُنسیق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین۔ باقی اشعار کا پتا نہین تھا بعد احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الھندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا	یہہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا	انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبک خرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تھا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر منصبدارون مین منسلک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تھا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم اخلاص و محبت کو قائم کیا کبھی کبھی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تھے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر سامی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تھا۔ آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دن بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ — کچھ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی

وله
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی وصف مین میری زبان — شوخ جب آتا ہے سر پر سج کے چیرا لٹ پٹا

وله
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے — تمنے جفا و جور کئے ہم نے دعا دیا

وله
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو — کبھو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار و خستون کو

وله
کنارہ وگہ عتاب گہے جنگ گہ غضب — دلبر ہے ان دنون مین دل آزار ہی طرح

وله
دلکو خوش آتین یہہ دلبر کی ادائین بھولیان — غیر کو دشنام سے کہتا ہے ہمپر بولیان

وله
غنچہ و گل جو ہمین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح — قند فن ہیرے کی انگشتون سے جب ہم گہولیان

وله
داغ دل تکیہ یہہ بلبل کی نہ عرضین ہانیان — شوخ لالہ کس سے سنکے ہو ہنا فرمانیان

کوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے — تجھسے غمخواری نہووے بن اور آزاری کہے

مہر۔ مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تھا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تھا۔ روز بروز بڑہتا گیا آپ شعر و سخن کے فریفتہ تہے۔ مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تھا یحییٰ نیز آپکا دوست و عنایت فرما تھا ۱۱۷۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ص شعراء الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے — جان شیرین جو دیا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن — سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نہووین کے کبہو — ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے — پارۂ بینائی دل پارۂ اکسیر ہے
آبروپائی شجاعت نے عطائے فقر سے — موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کر کہ تجہبن باغ مین — ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے

ولہ

دیکہہ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — عندلیبان پہر کہان اور یہ بہار اپہر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹہا دون تو سہی — خرقۂ پشمینۂ زاہد کا جلا دون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما — ریش زاہد تحت طاؤسی بتا دون تو سہی
ترش روئی سے ہوی زاہد کو کہانسی آخرش — اس بہانے اسکو مین دارو پلادون تو سہی

ولہ

پڑہ نماز بار بار ہر وقت رندون کو نچھیڑ — تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبہیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — رند داڑہی کو تیرے دیوینگے لائے می لتہیڑ

یہ دل ہوا ہے مانند آہوں کے تڑپتے جب جیتے	ہوئے زمین کانپنے جگر اور آسمان لرز اٹھے
قید میں جو کوئی سو ہیں آزاد اور آزاد قید	تحریرِ ان پروانہ میں اور سر وکیچڑ میں گرے

مرزا - مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص - مرزا محمدی بیگ نام - اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبداروں میں ملازم تھے فن شعر گوئی میں سحر پرداز تھا اور سخن گوئی میں یکتا و بے انباز تھا سلیم الطبع و فہیم المزاج تھا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تھا - تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلوں کو تسخیر کر لیتا تھا - کلام ہندی میں صاحب دیوان ہے فارسی میں کہتے تھے مگر بہت ہی کم ہمکو آپکا فارسی کلام نہیں ملا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں فوت ہوا - من اشعار الہندی

میرا غم نامہ اے قاصد سجن کے ہات بر دیجو	یہی مضمون ہے اسکا کہ انجھو آنسو بھگو دیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہیں رہی	پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس - محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص - محمد جان نام - روضۂ مقدس خلد آباد کے رہنے والے - شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین میں سے تھے - مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہیں تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے - شعر ہندی و فارسی میں مشق کرتے تھے - میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے - ذکی الطبع و ذہین تھا - شعر خوب کہتا تھا ہم عمروں میں بڑھا ہوا تھا - سنہ ۱۲۰۷ ہجری میں زندہ تھا سنہ ۱۲۱۰ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا - سنجیدہ مزاج و خوش طبع تھا - من اشعار الہندی

دسیں عزلت مین مئی خلق کو پیدا کیجئے	خم مین رکھ بہہ دانہ انگور ہر جا کیجئے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو	دیدۂ عالم مین تیرے کی طرح جا کیجئے

مضطر - شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی لمولد ہے - کتب درسیہ بعلوم فارغ التحصیل و مستعد تہا پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب مین سعی کرتا تہا - زر بازو محنت سے پیدا کرتا تہا - آپکی گذراوقات تجارت پر تہی - شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا - خوش کلام و شیرین سخن تہا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا - آپکا انتقال ۱۱۹۶ ہجری مین ہوا - من اشعارہ الہندی

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے	اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جب تب	تمہین یارو کہین ہبات کا کچھ بہت پاتا ہے

محرم - محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص - محمد ماہ نام - آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برارکے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین کرامی کے نواسہ تہے - شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین - نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب و صوبہ داری برار سے ممتاز تہے - مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر کہو غنیم کے جنگ مین صوبہ مذکور ۱۱۵۵ ہجری مین شہید ہوئے - محرم کے بڑے بہائی باپکے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے - محرم منصبدار تہے - جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تہا۔ فراست و متانت سے موصوف تہا۔ تہوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تہا جو کچھہ کہتا تہا خوب کہتا تہا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تہا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکہتا ہے وہ دلدار جہان آرا بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا	ولہ	صفائی آئینہ ہے یار اُسکے عکس عالی کا سلے جیون خار اُسکو ہر گل نازک نہالی کا گل پہ شبنم نہین ہے اُسکو می پلاتی ہے بہا تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام۔ آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد ماجد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تہے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبہی کبہی کلام موزون کرتے تہے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد ماجد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نواب صاحب اُسوقت برہانپور مین تہے آپکے والد سے شناسا تہے۔ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکہا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہ الہندی

اپنا دامن اشک پرخون سیتی افشان کیجئے خوب نہین دیوانگی مین شہرت کا بود و باش	بیٹہئے صحرا مین اور سیر گلستان کیجئے مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجئے

کیجئے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا
آخرش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور
بے تکلف سیر باغ کوے جانان کیجئے
بیٹھے بیٹھے کیا چلنے کا سامان کیجئے

مہندی۔ میر مرتضیٰ اورنگ آبادی

مہندی تخلص۔ میر مرتضیٰ نام۔ سید صحیح النسب ہے۔ اور اورنگ آبادی المولد ہے حیدرآباد مین نشو و نما پایا۔ ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کرلی۔ اور شعرگوئی بھی شروع کی۔ مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تھا۔ سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تھا۔ لچھمی نراین لکھتے ہین کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۱۷۲ھ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکھی۔ (مہندی شہید شد) اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ من ۲ اشعار ۲ الہندی

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدا دھوم کی
گل نے اپنا اب تلک چاک گریبان نہین سیا

ولہ
خار داغون سے جلی ہے لالا ایسا آگ مین
ہین ہزارون داغ مجھ دل پر مین یہہ پھیا

ولہ
تجھ رنگیلے لب کے بوسے نے خواہش ہے جو دل
رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا

ولہ
نان داغ دل ہمارا آب آنکھونکا سرشک
عشق کی دولت سے ہم نے خوب کچھہ کھایا پیا

ولہ
بوجھتے ہین پشم گر فرش تجمل خاکسار
نقش قالین سے نہین کمتر ہے مسجد بوریا

ولہ
چارون پچھڑا سجن ہمپر قیامت آگئی
مہندی حیرت ہے تنہا خضر اب تک کیون جیا

ولہ
ہے کسی کمہ کا تاب دیدہ ہوا
یون جو آئینہ آب دیدہ ہوا

ولہ
گرم جوشی ستی خورشید لقا گھر سے نکل
ہوگئی صبح دم سرد کے بھرتے بھرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	وله	ہوا ہے اُسکے عکس رُخ سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے ستی اُس کے		پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نبہا ہین	وله	بانکی بہوان چڑا کر ترچہی کرین نگا ہین

مستعد - آقا صابا

مستعد تخلص - آقا صابا نام - آپکا اصلی وطن ری تہا - آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے - نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے - نواب مہمان نواز وغریب پرور تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے - نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے - آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا - پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلّی روانہ ہوئے - اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے - شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے - نواب شہید کی توجہ وعنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے - آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے - عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے - باجے راو کی لڑائی مین سرسواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی   شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہون گے - آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعروسخن کے شیفتہ لطائف و ظرایف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ھ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادرالوجود ہے۔ شاید تلف ہو گیا ہے۔ من اشعارہ الفارسی

اسیر ہم ہجرم زندگانی را تماشا کن	نمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
گلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	ز پا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	ز درد غافل در آغوش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگون رخ زردم ہجرای گل	بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذاری کن بسوے ابر نیسان گرم اگہ	ز بحرین دو چشم درفشانی را تماشا کن
بیا یکدم بہ بزم مستعد اے غنچۂ خندان	رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص ۔ مبارک خان نام ۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتھہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر بیاد گار لگانے

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہرشناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میاں مبارک بھی سرکار آصفجاہی کے منصب وار جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈرو نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثرالامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میرافضل ثابت قاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکہا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً ۱۱۹۰ھ ہجری مین واقع ہوئی آشتی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آساز دہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون۔ رائے مدن سنگہ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگہ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبۂ اکبرآباد تھا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہو کر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگہ مدن سنگہ کے والد نواب غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ کی سرکار مین تھے۔ اولاً وار الانشا مین میرمنشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوے

اور رائے مدن سنگہ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدر آباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کہ فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اُسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اُٹہائے قلعہ سے باہر نکلے اُنہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۶ ہجری مین اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تہا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت و لطافت مین مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخن دانی مین روشن ضمیر تہا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تہا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ہان اشعار منتخبہ ملے ہین وہ بہی ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین

من اشعارہ الفارسی

کرد گلشن جلوۂ رنگین یار آئینہ را	میرسید بعرض قدم بوس از بہار آئینہ را
روش قد تو دیدند کہ دارند ز سرو	داریم انگشت ندامت بلب خود جو ما
شب کہ یاد ما ہروئے دردل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت
بیجا کنند غمزدگان شکوۂ فلک	سوزون چہ فتنہاست کہ در چشم یار نیست
لب اگر در این محفل تبسم آشنا گردد	دل از ربا بوز گل مستی زمی آب از گہر گیرد
ازا خگر و سپند تپیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — روکشش آفتاب می بینم
بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام — سرمه گون پرتو مهتاب شود در باهم
سخت حیرانم چسان بر من گوارا کرده — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن
زسر کوی تو رفت آئینه پرسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو دامان دامان
میکند صید خود این کج کلهان را آسان — آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بملح یگانهٔ خسرو نموده رنگین قصیده سر — که حسن هر حرف او ست روشن زآب خود همچو شمع گوهر
نوید نصرت حرف تا لف سید وقت سحر بگوشم — که زخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر
برای تحریر متن وصف جهان خداوند مهر سیما — گرفته ام زبیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور
ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — ز مشک اذفر مداد کردم ولی مخمر بآب کوثر
و سیر گردون اگر بیابد عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواهد قصیده من گهر فشاند ز عقد اختر
زهی جوان بخت بادشاهی که هست دائم نصیر یزدان — جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور
بعد گستری نقد رد دارا بزور رستم بجود حاتم — بتخت سرور ببزم برتر بقصر قیصر بدل سکندر
برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — هر آنچه آرد قضا بامضا هر آنچه دارد قدر مقدر
زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر رست عهد عیش — لبش چو عیسی یدش چو موسی خوش چو یوسف دلش چو حیدر
چرا ننالد جهان بدورش که حرف عدلیست همت او — چرا ننازد جهان بعهدش که جرم بخشی است بنده پرور
چرا نباشد غنی و مسکین به لذت عیش محفل آرا — که دور او هست راحت افزا ببزم چون دور ساغر
کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — که پیر گردون به پیش رایش بود وسبق خوان چو طفل اصغر
ز ذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی — بعز و اقبال فتح و دولت چو خضر سازد خدا معمر

مسرت شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص شیخ وزیر علی نام شہر دلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق و فائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نرکہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

مرہون۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوئے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندولال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار پر متقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ

پہر آرزوئے دلکو حریانے خون کیا ہے
جز ایک نگاہِ خشم کبہی اُسکی خو نہین

گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا
قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کر کے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعراء لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چندا جی کی خانقاہ مین فروکش ہوئے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوئی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکر

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا - آپ دربار مین رونق افروز ہوئے - مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کرکے دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا - آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے - عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے - شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے - جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی - آخر اسی شہر مین ـــــ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے - آپ میانہ قد - گندم رنگ - ریش مختصر - چہرہ کشادہ کوچہ چشم تہے من اشعارہ الھندی

جسکو چتون تیری تیکہی نظر آئی ہو گی		بے اجل اُسنے کنی ہیرے کی کہائی ہو گی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو		ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

محسن - ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص - ملا محسن نام - ہمدانی الاصل ہے - ملا شرابی کا فرزند ہے - علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا - اور شعر گوئی مین بہی فائق تہا - کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا - صاحب مروت و الفت تہا - یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا - ہمدان سے ہند مین وارد ہوا - اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا - تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چند روز قیام کرکے حیدر آباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا - سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے - اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا - بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطر داری و مدارا کی - اور بہت کچہہ سلوک فرمایا - مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر بوقت موعود ۵سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعار الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آرد	الٰہی تیرگی بخشد کسوف آفتاب را

میرک۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص۔ میرک معین نام۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو و نما ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے۔ طبیعت مین فراست و متانت تھی شعرگوئی مین مشہور و معروف تھے۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے۔ خدمت سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا۔ بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت کرتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کردیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال و فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ من ۲ اشعار الفارسی

خضر گاہے خودنمائیہا بمردم می کند	ولہ	یافت ہرکس دوستی خودرا چرا گم نمیکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل		تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
با کسے یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی نبود تنہائی		باعث با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تہا - صاحب علم وفضل تہا - انشا پردازی وعبارت نویسی مین بے نظیر تہا - منشی وشاعر ناظم وناثر تہا - شعر خوب کہتا تہا - اُسکا کلام رنگین ونمکین ہوتا تہا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تہا - کلام کے دیکھنے سے مزہ ولطف آتا ہے وطن سے احمدنگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین ارباب در منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی وخرمی سے بسر کرتا تہا آخر ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا - احمدنگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	برہگذار تو دلہا چو اخگر افتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - بہونگیر علاوہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور رہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر وفقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون ومشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتہہ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچہی استعداد ومہارت رکہتے ہین شعرگوئی وسخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی صفی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشید ولائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہیں۔ آشنا پرور و دوست نواز ہیں آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من اشعارہ الھندی

تہام کر دل وہ بھی رو ئین ایکبار اتنا تو ہو
لامکان پر چہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
نالہ آتش فشان کبتک یہہ تہنڈی گرمیان
اے خدا مجکو بنادے اب تصور غیر کا
معنی لاتقنطوا سمجہادو آکر خواب مین
وہ اُدہر بیخود رہے اور مین اِدہر بیخود رہون

میرے نالو مین اثر پروردگار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکی محبت ملمین پیار اتنا تو ہو
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو
اُن کے دلمین جا کرے کون اختیار اتنا تو ہو
بہر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو
لطف اے اُلفت ہم بوس و کنار اتنا تو ہو

معلیؔ۔ محمد مظفر الدین حیدر آبادی

معلیؔ تخلص۔ محمد مظفر الدین نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدر آباد ہے آپکے جابزرگوار وطن سے حیدر آباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدر آباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کر کے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریباً اٹھہ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ شادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبا اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من اشعارہ الھندی

دل سے وہیان اُس شوخ کا جاتا نہین ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا ہے جرم گنہگاری کا خوف اسقدر محو جمال یار ہون چال کچہہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج	ولہ	غیر کا ہرگز خیال آتا نہین دوسرا کوئی نظر آتا نہین ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین مجکو اپنا بہی خیال آتا نہین آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون - خواجم قلیخان

موزون تخلص - خواجم قلیخان نام - ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب - آپکے والد ندر بی ترکمان شرفا توران سے تہے - سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے - ہندمین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے تبقریب سفارت آئے - اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے - مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولباش خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا - اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا - قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا - خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایک سالہ عمر رکہتا تہا - بچہ شیرخوارہ تہا بگلر بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا - چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا - نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر پر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے - آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا۔ بعدازان کبھی تلگانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امراء نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اُسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جلگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر ۱۱۷۹ھ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت صحبت سے بہرہ یاب رہتا تھا کہتے ہے۔ قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تھا۔ شعر گوئی مین بھی لیاقت و سلیقہ رکھتا تھا۔ ہندی فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تھا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی برفروز از برق وحدت شمع جانم را
برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را

بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن
ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را

تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا
توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن ز سوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را
زبس خو کرده است از جوی وحدت گلبن طبعم نسازد ورق کس از برگ گل برگ خزانم را
دلم همچو صدف دارد امید قطره از جودت گهرافشان ز جود خویش کن یارب زبانم را
ز پندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون چو نی دمساز کن با نغمه پردازی بیانم را

ولہ

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا چو شمع آرائش دل گل کند سوز و گداز اینجا
جنونم همچو گل خندان من چون غنچه دل تنگم که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا
به پیش چشم مستت نیست کارم غیر بیهوشی چو مینا می‌کنم در عین مستیها نماز اینجا
بیا و قامت شوخی که از خود رفته‌ام یارب بچشمم هر گیاهی می‌نماید سرو ناز اینجا
ز سوز شمع آید نکهت مشک ختن هر دم اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا
زیکرنگان عشقش زاهدا مشرب چه می‌پرسی میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا
براه عشق منشین یکزمان بی چشم تر موزون چو شمع از کف مده سر رشته سوز و گداز اینجا

ولہ

زبس دارد صفا از جوش حسنش بگرم امشب بجای اشک میبارد گهر از چشم ترم امشب
بیاد چشم مخمورش زبس از خویشتن رفتم چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب
خیال شمع رخسار که دارد گرم پروانم که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب
بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم نمیدانم هوای کیست یارب بر سرم امشب
نمیدانم بسینه آتش روی که شد داغم که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب
زبس یاد بنا گوشش هم آغوش خیالم شد توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب
بسان ذره دارد جلوه بر موج نگاه من زبس تابید از خورشید رویش اخترم امشب
زبس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او برنگ غنچه می‌ماند قبای اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ و نگیرم ا مشتب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص - عبد القیوم نام - تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا - ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلی مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے - اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے - طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے - گوشہ عزلت مین گوشہ نشین تھے - ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے - قانع و صابر تھے - باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر و فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے - اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے - آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے - فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے - تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین - اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعد و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے - اور کبھی ہنستے تھے - آپ مدة العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے - شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے - یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے - علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور مشیخت مین معروف تھے - آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہی کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب والا جاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
مین آپکا حال بہی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبد الباسط عشق
تخلص مین آپکا ذکر خیر بہی ردیف عین مین لکھا گیا ہے۔ ملا عبد القیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند مین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدرآباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدرآباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدرآبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدرآباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا مین باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدرآباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور
آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب
شوستری سناد الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپ کا
کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین ما بہ الامتیاز نہین ہوتا ہے
جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے دوست نواز
وغریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطر داری و مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافر خانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح و شام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام ہوتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قدمے قلم سے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیر خواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی مین کمر بستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری
بقدرہ آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندھ سندھ سے گجرات
وغیرہ ممالک مین سفر کیا تا مرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس جِدۂ حجاز ریلوی برخاست ہو گئی۔
آپ ابتدائً محکمۂ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست
ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند مدت کے
بعد ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے
چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھہ
وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ ہجری مین فوت ہوے
حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی
بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی
عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے
آراستہ ہے۔ خدا یتعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے
اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت
خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین
موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ **من اشعارہ الفارسی**

بیاد زلف و رخ آن نگار گریہ و خندد	مریض عشق بلبل و نہار گریہ و خندد
چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و ہم دوست	مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندد
نشان گریۂ خونیست خندۂ عاشق او را	ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندد
چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند	عبث بزندگی مستعار گریہ و خندد

دہان خندہ بگوئیم تا کہ دیدۂ خونبار
جراحت نظر دل نگار گریہ و خندد

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام — دامن حشریست پنداری که بر پیچیده ام
گو سیه روزم ولی چون شام سے خورشید روی — آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام
جعد او همچون سیه ماری که باشد شعله دم — می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام
بر درش ملا بشکل حلقه بیرون در — سر بسر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام

وله

آنکه را زست نگردد باز تقدیر است و من — وانکه باز است و نه بیند چشم تصویر است من
از سر جان بگذرم خود را رسانم تا به دوست — گر ازین تدبیر ناید کار تقدیر است و من
ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او — نی همین خورشید و مه حیران تنویر است و من

وله

افتادگی مقابل خصم زبون مدان — چون شیر در کمین و هم سینه بر زمین
گران رقیب کرده جدایم از و چه باک — شیطان و آرمید پی کینه بر زمین
ملا حکایت دل و جان داوخت بیاد — مانند یادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام — جاهل ز شرایع و نصوص احکام
مادر چو بکار برده ای خیام — دختر البته بر تو گردیده حرام

وله

از آتش فرقت تو ای میر حسن — بهر تا قد خم شده ست رشک گلشن
یعنی که چو طاوس بباغ حسرت — صد دیده انتظار واگشته ز تن

وله

مینا آسا ز سربلندان باشی — چون باده بکام مستمندان باشی
ای گلبن امید بباغ جاوید — چون گل بفشانی زر خندان باشی

قصیده غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی طاب ثراه

شود چو زلف گرهگیر تو بحال گره — مسلسل است ز خال تو در خیال گره
بروی خال چو از موی میزنی گرهی — فتد بسلسلهٔ مویه ام ز حال گره
خیال خال گره میزند بهر دل صاف — چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره
چو دام زلف بپیچی بگیر و دانهٔ خال — کبوتر دل ما را زنی ببال گره
تو شحنه وار عسس دزد خال را بهمین — که بر زنی همه بر گردن زحبال گره
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید — چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
بکار و بار دل خلق تا گره زده — فتد تبار تو از صنع لایزال گره
دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن — ازین جهان آن بندی بران غزال گره
ازانکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط — نهاده همه از خوف انتقال گره
گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینست — چنان بر آب زند جنبش شمال گره
رخ تو گنج صفت زلف پرشکن بر جنت — چو اژدری که همی بر زند ببال گره
چو آفتاب جمال تو سر نهد با قول — زنی بزلف گرهگیر بر جمال گره
بهر گره که ببندی کشوده عقدهٔ دل — بلی به بست و کشاد دل است دال گره
ز بستن تو کشاید دری به خسته دلان — جزت که بسته برینگونه صحال گره
ز مشکسائی هر عقده ات گر این زلف — بنخوان ختنک زند نافهٔ غزال گره
بسان سلک درر آری بهم بود منتظم — چگونه بسته این زلف زاعتدال گره
ولی بهر گره زلف تو بدان ماند — که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره
ز بسکه بر سر مویت گره زنی بگره — هماره روز و شبت مست اشتغال گره
گره زده بگره از برای آنکه دلی — تریزد از گره وزد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی ز لفت　　همیزند همه بر وعدهٔ وصال گره
ازانکه دور و تسلسل محال میدانند　　عقول فلسفیان زن باعتقال گره
سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے　　چه معجزست بیک موئے بر جبال گره
کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد　　چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره
چو رشته گره سال شه ببے اے سرو　　زنے بکاکل خود هم علی الطوال گره
چو عمر شاه درازی و پیچ گره اے زلف　　نگر که میشود امروز جشن سالگره
چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی　　ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره
بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه　　ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره
برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه　　مگر چو صفر عدد بر فزوده سال گره
باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال　　ابر شماره هر ریزهٔ　　ر ال گره
بقلب تست چو آدم لآلی بسیار　　ببد سگال تو افتد در انفصال گره
شها بابرو تو کان ذو قوس وادنی است　　مباد هیچ گه از غصه و ملال گره
برشتهٔ امل و شمنت کمند مثال　　همی فتد بتو الی و اتصال گره
چو رشتهٔ المش خواستی شود کوته　　سر عدوی تو گردیده بر نصال گره
زانکه سفته سنان تو بند بند عدو　　پدید گشته ز سرتا بپائے نال گره
حباب تیغ تو هیجا مغارق اعدا　　سمند تست نهنگش بیال و بال گره
ز سهم رمح تو دشمن گمر شسته شود　　چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره
مگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو　　و یا گریسته باطراف و خبال گره
اگر عدو سے گره بر همی برد گر ہے　　ز لا بزلل نیفتد بلا زوال گره

هلال نا که رکاب تو گرد از سر شوق
به زیر آید و گردد بدبر دوال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت
چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بهست
ز بدر برزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاه بود با کشاده پیشانی
نروز چین بجبین یا برد لال گره

کشود نافه و بشگفت غنچه از خلقت
بهیچ شئ نپسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجای بغیر قلب عدو
ازانکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو
ز قطرهای عرق بسته انفعال گره

نسیم حلم تو زلف بتان پریشان کرد
ازانکه بسته بدلها باختفال گره

بخصلت اش نپسندی گره ازان ابناء
که عادلان نپسندند بر خصال گره

ز بسکه صیت نوال تو رفته در عالم
بارتجال زد و ستند بر رحال گره

رحال را سر پشت جمال می بندند
چنان بهیچ حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زرد طوق گوش بخشی
بدوز پوز نه بسته هست بر بغال گره

بصرههای زر و سیم چون گره بزنند
کشاده ز سر شان نواز نوال گره

گر نوال تو ملاح همچو بازرگان
نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی ریزند
فتاد بر دهن سائل و سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق
ز تنگهای زرین بسته بر جلال گره

موطنم بمدیح تو در دکن شاها
همیشه داده کمر را با متثال گره

چو نیست هیچ کسی تا که قدر من داند
زدم بدامن عزلت با اعتزال گره

رسد بخاک نشینان ز رشحت از فیض
ز قطرهای سحابت بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو / نہ از مقال کہ گردد بلب سوال گرہ
چنان دہم زگہرہائے کار خود بتو عرض / فتد چو در گرہ ہم بے منال و مال گرہ
مرا زچشم وفا نیز این اشارہ رسد / کہ در وجود و عدم ہر دو نشان مآل گرہ
شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل / گشودہ ام بمقالات انفصال گرہ
چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان / چرا بمدح بیفتد گہ مقال گرہ
مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد / جبال قافیہ ہا یم بقیل و قال گرہ
نہم چو نیل بکہسار نقط روئے سخن / روان کنم و نیاید دران مجال گرہ
زتیز زبانی من بین درین چکامہ نغز / ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ
سخن گرہ بزبان سخنوران کردم / چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ
سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند / نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ
مرا بعرض ہنرہا کشایشے دگرست / اگرچہ طبع ملول شد از ملال گرہ
اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صد بار / ولے نہ بستہ یکے ہم با بتذال گرہ
صبا بگو بغزال غزل سرا از من / کہ نافۂ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ
گرہ زبستہ ام و بستہ ام گہر ز انصاف / ہمین بعرض رساند از زبان حال گرہ

من اشعارہ الہندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے / ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے
یہہ دہان قفل ہے یا قفل دہان یار ہے / کہیئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے
ہے یہہ دہتبے خون کے کیا آپکی تلوار پر / یا کہ آب تیغ سے پہولا چمن آہن میں ہے
آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن / تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
زندۂ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا

سر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائین گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ
تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
ہے مجھسے وہ دور اور ہے دمساز رقیب

کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام
گر چہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین

نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
سچ بتا دعوی مسیحائی کا پھبتا ہے کسے

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
کسطرح کھا گئے ان سینتون سے دھوکا

ارباب تیغ کا فرکا بھجن آہن مین ہے
دیکھئیے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے

گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

ولہ

سامان ملے کہان سے جو ہم گھر بنائین گے
توڑین گے بار بار مکرر بنائین گے

ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے
عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائین گے

رباعی

یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب
حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجسے قریب

غزل

ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین
ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین

تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہین
سرو مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین

نقد دل آپکو لاکھہ بھلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص - غلام محمود نام - ابو السعین کنیت - آپکی ولادت باسعادت بانگرعرف ادہونی مین واقع ہوئی - اور آپکا نشو و نما وہان کی آب و ہوا مین ہوا - آپ عالم شباب مین تقریبا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے - حافظ قرآن تھے - آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبہی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تہے۔ جب تراویح مین قرآن سناتے تہے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تہے۔ تراویح کی نماز مین کسی حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تہی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے تہے۔ نہایت ہی خوش الحان تہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ عین عالم شباب مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہئے۔ بناءً علیہ وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسوبہ ہمراہ لیگئے تہے والدین کی خدمت مین بطور نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچہہ والدین نے شادی مین خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا زندگی جو کچہہ پیدا کرتے تہے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے رکہکے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تہے۔ والدین کی زندگی تک وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے محلہ براق پنجی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل مدسے حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدرالدین صاحب و حضرت مولانا شاہ سعد اللہ و غیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ غیرہ سلاسل کی اجازت پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ۱۲ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا سامعین نے توجہ سے سنا۔ نواب صاحب آپکے حالات سے واقف ہوے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب ترجمہ مدت تک نواب صوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین فریزر صاحب ریذیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب کی خدمت مین لکہا کہ کوئی لائق منشی بہیجے۔ دیوانصاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔ منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتہہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بہیجدیا۔ انصاحب دیوان نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دارالانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک سالار جنگ و ریذیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی اکیسو پچاس روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دوسو ماہوار مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیما بین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکہا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سر مو کوتاہی نہین جائز رکہتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوارسے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبدارون کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبدارون کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۲ھ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ترجمہ کے تفویض رہا حافظ صاحب ترجمہ نے جب دوبارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام تاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تھا ۱۳۱۵ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکھتے تھے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب عالی قدر حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار منتشر کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب اعزہ کی خدمت مین ہدیتہً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

ما زعشق بہ صبر ست و آن نبود دل مارا		خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل مارا
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل مارا
ہنر ابروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا	ولہ	میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جویاست دلم ناوک مژگان ترا	ولہ	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	ولہ	زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	ولہ	مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا
عزم مدینہ باز بود در وطن مرا	ولہ	ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرۂ پر تاب	ولہ	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	ولہ	بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب	ولہ	کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب
بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو		بزیر پائے مراست و بر سر آتش و آب
تا در دلم خیال لب نوش دلبرست	ولہ	مستغنی از تصور تسنیم و کوثرست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش بہ این دل لب تشنہ رہبرست
کسیکہ گدائی کوئے تو اختیار کند	ولہ	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند | ولہ | آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند

در چمن آن گل نورستہ اگر می آید | ولہ | غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید

عشق احمد کا گلے جبکہ مین ڈالا تعویذ | ولہ | وحشت و حزن و جنون میرا بڑہایا تعویذ

نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے | ولہ | رکہتا ہون نام محمد کا مین ستہرا تعویذ

خط بر خسار تو دارد شوکت شان دگر | ولہ | گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر

ہر خم زلفت بپائے دل بود بندے دگر | ولہ | میشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر

چو حسن جلوہ کند با رخ جہان افروز | ولہ | بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز

بی روئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز | ولہ | در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز

درد تو مرا انیس جان بس | ولہ | دل را غم چون تو دلستان بس

مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش | ولہ | ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش

نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص | ولہ | عشقش بگشت از پئے تجدید وجہ خاص

از سراپائے چمن روئے تو ام باشد غرض | ولہ | از ہواہائے چمن بوئے تو ام باشد غرض

ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط | ولہ | چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط

الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ | ولہ | جواب قالو بلی کا دیا خدا حافظ

تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع | ولہ | از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع

تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ | ولہ | مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ

اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف | ولہ | پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف

سرور ایجاد و تکوین است عشق | ولہ | مظہر پیدایش دین است عشق

مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک | ولہ | ز مہرۂ لب نوشین تو بایدم تریاک

ساقیا گرد چمن ریخته گل بر سر گل	وله	خوش بود موسم گل باغ مل بر سر گل
زان لقبی که بر زنجیر زلفت او دارم	وله	هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم
گرد تا طفل سرشک من وطن در آستین	وله	سر چه طوفان نماید هر شکن در آستین
شاهی کم بود بدل گدایان کرم او	وله	عدل است بما هر چه رود از ستم او
ای از فروغ نور رخت نور آئینه	وله	با زیب طلعت تو صفا پرور آئینه
غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی	وله	سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی
غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل		در چمن مراد دل سرو چمان کیستی
زلف کج تو دام دل لعل لب تو کام دل		چون نشوی تو رام دل در پی جان کیستی
صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر		ای دل زار گو که در فکر میان کیستی
در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم		تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی
نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی	وله	نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی
دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی		روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی
ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان		ز که بر کهربا جاذب نمایان ساختی رفتی
ز مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینی		بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بہت پرفن ہوا	کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا
جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا	پھر نہ بار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا
جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے مین وہان	کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا
دلمین اپنے راتدن روئے بتان کا ہے خیال	یہہ چراغ دیر بیت المقدس مین روشن ہوا

ولہ

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الوریٰ سے ربط | کیونکر نہو وے اسکو ورا الوریٰ سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام | رکھیے نہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط
حشر و نشر کا ہول نہوگا سے مجھے کبھی | رکھتا ہوں دل سے شافع روز جزا سے ربط

ولہ

کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیاں | آتش فرقت سے جلتے ہیں ہمارے ہڈیاں
ہوویں سگان کوچہ محبوب کے یارب نصیب | تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیاں
دام میں گردم نکلجائے تو اے صیاد تو | تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیاں

ولہ

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہیں | کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہیں
سیر گلشن جو کیا کرتے ہیں | گل سے بلبل کو جدا کرتے ہیں
عارض و زلف پہ چہڑکتے ہیں نمک | ہم سے مت پوچھیہ کیا کرتے ہیں
دن کو والشمس کا کرتے ہیں حفظ | رات واللیل پڑھا کرتے ہیں

ولہ

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے | اے سرو خراماں تو بتا تجکو کہ کیا ہے
دل کیوں نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف | یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار | محراب حرم میں یہ سیہ مست پڑا ہے
دولت ہے ترے خاک نشینوں کو میسر | یہ سایہ دیوار ترا ظل ہما ہے
جوں نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی | پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام۔ عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص۔ میر شہاب الدین نام۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب عماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دلّی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین
ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری
مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے لشکر مین تھے کہ ایک ساتھ تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قئے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہر دلّی مین واقع ہوئی نشو و نما بھی وسی شہر فیض اثر
کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اُسوقت آپکی عمر آٹھ برس کی
تھی۔ والد ماجد آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کر گئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندون کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجکو بادشاہی دربار
دکھلائیے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ بھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق
نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپ سے کوئی
سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سونچ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اُسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھہ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے ہین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت - تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون - بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے - مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تھی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے - بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہر چند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے - اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عم
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آبا و اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک یابو و چابک ہند مین وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے - اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر معزز و ممتاز رہے - کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھہ مین گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گذار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے - بادشاہ نے صفدر جنگ سے یہہ
فرمایا اتبک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کرین گے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا - آپ چند مدت تک بادشاہی ظل عاطفت مین رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کردیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیرالامرائی پر رہے - چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد — طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدار المہام تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کر دی - ہولکر کو بمقام خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوی - بیہجا با علی الصباح ہولکر کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا - اُسسے تیموریہ خاندان کی بڑی ذلت ہوئی - اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کر کے دارالخلافہ دلی مین پہنچے ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کرا کے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو امیرالامرائی دلائی - وزارت ہوتے ہی اُسی روز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷ھ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو مع والدہ شاہ مقید کر لیا - اور معزالدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیزالدین کو تخت نشین کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا - پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ ہجری مین - پہر چند مدت کے بعد عزیزالدین عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا - اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا - آخران تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہو کر چند مدت بندر سورت مین رہے - اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے - حرمین سے مراجعت کر کے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ۱۱۸۹ھ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے - آپکی اولاد مین نصیرالملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی اولاد مین معلی جاہ - قطب الملک - حمیدالدولہ - مجیدالدولہ - مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے تمام کو جاگیر بسیر حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے اونکی بہائیمین ایک بزرگ حاضر دربار نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر پربحال و برقرار تہے۔ مجیدالدولہ بہادر و حمیدالدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تہے۔

گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تہے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے تہے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تہے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تہے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتہہ رکہا۔ آپ شعر گوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکہتے تہے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تہے تحریر و تقریر و حاضر جوابی مین بے بدل تہے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے مرغوب و دلپسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مرزا اے سنگدل خونم	ولہ	کہ بعد از کشتنم سوے ندارد لب گزیدنہا
زخط گرحسن خسارت فزون ترشد عجب نبود		صفائی تازہ دارد سبزہ گرد دمیدنہا
ابکہ ازروز قیامت خبرے می گوئی		گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
دوستان نیست عجب گربدل آرام نیست		کہ بکام دل ناکام دل آرام نیست
تہیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست		بردل نشست خوب نشست و بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بما نیست درست	وله	که هست لطف تو در شیوهٔ شکست درست
بگو چه چاره کنم از پی تو ای سر فکر		نماند جیب من از دست برد و سمت درست
زباغ رخت سفر در بهار نتوان بست	وله	شگوفه بر سر شاخ است بار نتوان بست
کفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت	وله	بنده ام سودای دل را کان خرید و این فروخت
دولتی ست نصیب تو اگر دیده ترست	وله	چشم گر اشک ندارد صدف بے گهرست
تا چسان آگهی از حال منش دوست دهد	وله	یار من بیخبر و نالهٔ من بے اثر است
غمزهٔ چشم فزون سازنت مرا از خویش برد	وله	آنچه عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد
یار برداشت نقاب آئینهٔ صاف بیار	وله	جلوهٔ مفت است اگر دیدهٔ بینا داری
بادشاه کشور دین حضرت مرسل که هست	انتخاب قصیده	جمله موجودات از نور وجودش آشکار
گر بخاک تیره اندازد نگاه فیض بخش		ور بسنگ خارا بگشاید لب اعجاز بار
سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین		خاک تیره گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت - میر محمد نعیم

نصرت تخلص - محمد نعیم نام - دلاور خان خطاب - وطن سیالکوٹ ہے - آپ کے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت مین ملازم تھے - دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوکے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز - میر محمد نعیم صاحب جمہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا - جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس مین ممالک دکن آصفجاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن مین آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پھر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پھر محمد نعیم آصفجاہ کے سایۂ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین تا عمر زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضۂ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم — نصرت پیش زجان و دل تسلیم است
عیسی ست بزندہ کردن مردہ دلان — ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ برار توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بے و می نابے کہ میسوزد مرا — آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
وله
پست فطرت را بود معراج روز ہا فتن — مور را تخت سلیمان ہست سنگ آسیا
وله
می دہد از شام غربت صبح وطن — بیکسی نداخت آخر کار ما را با خدا
وله
بسکہ وا رود داغ حسرتہا دل پرورد ما — جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
وله
صبح محشر شد و از شب باقی است — سخن از زلف ایاز ست امشب
وله
رہروے را بخرد کار است — ہست کو رنگ برویش بار است
وله
از لب قمری بگوشم خوردہ این حرف بلند — سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگریست | وله | آرزوی عالمی از بسکه بیجا رنگ ریخت

اینقدر بیخود مشو از سیر چرخ صبح و شام | وله | در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط | | نان خشکی دارد آن هم صبح هست و شام نیست

فراموشی می پیمانه رنگیست | وله | ز خود رفتن ره میخانهٔ کیست

کسی بد گهر ز صحبت نیکان رسد بفیض | وله | گر سنگ حجر و کعبه شود بی شرار نیست

نصرت بلاکش شب پروانه میشدم | وله | ور بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

آئینه پیش تابش دلیل ست | وله | از ما دل یار بی خبر نیست

سوی دلدار میروم نصرت | وله | سفر رو بآفتاب این است

ذره با خورشید چشمک می زند | وله | جام هستی اینقدرها نیک و زشت

ناله کردن بر سپهر چرخ کار هوش نیست | وله | آسمان را صورت گوش است ما گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید | | نگر آئینه دیده می آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع | | گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعا بدامن نازش نمیرسد | | دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد | | آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه گردی مرا در کعبه و بتخانه برد | | گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود

نامه را امروز از دستم شراب ناب برد | | ما بدا از فردا مترسان دفترم در آب برد

بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد | | بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز | | کسی که در ره حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد | | این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بی آبروی تو از نظرم نور میرود | وله | این تیر بی کمان چه قدر دور می رود
دارد شکست رنگم امشب بهار دیگر | وله | می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر
من چه خونها خورده ام در کار دل | وله | دل نمی آید بکار من هنوز
صفحهٔ سادهٔ فلک مفت است | وله | سخن چند یادگار نویس
تا ابد زندگی کرامت کن | وله | بسمل ماست برهزار نویس
دامن کشیده از من چون آفتاب در شب | میرفت و میدویدم چون سایه از قفایش
حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد | در کشورش مباش بقید فرنگ باش
هوس عشق به پیری چقدر نادانی است | شمع گیر آمدن ماهست شب ماه غلط
هستی شمع فنا در هستی معشوق اوست | ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع
خوشدلی را گر بود لازم فراغ | بیدماغی نیز می خواهد دماغ
نوری بهم آسان کرده پرتو بخلق | روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ
جان بحسرت دادهٔ زلف ترا در روز حشر | نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف
مگر تو دامن نازی فشاندهٔ بهوا | نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق
دل چو شد آب نمی گردد خشک | چاه سیماب نمی گردد خشک
آب زمزم هم کجا سنگ ترا تواند کرد پاک | نیست زاهد را میسر شستشو از آب تاک
گلشن از یاد رفت از بسکه می بالد بخود | نمیتوان امروز چیدن از سر دیوار گل
چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا | نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم
از وفا رنگی ندارد نو بهار روزگار | برگ این گلستان را چو بو گردیده ام
ما را که تواند ز دل سخت تو برداشت | چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ نما کہ ہمچنین	ولہ	شام فراق چون رسد زلف کشا کہ ہمچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوہ دہ		عمر دوبارہ چون رسد باز بیا کہ ہمچنین
ہر کرا دوست گفتہ نصرت	ولہ	گلہ او نمی توان کردن
چو ہرش ہمچون سپند روئے مجمر می برد		آتشئے تا در دل آئینہ زد تمثال او
بے حجابانہ کجا تنگ بہ برمی آید		تو کہ از جلوہ کہ آئینہ تر می آئی
زلفش پائے تو صد رنگ گل تو ان چیدن		بگل کہ می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر۔ مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص۔ مہدیعلیخان نام حیدرآبادی لمولد ہے۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ اور نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین پایا سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی۔ شعر گوئی کا شوق ہوا۔ طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا۔ چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا۔ لچھمی نراین نے گلرعنا مین لکھا کہ مین جب ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریب خانہ پر مکرر ملاقات کیلیئے آئے باہم مشاعرہ رہا۔ نیر پسندیدہ سیرت و خوش اخلاق ہین انہی آخر ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست	اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کردہ است	نیر امروز یار مے آید +

بوسہ از گلعذار می خواہم
نیراز مرتضی علی بہ نجف
سینہ چاکم بگلعذار رفتم

ولہ

غنچۂ یادگار می خواہم
گوشۂ قبر وار می خواہم
داغدارم بلالہ زار رفتم

نگہت محمد یوسف برہانپوری

نگہت تخلص۔ محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے۔ آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ چک سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش کلام تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندہتا تہا۔ گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تہا۔ آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تہی۔ جو کچہہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تہا۔ ملاحت و فصاحت سے بہرا ہوا۔ لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ سامعین کو سننے سے لذتے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تہی۔ اوائل مین امیر الامرا کی خدمت مین تہا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا۔ جب اعظم شاہ باپکے طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا۔ نگہت بہی ہمرکاب تہا۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکہتا تہا بیشمار صلے و جائزے پاتا تہا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا۔ مزاج مین شوخی و آزادی تہی ہجو کرنے مین بہی استاد تہا۔ اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تہا تو اوسکی ہجو کرتا تہا۔ چنانچہ اسد علیخان جو ایک تاقی نہین رکہتا تہا۔ اور پنجہ انکا بنوا کے جاتا تہا۔ اوسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین دلی ایجاد کرد ✣

ناخنے درنده ترا زتیشۂ فرہاد کرد* در مقام شوه ازبس سخت گیری میکند
ازبرائے زرگرفتن پنجۂ فولاد کرد* واشعار ہرایک قسم قصیده وغزل و مثنوی رباعی
سے رکہتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمرالدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکہا ہے۔ کتاب معانی تازه و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات باربہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد برہ* من اشعارہ الفارسی

زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا		نصیب گشت شبے پابوس مرا
کہ غیر خشم چو با دامنیت یار مرا		زپائے تا بسرم محو انتظار کسیست
بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد	وله	نگردد رفعت و نیائی من بےکشمکش حاصل
فرہاد نامہ لے بت شیرین وا نویس	وله	گاہے جواب خط من اے دلربا نویس
آنچہ در کیسہ من بود ہمین پیش تو قرض	وله	ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض
آن بود پیشکش نازه تو این پیش تو قرض		من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ
نکہت امروز طلب کرده چنین پیش تو قرض		دلربا باز بیا بوسہ بده باز بگیر
آنتو کشیده کہ دارد لباس عریانی	وله	بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم

نصیر۔ شاه نصیرالدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیرالدین نام۔ چونکہ آپ سیاه فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میان کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی
المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر
کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقد ہین
گہر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گاؤن بادشاہ کی طرف سے
آل تمغا معاف تہے۔ مثلاً۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ سلیم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیرآباد
دہلی کے قریب مین ابتک ۲ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے
کہ فی الحال سولہرن ایک گاؤن بلبگڈہ کے علاقہ مین عبد اللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر
بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد ماجد
نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادیب موزون نوکر رکہکر تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی
مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین
حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر بہی
آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی
معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر
دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے
ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ
پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ	کہ جاڑے سے بڑا بیدرد ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجکو بس ہے	کہ وہ مجکو اڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنؤ گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمائشی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوئی پڑہی جسکی ردیف وقافیہ عسل کی مکہی -
محل کی مکہی تہا - اُسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
مکہی بیٹہی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکہی تو نہ بیٹہی - ایک نے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اُٹہاتا ہے جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ تب لکہنو سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدر آباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام صلے لیکر دہلی چلے گئے - اب چوتہے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندولال مہاراجہ بہادر نے سنہ ١٢٥٢ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر
بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدر آباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کر دیا یعنی ساڑہے سات سو روپئے ماہوار
کر دی - علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدر آباد مین تمام امرا و علما آپ کی
عزت و آبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپ کی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے اب کے مرتبہ
آپ حیدر آباد مین ایسے جمے کہ پہر تا بمرگ دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ سنہ ١٢٥٥ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین دیتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع
ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدر آباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نا ورالوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین۔ مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر یہہ سمجہہ لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی درست نہین سکتے رطب و یابس مین تمیز نہین کرتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر بہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چپک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیے شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اُٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ و جوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین رستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ مہترانی کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچے گا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصائل تھے شگفتہ کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی وعظمت شرافت نے شان وشوکت دوبالا کردی تھی مجلس میں لطائف وظرائف کو اس خوبی وحسن بیان سے ادا کرتے تھے کہ ہزاروں خوبیاں آپ پر صدقے ہوتی تھیں۔ ہر بات میں واہ واہ کی آوازیں نکلتی تھیں۔ خوش مزاج وزندہ دل تھے جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے بچوں میں بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل ومیلے میں شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہیں۔

لطیفہ۔ آپ ایکدن دلّی میں بہادر شاہ کی بسنت میں گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے کہ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتھ سونے کا جڑاؤ بنوائی تھی وہ اسمیں بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا استاد اسپر کچھ کہنا چاہیے آپنے اسیوقت فرمایا ؎

اس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھ	شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
پھر پروانہ یہہ نکالی ہے	چوزہ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اسکے سرپر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہیں تیری رضائی سرپر   مہ جبیں رات ہے تاروں بھری چھائی سرپر

لطیفہ۔ دلّی میں ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تونے کیا ایک اشارا نہ جیا   نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلّی میں تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمیں جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ہے ؎
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسیٰ خان کا گھر موسا ٭ لطف یہہ ہے کہ دونون بھائی
شاعر تھے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تھا اور یہہ دونون شاعر حیدر آباد
دکن آئے تھے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوگئے
تھے اور یہین فوت ہوئے ۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر مشاعرہ و مناظرہ رات پچھلی پہر کرتے تھے
ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تھا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے
سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکھانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد
سنائے ہر طرف سے داد و تحسین پائے ۔ شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کے طرف
متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین
تو مناسب ہوگا - آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا
آپ خفگی سے منہ پھیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بھی نہین کہ کوئی صورت
دیکھنے کو نوکر رکھے گا یہہ نہین تو پھر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی
آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا ۔

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تھے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی سیر مین
گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹھ گئے حقہ پی رہے تھے اتفاقاً ایک نوابصاحب
آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تھین اور رقص سرود
ہو رہا تھا - نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بھی بالائے طاق مین - آپنے
فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹھا ہون آئیے تشریف لائیے ۔

لطیفہ - ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اُترے کئی دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی چاہ تو وہی گرمی ہین -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائے اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی ہے ه

اے نیر برج آسمان اقبال	ان رنگترون پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا	لیکن انجام یہہ ہو گا کفن سرخ ترا
مجھکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال	یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دسترس پاؤن تک اُس شوخ کے مجھکو ہے یہان	کیونکہ رتبہ نہوا اے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل	رخ گلنار دہان ہے چمن سرخ ترا
شیشۂ بادۂ گلرنگ نٹپکے ساقی	جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھ	بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود	لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل	لہو کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدن شوخ ترا

ولہ

تو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
بل بے تری شرارت یہاں تک کبھو نہ آیا

ہوا اس ہین سے روکش لیلی صبا کی کیا ہے
غنچے کے آہ موہنہ سے کسدن لہو نہ آیا

زندان دکھا کے مت ہنس اے بخیۂ گریبان
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا

کیا جانئے یہ گیا تھا کس منہ سے روکشی کو
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا

برگشتہ بخت ہم وہ اس دور میں ہین ساقی
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو نہ آیا

موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
کیونکر کہوں کہ اسکو کار رفو نہ آیا

آخر کو کہکشان ہے یکسر وہ مانگ نکلی
اسبات مین ہمارے فرق ایک مو نہ آیا

کشتی دل تو وائے موج خطر مین ڈوبی
چین بر جبین ہو کسدن وہ روبرو نہ آیا

کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہنچے گا تا گریبان
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا

اپنے بھی بعد مجنون یارو ہوا بندہی ہے
لے گرد باد خیمہ کب کو بکو نہ آیا

تا محرم ہون سے تم نے کھلوائے بند محرم
مین تو بھی آہ لیکر کچھ آرزو نہ آیا

ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

ولہ

اے اشک روان ساتھ لئے آہ جگری کو
عاشق کہیں ہے فوج و علم اٹھ نہیں سکتا

سقف فلک کہنہ میں کیا خاک لگاؤں
اے ضعف دل اس آہ کا تھم اٹھ نہیں سکتا

سر معرکہ عشق مین آسان نہیں رہنا
گاڑی ہے جہان شمع قدم اٹھ نہیں سکتا

ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل سے خلش خار الم اٹھ نہیں سکتا

دل پر ہے مرے خیمہ ہر آبلہ استاد
کیا کیجے کہ یہ سنگ غم اٹھ نہیں سکتا

ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت
اے معتکف دیر و حرم اٹھ نہیں سکتا

یون اشک ہے مین پڑین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلۂ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

وله

شب کو کیونکر تجکو ہے پہبتا سر پر طرۂ ہار گلمین
جون پروین و ہالہ تہا سر پر طرۂ ہار گلمین

رونق سر پہان داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہیے تجکو غیرت لیلی سر پر طرۂ ہار گلمین

شعلہ کہان آنسو مین کہ شب شمع کہی ہی محفل مین
تاج زر اور ہوتیو نگا سا سر پر طرۂ ہار گلمین

بال پریشان مین کاکل کے بیچ گلمین مین پکڑے ہی
یون رکہتا ہے وہ مت والا سر پر طرۂ ہار گلمین

حق مین ہے ہر طائر دلکی باز کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجھکو دکہلا سر پر طرۂ ہار گلمین

شملے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے ہین
کیونکر نہ دیکہین رند تماشا سر پر طرۂ ہار گلمین

رشک چمن تو سیر کریگا جبکہ کنار جو ہو و لب جو
فوارہ اوپر ہوا کے رکہیگا سر پر طرۂ ہار گلمین

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر پر طرۂ ہار گلمین

کیفیت کیا ہو جب ساقی سوے چمن طاؤس اور قمری
ابر و ہوا مین رکہین مین تہا سر پر طرۂ ہار گلمین

ہے یہ تمنا میری جی مین تو تجکو دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین مینا سر پر طرۂ ہار گلمین

اور بدلے ردیف قوافی لکہنے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیب خوب اٹہایا سر پر طرۂ ہار گلمین

وله

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدھا پیری مین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

وله

بادہ کشی کے سکہلاتے مین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے مینے جو دیکہا دو ہین مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان و زروشنت آنکہون سے
یون نہ برستے دیکہے ہونگے ملکے کسی نے ساون بہادون

تاکنے کو پہرتی ہے بجلی اسمین گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگنے ہین سینے ساون بہادون

بہولے دم کی آمد و شد ہم یاد کرین جہولیکی پینگین
سوجہے ہے بے یار نہ ینگے آہ یہ جینے ساون بہادون

کیونکر نہ یہہ دل ہائے تنگ گرگرائے بادہ پرتو برسائین
کان گہر چہٹ رکہ کے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ سمجھے کھیت کو دہقان ادب ون سے
ابر سیہ مین کبھی نہی نکلون کی قطار اس شکل سے ہمنے
سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون
پتنگ کیونکر نہووے حیران کہ شمع سکو دکھا رہی ہے
نہا کے افشان جو جبین پر نچوڑ زلفون کو بعد اسکے
کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کہ ہے فصل بہار شبنم
کرو نہ دریا پہ میکشی تم ادھر کو آؤ تو مین دکھاؤن
کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم مہر زمانہ مجھکو
وہ تیغ کھینچے ہوی ہے سر پر مین سر جھکائے ہون نشانۂ تیر باران
غضب ہے چین جبین پہ وہ کیا ہے بدن ٹپکتے ہی ہے پسینا
نصیب لکھی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
ولہ
نہان ہے کب چشم پر شرر سے فلک پہ بجلی ہے تیغ باران
دکھا کے تم تشنہ جلوہ جو دیکھو فوارہ کا تماشا
وہ مہر وش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
وہ طفل تسا جبین قشقہ جو کھینچے سورج کو دیکھو پانی
وہ پٹہ سر پر ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتھ مین ہے
تو اپنی پگڑی پہ کھینکے طرہ جو کھیلے پچکاریون سے ہولی

برساتے ہین تو یون مین پہر کے نکلنے ساون بہادون
یاد دلائے پہر کے تری زندان مستی نے ساون بہادون
ولہ
نکل کے دیکھو تنک اپنے گہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے اک سیر و پہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عزیزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکھاؤ عاشق کو اس شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہا ہے عجب طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
سر شک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دکھائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی ہے تیغ باران
دکھاؤن ہے آرزو مجھے کدھر سے فلک پہ بجلی ہے تیغ باران
عیان ہے یار و نئے شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہاد ہی ہے کہ یون کسی شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تو بہ صد آہ آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے تشنہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تو کیون نہ دل دیکھنے کو تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکیونکہ چمکے یہ کیونکہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دہان وہ غرفہ میں تا بہ رخ ہے یہان یہ اغرہ پہ ہم ہے
عجب ہے کچھ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے بیکسون نے
وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پہسلتے تہہر پہ جاکے بیٹھا
نصیر صلہ آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین
خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکہی
سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھہ
بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
تیرہ بختان ازل کا کبہی دیکہا نہ فروغ
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند
اُن کو کیا کام تو کل سے جو بن جاتے ہین
ہوگیا ہے بہہ تری چشم کا بیمار نحیف
ریس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
صنعت لعبت چین دیکہہ لا جا کر تو
دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے
سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر

ولہ

یہ حسن لفت کے ہے تمرسے فلک پہ بجلی ہے ق باران
مدام یہان دیکہہ اتر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
پکاری خلقت و سر دہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے مضمون تازہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
روح فرہاد لپٹ بنگئے جبل کی مکہی
ہاتہہ ملتی ہے پتہورا کے محل کی مکہی
نہ ترسے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکہی
شبکو جگنون کیطرح اُڑ کے نہ جہل کی مکہی
بات مشکل تہی مگر تو نے یہ حل کی مکہی
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکہی
نہ اُڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکہی
نگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکہی
دیکہنی گر تجہے منظور ہے کل کی مکہی
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکہی
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکہی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ امانت خان مرحوم خوافی کے بنائرمین سے ہین۔ آپکی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوتی۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے ۔ فارسی ہندی دونون زبانون مین موزون کرنے لگے ۔ آپ شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تہا آپنے اپنی مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجہے بیت استاد کی یاد تہی	نہ یہ بیت تہی بلکہ فریاد تہی
میرے پر عجب طرح کے درد مین	کہ سب دور داس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر ۔ امراء اورنگ آباد مین جلیل القدر تہے ۔ سخن سنجی مین امراء مین کوئی ایک فرد بہی اس فن و فکر کا نہین تہا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی بہا خوش تقریر و تحریر تہے ۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال تہے ۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تہا ۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا ۔ پہر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا ۔ آپ سخن شناس شعرا دوست تہے ۔ شعراء و علماء کے ساتہہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تہے ۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تہی ۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تہی ۔ ہر ایک غریب و غربا کے غمخوار و مددگار رہتے تہے ۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تہے ۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بہی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین ۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین ۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم و خیر خواہی مین مستقل و راسخ دم تہے ۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب و مقصود ہوتی تہی ۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تہی ۔ انہین کارگزارون کی امانت داری و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تہا ۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تہا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب ممدوح ۱۲۱۲ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعاره الهندی

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا
تو دل ان گندمی رنگون کے اپنے تئین پہنس جاتا

وله
نہ ہوتے شور و نالے سے مرے آنسو اگر جاری
نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا

وله
بلبل سات میکشی رات وہ گلفام تہا
سرو مینا پاس مے مجلس چمن گل جام تہا

وله
تم ہوئے گل ہو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کے پات
روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا

وله
کیا ہے تجکو محبت نے دلربا کے اسیر
پڑے ہے دل کی گلے بیچ زلف کی زنجیر

وله
ظلم ہے اس وبن خوشی باد نسیم
اس چلے دلکو میرے بہڑکی لگاتی ہے بہار

وله
غم کی قمری سرو پیرا ہو کی کرتی ہے شور
آب جو لوہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور

وله
ہماری جانکا دفتر ہوا سیاہی سے ابتر ہو
نکہ نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

وله
مین پوچہا شوخ سے کس ستم کا ہے یہ دل تیرا
کہا اس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجہے مر مر

وله
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم
کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

وله
دام مین کر و بیچ جلدی تا نہووین آزاد ہم
آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

وله
ہم اگر ہوتے تو لیتے آنکہون سین آتی جو شیر
اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم

وله
ہنستے ہو طفل دیکہہ عبث مو سفید پہ
گریہ پیری مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

وله
گہٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری
برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

اشک دریا سے میرے اب ناخدا ڈرتا ہے — وله — ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین
دل کہین اور پہرتی ہے دانۂ تسبیح کو — وله — ہے خلل ان زاہدون کی سبحۂ ایمان مین
مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون — وله — جیون عندلیب وجدائی کشیدہ ہون
بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے — وله — ترشح ابر کا ہو وے سبزہ ہو وے اور بجلیان چمکین
جان جانان آملا ہم سین جدا ہوتا نہین — وله — جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین
کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر — وله — یہ بانکپن کی طرز مین کس نے سکہائیان مین
یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین — وله — آنکہون سے جبین تیرے آنکہین ملائیان مین
جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا — وله — یہہ کوہکن کی باتین ہمنے نبہائیان مین
ہے جی مین وصف اُسکا کس کس منہ سے کہئے — وله — جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے
باتون اوپر کیا ہون اُسکے نثار جی کو — وله — اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے
اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے — وله — زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے
شب تاریک مین کرعزم ہوی سیر کا تمکو — وله — تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے
تیرے زلفونکی سایہ مین دوانا کردیا سبکو — وله — گریبان چاک کرتا ہات مین نشتر نہ آتا ہے
رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ — وله — صبح تیری زلف دیکہا اُسکی یہہ تعبیر ہے
مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود — متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے
مسکرا خنجر کو لے چہاتی چڑہائے پر جفا — عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے
موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے — دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے
بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن — مردم چشم میرا مردم دریائی ہے
نہ خبر ہے دلکو جہانکی عجم بیخودی سے وہ مست ہے — کہ خیال چشم صنم اُسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپکا والد شاہی منصبداروں مین تھے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت وپرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بھی الدسے تمام کین ذہین وفہیم تھا موزون الطبع وخوش فکر تھا سخن کی صلاح مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تھا۔ خوش اخلاق اسم بامسمیٰ تھے ہر ایک سے خاکساری ونیازمندی کے ساتھ ملتے تھے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تھی ہر ایک سے دلّگی ومزاحت فرماتے تھے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تھے آپکے چند لطائف اس قسم کے تھے کہ آجکل کے مہذب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس سلئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکھا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی واردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تھا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال ۱۲۰۰ہجری مین ہوا۔ من ۲ شعراء الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہ دکہلاتا
تو گل کا رنگ خون یا تا نہ مرجان سرخ ہو جاتا

ولہ

سہرا پا جل گیا گلشن مین نافرمان کی پرشمین
مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت

ولہ

رنگ آنسو خامۂ مژگان سیتے دیکھے صفحہ پر
کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم

ولہ

ایک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل
جیون بگولہ اُڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم

ولہ

مست چشم دلربا کسطرح آجے ہوش مین
کیا گذرہے نا صحون کو بزم نوشانوش مین

بہو لکر مت توڑ گلچین کرحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھہ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے
باغین جب آوے جو شخرام سے غنچہ لب	گل پیالہ بادہ شبنم سر مینا کیجیے
کیا ہوا گر مہر خاموشی کئے ہین لب پہ ہم	گر فغان کیجیے تو ایکدم حشر برپا کیجیے

ندرت ـ میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص ـ میر نجف علیخان نام ـ اورنگ آبادی الاصل ہے ـ میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین ـ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پر سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تہے ـ آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبدارون مین تہے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا ـ موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تہے ـ ہوشیار و معاملہ فہم تہے ـ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تہے منصف مزاج و حق پسند تہے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تہے ـ جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تہے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تہے ـ وزارت خان نثار کے ہم سبق تہے ـ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے ـ لطافت و نزاکت سے خالی نہین ـ آخر آپ ۱۲۱۳ ہجری مین فوت ہوئے ـ حمن ۲ الشعراء ۲ الہندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتئیں ہاتھ دہو کر اٹھے — ہم دکہیاروں پاس جو بیٹھے رو کر اٹھے

ناطق - میر محمد ماہ ندربارہی

ناطق تخلص - میر محمد ماہ نام - مولد و منشا ندربار خاندیس ہے - اولاد میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہیں میر اکبر علی حاجی تخلص ساکن فرخ آبادی کے شاگرد ہیں - جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا - صوفی المشرب فقیر دوست - آبائی طریقہ پر مریدان طریق کی ہدایت کرتا تہا - خاندیس برار میں اکثر آپکے مرید تہے - گذراوقات مریدوں کی ندر و نیاز پر تہی - متوکل و قانع تہے - کسی سے سائل نہیں ہوتے تہے - سنہ ۱۱۷۷ ہجری میں بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے - وہاں کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے - آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں فوت ہوئے - من اشعارہ الہندی

آیا تہا مست رات تو وہ بہی پیا ہوا — انچل زری کا ناز سیں مکہہ پر لیا ہوا

رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا — ہجر تہا میں تہا الم اور دل بیتاب تہا

ولہ

نہ پوچھو خال کچہہ مجہ نزدیک اوس نسخہ ہائے کے — یہہ سلطان حبش بیٹہا ہوا آ چاہ زمزم پہ

نجات خضر کی ناطق جو ہم سید کہتے ہیں — بہروسا سب طرح سے ہے جناب غوث الاعظم کا

بس اے مناطقہ کہاں لگ سخن شطر و شرط — عیش و عشرت کے گہر لے تول و قسم میں گذری

کچہہ نہ ہوا بہید کمر کا معلوم — خوب تہا خوب یہہ بات بہرم میں گذری

نادر - شیخ نور الدین اورنگ آبادی

نادر تخلص - شیخ نور الدین نام - مشائخ اورنگ آباد سے تہا - ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہاکا وبحاورہ فارسی کا عالم وفاضل تہا۔ دوہے وکبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا ہزارہا دوہے وکبت اُسکی نوک زبان تہے۔ میر آزاد وبہرزکا شفیق کا معاصر تہا۔ لچہمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت وخلوص سے پیش آتا تہا۔ فارسی شعر خوب کہتا تہا۔ ہندی مین نہایت ہی کم۔ ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔ آپ ۱۲۰۱ھ سنہ ہجری مین فوت ہوئے **من اشعارہ الہندی**

ہوا اُس شمع روسے آشنا دل	لگی آتش اُٹہا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق ومذاق خوب جانتے ہین۔

نجات۔ مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص۔ مرزا عتیق اللہ نام۔ حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج وزیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے۔ حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے۔ مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے۔ سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے۔ قانع وصابر رہے درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے۔ نجات کا عالم شباب تہا۔ دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا تا نیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا۔ وہان کتب درسیہ فراغت حاصل کی تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحیدر جنگ کی رفاقت مین رہا۔ دونون امیر علم وفضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے تہے پہر

احمد آباد و نذربار و خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب
قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تھے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق
عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس
زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۶۰ھ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد
محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

فقیر شاعر خوش میرزا عقیق اشد	کہ بود مسکن او در دکن بخلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا	بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی	کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش زود رقم تاریخ	نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بھی لکھی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل	از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم	گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی
مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا
اور ریختہ مین بھی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب نرالے غنی ہوے ملک سے	چرخ السین کو مال دیتا ہے
پر وہ پیکان تیر آہ کرے	دل بیتاب لبکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین مین گیا	خانہ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا ہیں		بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز - محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص - مرزا محمد علی نام - یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچھہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین - ہان لچھمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۰۵ھ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے - شعرفہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے - دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے - ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے - محاورات فارسی سے ماہر فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے - من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید ۔۔۔ ہفت آسمان جسکے ہین جائے تکا کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے - اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا -

نشاء - میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص - میر فقیر اللہ خان نام - آپ رادتمند خان دیوان ہیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے - آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت وتعلیم بہی پائی - نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک ومراعات فرماتے تہے ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد یا جد کے خطاب سے سرفراز فرماکر قلعہ بانکل یعنی

گولکنڈہ علاقۂ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا مرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے محبت پرور و دوست پرست تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہوگئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہم مشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے۔ آپکے سامنے نادرشاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑھی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہاکر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست ۔۔۔ کہ بے زجر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ ۔۔۔ خدا کند کہ بیفتد کسی ز چشم کسی

ولہ

بسکہ بیدار بود دیدۂ پر آب مرا ۔۔۔ جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا

ولہ

ہر گشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ ۔۔۔ این فتح در گریز نصیب سپاہ کیست

ولہ

عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر ۔۔۔ بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض

از دم سرد ایمان شمع دل بے پردہ وار ہست ۔۔۔ بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ نیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی ۔۔۔ مگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را

شب بہ بزم خندہ مائل بالب آن حور بود ۔۔۔ از تبسم چون سحر کاشانہ ام پر نور بود

تا نہ بندد تہمت بیدردیم دور فلک ۔۔۔ از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

ای آرزو اگر هوس روشنی تراست	از بهر چشم خاک ره بوتراب گیر
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی‌بندد	زبان چون شمع گیرد شعله در هنگام تقریرم
نظاره ز داغ جگر از بسکه جوش افتاد	برروی گل امسال نکردیم نظر هم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود	برائے مدعا هر چند هیچو آشنا گشتم
زبس نالیده ام از لطف صیاد	نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال سنہ ۱۰۹۲ ہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی - شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص - شاہ قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا انتیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا - کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمدنگر مین - پھر دکن سے دلی مین گیا - نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا - نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی - **من اشعارہ**

آتشکده در سراغ ما می سوزد	پروانه ز رشک داغ ما می سوزد
شمع بدل ماست روشن از مهر علی	تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس - مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص - مولانا نورس نام - آپکا اصلی وطن قزوین ہے - آپ قزوین کے مشاہیر سادات سے تھے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم و فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بہی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تہے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیراب شاداب بمنصب مناسب ممتاز ہوئے۔ پہر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

منتخب اشعار فارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم		تنم بآتش و خاکسترم بباد رسید
نه چون گلم هوس جوش عندلیبان است	وله	چو غنچه ام سر تسلیم در گریبان است
آنهم که قطره بر رخ روشن سپهر بود	وله	از ضعف این زمان قطره چشم سوزن است
دل چون نشود خانه ز نور رخ چشم	وله	آئینه فولاد ز زره شد ز نگاهش
سگش را کباب از جگر می برم	وله	زر از دیده از چهره زر می برم
بجذب محبت ز کنعان بمصر		پسر در کنار پدر می برم

نوعی مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا تحریر و تقریر مین نظیر تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تہا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اولا شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم توقیر کی۔ اپنے ساتہ حضر و سفر مین رکہا۔ خانخانان کی تعریف مدح مین اکثر قصیدے لکہے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تول گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا میں لکھتے ہیں کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تھا اُسوقت لاہور میں کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی میں فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تھی - پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ میں گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کیا (یعنی ستی) ہو گئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال میں ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی یہ مشہور ہے - اور ایک ساقی نامہ بھی لکھا وہ بھی معروف ہے - ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار میں سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوئے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا - ہم ۲ شعار الا ۲ الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بده ساقی آن ارغوانی نبید | | که روز خزان را بہاران رسید
بگردان زره عمر بگذشته را | | چو شاه نجف روز روشن گشته را

بشکن دلم که را بجز درد شنوی | ولہ | کس را ز برون شیشه نبوید گلاب را
وجد و منع باده صوفی اینچه کافر نعمتی ست | ولہ | منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر دیدم خار در پشتم شکست | ولہ | زین خلاف رسم دانستم که گل در بار نیست
دلے که بوی محبت از و نمی آید | ولہ | سبوے چون گل کاغذ که بو نمی آید
سبوے باده بدوش کسے که سایه نکند | | آفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارم از باده بس که چون مستم | | شکسته رنگئ عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جز خانه خرابی فن ما نیست | ولہ | خصم است بخود ہر که بجان دشمن ما نیست
بخور مجمره سوز آه شعله باز منست | ولہ | شراب شیشه شکن اشک بیقرار منست
زان پیش که صبح از شب امید بر آید | | بکشا در مین شیشه که خورشید بر آید

چون مرا حسن خیال تو در آغوش آید	وله	طفل اشکم بتماشائے برو دوش آید
تا رو تو ببینم غزه ام پاک کن اے اشک	وله	گز گریہ نگاہم چو نفس در تہ آب است
بقدر وسع نظر جلوہ می کند لالا	وله	چو آئینہ ہمہ تن دیدہ شو تماشا کن
با اشک تازہ ز مژگان چکیدہ پامنہ	وله	حذر کہ گوہر نو سفتہ بکز بان گرم است
قانع بہ تجلی نشو و تشنہ دیدار	وله	پروا نہ بمہتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود ز ساغر بیگانہ آب خضر	وله	زہر ہلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تہا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تہا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بے مثل تہا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تہا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذراوقات توکل و قناعت پر تہی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تہے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تہے جو کچہہ ملتا یا آتا تہا اسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تہا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تہا - مدت تک کرناٹک مین رہا پہر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تہا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا سنہ [illegible] ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکہا - علی نامہ کی ٹہیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بہی اس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹہیک تہی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکہا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکہا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف
مین نہین لکہی گئی تہی۔ اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان و دہ مجلس کی طرح کتب بدایع
مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت
و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا
آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے
ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے
نقل ہے کہ ایکروز شاہ میر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے
اُسکو کچہہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت
جو اُسیوقت موزون کی تہی سنائی ؎

زمین کے زلف مین بولا ندیکو	نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

زمین کے کان بولا ہون کوے کو	نہین ظاہر کسی جیتے موے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہ میر کو مین آویزان کیا۔

	من اشعارہ الہندی	
ناوان سے نصیحت کی بچن بول نکو		پانی منی کہاری تو شکر گہول نکو
تجہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے		وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے
	من علی نامہ حمد باری	
سرانا سری آن سکت دار کون		کہ اتو ہار ہیہہ آن نرادھار کون
دیا اور رستم کے پنجہ مین زور		پٹرپا اور تی جس ل مین دریا کے شور

کرنہار سرکش کو مغلوب دے — طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے
بزرگی جسے دیکھہ پستی دیا — ظفر ہیں پیشس دستی دیا
جسے تون دیا زور شمشیر کا — نہ سرپنجہ ہوئے تسکی سم شیر کا
دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون — کہڑک شاہ پر تیز پرواز کون
رہی تو نچہ سے ہے سجدہ دیر کا — نہیں ہے سبب صلح ہور بیر کا
تیرا دہیان دائم وہری دلین پور — جنا جن و انسان و وحش و طیور
کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار — کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار
کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی — ایتا کر منا جات اسے نصرتی
تو ہیں اے شہنشاہ دنیا و دین — شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین
شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر — دیا ہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر
تیری کاج حق نے پیدا کیا — عزرا کا شرف تون ہویدا کیا
تیرا دبدبہ دیکہہ خوش و ہا تکا — زمین پر نہ تہا پا قدم لات کا
تیرا نور ہے مثل گوہر کا آب — تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بیشۂ لامکان کا دلیر — علی ولی او خدا کا ہے شیر
ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار — کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار
محبان کے دلین تیرا حب یقین — جنم جگ ہی ایمان کون حصن حصین
تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام — او بارا امامان علیہ السلام
ہوا جب سون حصار استوار — زمین پائیداری سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون بیا مدح شاہ زمان	کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران
قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے	صفت شہ کی لکہنے کی تاثیر ہے
زہے شاہ عادل ستی ولی	علی بن سلطان محمد ولی
جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا	بچن سون سخر یو عالم کیا
دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ	کہ تس گہر ہے تجہ سا گہر شب چراغ
ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور	کہ سب ملک اندہارا دکن پر ہے نور
تیرا چتر خورشید کا سائبان	منگی تجہ علم کا پناہ آسمان
دکہن اتہی کیا بلند آج بخت	کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا	علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون ١٠٧٥

قصیدہ مدحیہ

اے شہ تون ہمنام علی شاہاں پہ تیری سروری	دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار	کرے جگمین بے قول و بے اعتبار
طمع نام و ناموس کا کال ہے	طمع جیون کو سکہ کے بہونچال ہے
طمع مرد آزادہ بند جان	طمع تجہ ہوی دین و دنیا کون ہان
طمع بخت لے چہین ہوندا کرے	طمع ساؤ کون نت کلوندا کرے
طمع یار سون ناموافق دس آئے	سلمان کون ناموافق دس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس — کہ جوہر پرکہتا ہے جوہر شناس
کہتا ہون سخن مختصر بے گمان — کہ یو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا۔
چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے ؎

جسے ناون عالم مین بندہ نواز — محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس بھوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بھوانی پرشاد نام۔ آپ چھنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائستہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدہ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بے بدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر مین وکالت کرتے ہین۔ وکلاء نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت سعید پر ہو جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکہے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر گوئی فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ تہا۔ ابتدا مین مولانا تہہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا — بچاؤ ان شیشہ دل مین کہان ہے
فقط نفرت ہے مجھسے رنا بیجان — محبت ہے تمہین ساری جہان سے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ
وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے

دوا سمجہا ہون اپنے درد سر کی
مین سر گہستا ہون اُنکی آستان سے

ہوا اچہا جو سر قاتل نے کاٹا
سبک مین ہو گیا بار گران سے

نفیس اب تجہسے وہ گویا نہو گا
کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس - محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص - محمد رفیع الدین حسین نام - آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین - آپ حیدر آبادی المولد ہین - آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعرو شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا - محمد مظفر الدین متخلص بہ معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے - فی الحال قیاساً آپکی پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالےٰ - من اشعارہ الہندی

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
کیونکر نہ چوم لے تجہے خالق بنا کے ہاتہہ

مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین
ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتہہ

کر لیجیے گا قوت بازو کا امتحان
باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتہہ

حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتہہ

من اشعارہ الفارسی

پری رویان مرا دیوانہ کردند
بشمع حسن خود پروانہ کردند

بوقت انعقاد بزم کونین
مہیا ساغر و پیمانہ کردند

ستمہائے بتان ہند بینند
حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص - قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص - خواجہ محمد صاحب نام - خواجہ مظفر عرف ننھے صاحب کے فرزند - آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۱۸ھ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوی - نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا - و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی - ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی - ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین - اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے - سید عبداللہ صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی - قاضی صاحب کو اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی - بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش و قضاءت کا مختار کر دیا - اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کر دی - خواجہ صاحب اُسی روز سے ملقب بقاضی ہوئے - خواجہ صاحب اجداد سلف کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیر واز موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تھے - اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے - آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے - عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے - قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے - خوش خلق و خوش گفتار تھے - ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے - فقرا دوست و غربا پرور - نامور و فیض گستر تھے - برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے - ہمیشہ آپکے گہر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تہا مسافرون کے لئے مسافر خانہ تہا۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہین ہوتا تہا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے۔ اسروز انتظار کرتے تہے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ ابتک تو کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی ہر امر مین
حکمت عملی کو مد نظر رکہتے تہے۔ آپ جو کچہہ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیابتاً برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تہے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری
سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے ضعیفی
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے۔ جس سے ایک وقت ملاقات کرتے اسکا

لحاظ ہمیشہ یہ کہتے تہے ۔ کبہی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تہا متانت و حلم مین
گویا ایک پہاڑ تہے ۔ ایسے بردبار و مستحکم تہے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تہے ۔ کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تہے نہ بہلا کہنے سے خوش ۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تہے ۔ آپ ظاہر مین
امیر تہے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تہے صوم و صلوٰۃ کے پابند ۔ صلوٰۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تہے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی ۔ سنت نبوی پر قائم ۔ خدا و رسول
کے حکم کے کاربند تہے ۔ بزرگان دین و اولیاء کرام کے معتقد تہے ۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تہے ۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تہی
آپ سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز
رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے ۔ آپ عزیز و اقارب
سے اسطرح سلوک فرماتے تہے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تہا ۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تہی کیونکہ انعامدار و جاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے ۔ الاقارب کالعقارب ۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہین ۔ باہم ایک
دوسرے کی تباہی و ہلاکی کی فکر کرتے ہین ۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل
کے مفہوم کو باطل کردیا ۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
مین تہی ۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئیے ۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہیے
مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تہا ۔ نہایت محبت و رحمت فرماتے تہے ۔ میرا
عالم شباب تہا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تہے ۔ کبہی حقارت سے
نہین دیکہا ۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجہتی تہین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تھا اتفاقاً کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی تھی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تھا کہ حضرت مجھسے ناخوش و رنجیدہ ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم آپ مجھسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے کبھی ہو لکر بھی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا پاک طینت و صاف طبیعت تھے۔ اللہ تعالی اُن کو غریق رحمت کرے۔

حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام فارسی اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تھا افسوس کہ ہمکو آپ کا کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ھ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان یادگار چھوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ھ ہجری دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ھ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق مین۔ صاحب عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تھے۔ خواجہ صاحب ہوشیار و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تھے دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادر کا خطاب ملا تھا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر متقرر تھے۔ مدت سے

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے۔ واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے محبت رکھتے تھے طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تھین اللہ تعالی آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال جو آسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب فائز المرام کرے۔

ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین وکیل درجہ اول سلمہما اللہ تعالے صاحب ترجمہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بیمثل مہمانداری غربا نوازی مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے ۱۳۱۱ھ ہجری مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب جوان سعادتمند و نیک محضر ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی و مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے مین اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال حاذق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی انکی موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادا خلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر۔ نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سسنہ ہجری مین ہوئی حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی مین ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام اراکین دولت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت مین بھیجا۔ چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے
تحصیل علم و کسب فضل مین مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون مین لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب طلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵ ہجری مین دلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق مین بڑی جانفشانی و عرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک مین امن و امان قائم کردیا۔ ادنی و اعلی کو انعام و اکرام و
جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت مین پہنچ گئے۔ چند روز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و مرحمت
مین لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کردیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ
فی الفور خدمت مین حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ تعبیر بھی

اس سفر میں نواب شہید کا رفیق تھا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسورہ گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ اورنگ آباد آئے۔ پھر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت میں
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پھر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور میں متوجہ جنت بریں ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب ترحمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد میں جو دکن کا دار الخلافہ تھا آئے بارش کا
موسم تھا انہیں دنوں میں احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تھے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن میں واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تھا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد میں قیام پذیر تھے
کہ اسی عرصہ میں حسین دوست خان عرف چندا صاحب بواسطہ ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکھ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پھلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پھلچری کے قیام پذیر تھا۔ ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری میں فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کھائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت میں رکھو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکہنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ یہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ ہجری مین زیر قلعہ چنجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سرتن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھہ کیا - انا للہ وانا الیہ راجعون - دوسری اہل فوج نے سر کو نیزہ سے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا - شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا - شہادت قریب قلعہ چینچی واقع ہوئی - میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ؎

نواب عدل گستر عالیجناب رفت ۔ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد ۔ تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے - بندہ نواز و غریب پرور - اولو العزم عالی ہمت ذی مروت وجرأت تھے - فصاحت و بلاغت میں جید عصر سخن گوئے و سخن فہمی میں فرید دہر تھے - مشق سخن میں مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے - کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے - نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپ کے ہم طرح کہنا محال ہوتا تھا کلام میں صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہیں اجنبی شخص بکنتے ہی صائب اور آپ کے کلام میں تمیز نہیں کرسکتا ہے - آپ صاحب الدیوان ہیں آپ کے تین دیوان اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینوں دیوان سرکاری مطبع میں آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہوچکے ہیں - فقیر مولف کے پاس تینوں نسخے موجود ہیں ان میں سے اشعار انتخاب کرکے ذیل میں لکھتا ہوں - من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما	ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست زانوار جہالت روشن	فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

وله
شرف آدمی از یمن ارادت باشد ‌ ‌ دست تسلیم او بنگاه بود افسر ما
ناصر از یاوری همت شاه مردان ‌ ‌ شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر ما

وله
بدست ناز افشاندی چو زلف عنبرافشان را ‌ ‌ بروی خاک افکندی چه دلهای پریشان را
ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر ‌ ‌ زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را
ارسطو شد ز فطرت ارباب بزم اسکندر ‌ ‌ بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

وله
گر تو خواهی بقای دولت را ‌ ‌ به ادب نه بنای دولت را
از کرم هر که دام گسترده است ‌ ‌ صید سازد همای دولت را
گل خلق است خوشنما ناصر ‌ ‌ چمن دلگشای دولت را

وله
امیدها ز وصال تو در دل است مرا ‌ ‌ از این خیال بهاری مقابل است مرا
ز حال من مگذر تغافل ای شکار افگن ‌ ‌ که از طپیدن دل رقص بسمل است مرا

وله
هر که رنجی میکشد آخر بگنجی میرسد ‌ ‌ میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا
میدهد یاد از زلف خط و رخسار کسی ‌ ‌ گرد آیم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله
فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را ‌ ‌ فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را
شمار شوق تو از وسع خامه بیرون است ‌ ‌ که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله
از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر ‌ ‌ سینه خود محشر آب میدانیم ما
صبر دوری از رخ او گرچه باشد یک نفس ‌ ‌ بیشتر از محنت ایوب میدانیم ما

وله
دل ز زخم تیغ جانان بوستانی شد مرا ‌ ‌ جوشش خون در نظر جوی روانی شد مرا
همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست ‌ ‌ حیرتم با هر که گردم همزبانی شد مرا

وله
کعبه رندیم و نظر بازیم ما ‌ ‌ باده نوشیم کلیسه پردازیم ما

طائر صحرائے غربت بودہ ایم
سیر با بے بال و بے پر بودہ است
تشنہ ام با وجود سیرابی
بت پرستی نمیگذارم من
ہر بہارے را خزانے لازم است
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا
میزند از جوش خجلت مہر خاموشی بلب
نگاہش دا از شوخی سبق وحشی غزالان را
بدہ آن زلف نازک را بدست شانہ ہر ساعت
خداوندا الہا کردگارا
بدہ امن و امان و تندرستی
غمے دارم کہ پایان نیست او را
دلے دارم بدرد و غم سرشتہ
شد از فروغ چہرۂ او ساغر آفتاب
شاہ و گدا بدیدۂ روشن گہر یکیست
وصف روئے کیست یارب بر زبان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشتہ است
جام می از عکس او شد آفتاب
می کشد عاشق ز خون دل شراب

از پر خود خانہ می سازیم ما
ہمچو بوئے گل بپروازیم ما
وله آب شمشیر کردہ اند مرا
گرچہ تکفیر کردہ اند مرا
وله گر برنگ گل گہے خاریم ما
وله میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا
وله قدش آموخت آئین نزاکت نونہالان را
پریشان می کنی خاطر چرا آشفتہ حالان را
وله رحیما جرم بخشا بردبارا
نظام الملک آصفجاہ ما را
وله چہ پرسی از دلم جان نیست او را
کہ ہرگز فکر درمان نیست او را
وله آئینہ دار روے رخ او در بر آفتاب
وله یکسان کند نگاہ بخاک و بزر آفتاب
وله چشمۂ خورشید رخشان شد دہان عندلیب
پرتو حسن کہ زد آتش بجان عندلیب
وله ساقی امشب طرفہ نقشے زد برآب
باشد از لخت جگر بہرش کباب

وله
نام احمد گر رسد در سمع او — آتش دوزخ نشیند زالتهاب
کرده ام چون نام احمد را رقم — از گل حرفم دمد بوی گلاب

وله
شمع جانسوزکه یار را در جگر آتش زده — بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
هر که در لخت دل خود جا کجا انداخته است — بی تکلف همچو زلف سخن را شانه ساخت

وله
آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست — سینهٔ شب از کواکب داغدار زلف کیست
خاکساریها بخود لازم عروجی داشته است — بر سر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

وله
نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود — در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
تا که روی آتشین او بر آمد از نقاب — شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله
دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است — ورنه در خوان سلیمان شکری نیست که نیست
در خور حوصلهٔ هر کس ثمری می چینند — ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله
ما را هجوم داغ به لشکر برابر است — اقلیم دل بملک سکندر برابر است
دریادلان تمیز به بخشش نمی کنند — کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله
ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است — از شگوفه شاخها آشفته دستار آمده است
دامن هر آرزو پر شد ز گوهر چون صدف — ابر دریا دل به بخششهای بسیار آمده است

وله
کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است — سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن — کیمیای نظر رحمت درویشان است
خادم خواجهٔ شیراز بجانم ناصر — مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است

وله
بی نیازیست هوائی که نظیرش نبود — فکر اسباب جهان مایهٔ صد دردسر است
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است — سهل چون میوهٔ خودرو پسر بی پدر است

هیچکس یاری نمی پرسد بحال یکدگر | دوستداری بهار طبع و دوستان نیز خواسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد | هر کجا گرد سمی زراه کاروان برخاسته است

وله

نوبهار خجسته بنیاد است | روزگار خجسته بنیاد است
سلسبیلی اگر بعالم هست | جویبار خجسته بنیاد است
هر متاعی که هست در عالم | در دیار خجسته بنیاد است
دولت آباد قافیه بیش | در جوار خجسته بنیاد است

وله

قیمتش جوهری نمیداند | آب هر قطره بی بها گوهر است
در صدف نیست قیمت گوهر | در وطن خوار صاحب هنر است

وله

مهر بیع عشق را آب و هوای دیگر است | سبزهٔ این خاک نشو و نمای دیگر است
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را | کاروان دیگر و بانگ درای دیگر است
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق | داغ درد بی دوا را کیمیای دیگر است

وله

مهر و دیر و حرم هر که زحق بیخبر است | بت پرستی دگر و یار پرستی دگر است
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند | آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر است

وله

نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر | در تلافی بدی از شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش | خدمت پیران شعار ای جوانان خوشنماست

وله

سیر عشرتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم | جای آسایش دل محفل درویشانست
نیست ربطی بهم مرور بدرویشانش | نسبت ناصر اشتمال درویشانست

وله

در بحر ضلّ تلف همه اسباب دنیوی است | می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان | هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد درست سلیمان مور را از ضعف
پاسبانان زمانرا خواب غفلت برده است
وله
ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگر است
انتظام ملک را از نیروی فتوری دیگر است

روشن جهان ز مهر جمال محمد است
ناصر جواب آن غزل است اینکه گفته اند
وله
بیحد و حصر وصف کمال محمد است
صلوة بر محمد و آل محمد است

فاضل ترین امت صدیق اکبر است
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود
وله
شائسته خلافت صدیق اکبر است
از حسب از صداقت صدیق اکبر است

در دوستان نشان محبت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم
وله
فرقی کنون میان قیامت نمانده است
افسوس شرم چشم مروت نمانده است

می کشیم از گلستان رخ جانان عبث
بلبل پربسته در کنج قفس افتاده ام
وله
بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
میروم پرواز برای دیدن بستان عبث

از دعای خیر محتاجان برآید کارها
نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ
وله
هست تیر روی ترکش آه سر احتیاج
باشد از برد خزان هم سخت بر احتیاج

همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح
مصرع صهبائیست سیلی ناصر بر رخ
وله
بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح

اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر
وله
نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
درین بهار بود قطره های باران سرخ

نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش
وله
ز روی لطف و هم جانب من دیدنی دارد
بحق دوستی ز دشمنان رنجیدنی دارد

دلم از سیل غم نرفت ز جا
وله
کوه صبر و شکیب باید دید

آتش گل چه داغها که نکرد — جگر عندلیب باید دید

ولہ

فقرا بادشاهان می باشند — افتخار دو جهان می باشند

عاشقان سوخته جان می باشند — شمع شان شعله زبان می باشند

ولہ

کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا — هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد

سعادت دو جهان رو بسوی او آرد — کسی که بر سر دولت سرای دل باشد

ولہ

تا که در معرکه عریان نشود — جوهر تیغ نمایان نشود

جوهر ذاتی هر کس دگر است — مور از تخت سلیمان نشود

ولہ

ابر دریا دل بدست گوهرافشان می رسد — گنجها در دامن امیدواران می رسد

خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد — تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد

فیضها از روح پاک حضرت صائب ببین — در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

ولہ

رنگ و بوئی ز وفا نیست درین گلرویان — عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد

معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید — ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

ولہ

رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است — هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند

عجز را نازم که دارد این بزرگیها بجود — مور بر دست سلیمان کامرانی میکند

خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد — دُر بتاج پادشاهان کامرانی میکند

غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است — در بهشت جاودانی زندگانی میکند

گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون — راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند

خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر — هرزه گردیهای کشتی را تحمل میکند

خسروا عشرت جاوید مبارک باشد — بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز مه عید نمود
ز فیض بی‌ثمرها ست سرو در چمن آزاد
بزیر چرخ نشستن به تیرباران زیبد
محو کن نقش غیر را از دل
هر که نامحرم عشق گفت سخن
رافت و عدل هر که پیشه کند
گرم و سرد زمانه میداند
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر
بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید
آرایش ظاهر نشو و زینت باطن
بما یک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد
چون گل شگفته روئی درین باغ میشود
مانند برق زرد و فلک تازه می شود
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز
گوهر بجای قطره بدریا فشاندا بر
نیست اکسیر دیگری به ازین
اعتباری ندارد این دنیا

وله اختر عیش درخشید مبارک باشد
وله فراغتست کسی را که او عیال ندارد
قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد
وله عارف نقشبند می گوید
سخن ارجمند می گوید
وله صاحب چتر و تاج زر گردد
همچو ما هر که بحر و بر گردد
وله روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند
وله ز برق چهرهٔ دل ما کباب می سازند
خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند
وله این نام چو خورشید ز انعام برآید
از قند کجا تلخی بادام برآید
وله بکار زاهدان این سبحهٔ صد دانه می آید
کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
از خود سفر کسی که ببال شرر کند
وله تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
طبع کریم منت احسان نمی کشد
وله خویش را خاکسار باید کرد
حرف ما اعتبار باید کرد

من خود را از خاک ره بها	وله	زر کامل عیار را باید کرد
گر رضاست خدا بود مطلب		راستی را شعار باید کرد
گمنام جهان شدم که تا	وله	رای بی پسرای ما ندارد
دامان دوست از رویش بگیر شود	وله	در یوزه هر که از در شاه و گدا شود
عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند	وله	آنها که ترک خلق برای خدا کنند
خار و خش زمین تصور می توانی کرد ای غافل	وله	که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
گر هم ستمبر نفرق بنده ناصر صفت سعف		الهی در جهان باشد سلامت تا جهان باشد
زهر آب داده ناوک مژگان خویش را	وله	زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند	وله	تا رنگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه سلطین شوند		جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبه فلک نبود	وله	کسی که بر در دلها وی گدائی کرد
شمار در ره من خاکسار ممکن نیست	وله	حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از پلید نهادم تا نیر دیگر میدهد	وله	طائر جانم از شوق وصل و پر می زند
یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ	وله	نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فدا که ز تیغ تو می چکد	وله	ما را بود زراب خضر بیگمان لذیذ
الهی شبنم رای من نگهدار	وله	مکن رسوا خدای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا		مرا باشد خدای من نگهدار

از بسکه لازم سرداریست و هشیاری
مرو بخواب تو ای میر کاروان زنهار

بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر	وله	مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار
هرچند من ز هر دو جهان دست شسته ام	وله	هرگز نمیرود ز دلم آرزوی یار
از خاکساری ست بدل روشنی نصیب	وله	آئینه صاف میشود از صیقل غبار
گذشته ایم ز نیروی بازوی تدبیر	وله	سپرده ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر
ترا صفائی دل از مطلبست پاک بسوز	وله	برای آئینه خاکسترست چون اکسیر
باوجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق	وله	میکنم مشق جنونی در دبستان بهار
نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان		ابرها امسال آورده است طوفان بهار
قرب آتش خانمان پنبه سوخت	وله	الحذر از قرب سلطان الحذر
خرمن پروانه یکسر سوخته است		الحذر از شمع خندان الحذر
زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم	وله	در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر
هر درختی که شود خشک ز تاثیر هوا	وله	غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر
نهد سلسلهٔ عشق سر بدست عمر	وله	ازان ز بند تعلق مجرد ست عمر
رفیق همدم و یار محمد ست عمر		ز ما سوای محبت مجرد ست عمر
منکه از آدمم با آنم چه کار	وله	با شراب و بزم و یارانم چه کار
هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع	وله	میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر
موج پر زور سر شکم تا سر کیوان رسید		از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر
مرا که هست دلم گرم با نوا دمساز	وله	کباب شعلهٔ حسن ست و شعلهٔ آواز
بیا ناصر از راه صدق و یقین	وله	بشو بندهٔ شاه گیسو دراز
بر خسیسی بسرش دعوی شیخی باشد		حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول — وله — دل ما رشته بیکار نمانده ست امروز

ز راه و رسم صحبت اگر خبر داری — وله — ز خویش بگذر و با یار آشنایی ساز

سربسر دشت جنون دیوانها پیموده اند — وله — عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس

میخانها کشاده و شرابی ندید کس — وله — برخواست ابر یا دم آبی ندید کس

گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس — وله — ز سر گذشت سیه بختیم هزار افسوس

بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن — بغیر یار بود ماندن دیار افسوس

اخلاق نیک حاصل کس نشود ز کسب — وله — در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش

شاد کردی تو خاطر ما را — وله — ای پری رو همیشه شادان باش

کار عالم از و نمی آید — وله — هر که باشد بفکر راحت خویش

چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش — وله — راست ربود تاب دل بدن کج نهادنش

به بزم بی غرضان سرنگون توانی شد — وله — خط نوشته اگر سیهی بخون غرض

ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل — وله — ساقی رسید طرفه بسامان انبساط

پروانه وار ساغر می رقص می کند — وله — افروخت شیشه شمع شبستان انبساط

چهره گلگون او از خط اخضر محیط — وله — گشت این دریای حسن و ناز را عنبر محیط

خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان — سکندر از خویش میرن همچو کف عنبر محیط

شبنم ز همه دل نگرانست درین باغ — وله — گل سبز ز غم جامه درانست درین باغ

لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن — با آنکه سراپای زبانست درین باغ

تیرباران حوادث بسکه بیداد گشت دهر — وله — صورت پیکان همه هر سبزه چون برگ خلاف

گردن تسلیم کج پیچم من از شمشیر او — گر زند بر فرق و بشگافد ز سینه تا بناف

تاگشته ایم از مرلفت فنائے عشق	وله	وارسته ایم عمر به دو بقائے عشق
دل را زنا گرفته بجائے سپرده است	وله	برزن بیشتر ما چه بود ما فنائے عشق
گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک	وله	در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک
آتش بر خسار او ساز و دل‌ها را کباب	وله	لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناٹک — لشکرم گشت کار کرناٹک
مبارک شد دل دیار کرناٹک — میتوان گشت یار کرناٹک
بشکند قیمت زمرد را — جلوهٔ سبزه زار کرناٹک
خاک او حکم کیمیا دارد — حبذا اعتبار کرناٹک
زر و سیم است همچو ریگ روان — جا بجا در دیار کرناٹک
طعنه زد بر طلائے خالص مهر — زر کامل عیار کرناٹک
در خور تاج پادشاهان است — گوهر شاهوار کرناٹک
از حساب محاسبت برون — شجر میوه دار کرناٹک
هست در ظرف آبهائے لذیذ — شربت خوشگوار کرناٹک
دشت در دشت نیشکر زار است — دیده ام کشت و کار کرناٹک
خال رخسار هفت اقلیم است — حسن سبز دیار کرناٹک
برده فوقیت از جلال آباد — در حلاوت انار کرناٹک
مقدم فتح تو امر ناصر — باعث افتخار کرناٹک
بادشاها همائے همت تو — زیر پر کرد فتح کرناٹک
بال بکشاد تا به تسخیرش — سر بسر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک
نونهال مراد را ناصر — پر ثمر کرد فتح کرناٹک

وله
بباغ جهان من گلی را ندیدم — که زو نکهت مهر و الفت شمیدم

وله
رمد هر که از من ز او من رمیدم — ز دامان او دست خود را کشیدم

وله
عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

وله
بسی سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

وله
داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کامم شراب را مانم

وله
بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

وله
هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

وله
ناصر از فضل الهی فتح است — هر کجا من علم افروخته ام

وله
نو بهار ملک میسور است و ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

وله
نو بهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم

هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سرست — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم

چو درد هجر آزاری ندیدم — از این دشوارتر کاری ندیدم
بود هر خوب را زشتی مقارن — گلی در باغ بی خاری ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر | وله | امیر تازه گفتار سے ندیدم
گزندارم ہنرے شکر خدارا عمریست | وله | مجلس انس با رباب ہنر داشته ام
بال پروازی گر آئین شرر میدادستم | وله | پاے خود زین وادی خونخوار میدادستم
فدا آن نونہال را نازم | وله | پایہ اعتدال را نازم
بخشش جان تازه می بخشد | | اثر این مقال را نازم
ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه | وله | در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن
افراشت ہر طرف که لوا لشکر دکن | وله | منصور شد بفضل خدا لشکر دکن
از بہر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک | | دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن
عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم | وله | با نوا چون بنده بندگی بود اعضای من
زانکه در راه طلب نگذاشتم ہرگز قدم | | تو تیا شد بندگی دارد ز خاک پاے من
خون بست غنچه ز رشک دہان تو | وله | گردید سرو بنده سرو روان تو
چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل | وله | گذشت از سر من اشک آنچنان بی تو
اے کائنات جمله نظر بر رضاے تو | وله | تا مہر و ماه و ارض و سما در ثناے تو
اے که خورشید صفت جلوه طراز آمده | وله | چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده
بنوازش سر من بر سر افلاک رسان | | بر سر لطف چو اے بنده نواز آمده
از لعل لبت بر سر گفتار رسیده | وله | از جیب صدف گوہر شہوار رسیده
دل را اسیر زلف سیه فام کرده | وله | این آہوے رمیده چسان رام کرده
ز دنیا گر دولت بر کنده باشی | | قبول مردم دل زنده باشی
بہار زندگانی گل کند گل | | برنگ ابر گر بارنده باشی

بمطلب میرسی روزے یقین است		بسوئے او اگر پویندہ باشی
گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے	ولہ	قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمندہ کرد سرو و گل و غنچہ را بباغ		خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا نہ نشین چو خاک بدریا نمی شوی		جوہر شناس گوہر دریا نمی شوی

من رباعیاتہ

در بزم تو اے مایۂ ناز آمدہ ام		مشتاق تو اے بندہ نواز آمدہ ام
از تابش خورشید قیامت چہ غم است		در سایۂ گیسوئے دراز آمدہ ام
من در حرم بندہ نواز آمدہ ام	ولہ	از صدق و صفا وقت نماز آمدہ ام
از صبح بود کلام من روشن تر		از روئے ارادت بہ نیاز آمدہ ام

نامی۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص۔ تراب علی نام۔ عباسی الاصل ہین آپکا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت مین ختم کین۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت مین کین۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس مین آئے۔ کمپنی کے مدرسہ مین مدرس ہوئے چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مراجعت کے وقت مقام پٹن مین سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے۔ نیک محضر و نیک سیرت تھے۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے۔ شعر و شاعری

دلچسپی رکہتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا

من اشعاره الفارسی

سحر از جنبش شمشاد بگلگشت چمن	یاد م آمد روش قامت دلجوی کسے
ہر زبان دست کشان می بردم جذبۂ عشق	از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے
نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود	دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی ۔ سید اصغر حسین

ناجی تخلص ۔ سید اصغر حسین نام ۔ آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین ۔ جاگیرات و خطابات و صلات سے سرفراز ۔ آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تہے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکہتے تہے ۔ اور انتظام مہمات ملکی سے خوب ماہر تہے ریاست حیدرآباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تہے ۔ منیرالملک بہادر و سعیدالملک بہادر و راجہ اور بہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام اُنہین کے تفویض کیا تہا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بہی اُنہین کے اہتمام مین زمانہ دراز تک رہا ۔ خوش اخلاق و نیک نیت تہے ۔ اقربا و احباب کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے ۔ سادات و زائرین کی بہی خدمت کرتے تہے ۔ آپنے ایک مسجد چادر گہاٹ مین موسیٰ ندی کے کنارے بنائی اور اُسکے تحت مین ایک دوکان بہی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آئے ۔ آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہو کر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تہی سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ بمصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر۔ اہل مناصب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق کہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض جناب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زمانا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوارہ معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو جائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سپہر ہنہ بر فلک — کرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ

گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزایش — شد سوے خلد روح پاک سپہر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ محمد اللہ قربان حسینم شد — از لطف ولی اللہ وز امداد رسول اللہ

ہمدور رقم ناجی این مصرع تاریخش — قربان حسینم شد نوشاہ محمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت کی محفل — قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی

بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے — کہ بزم عیش میں رنگی ہے محفل نامدارونکی

ہوا کرتے ہین عشرت مین بسر دن عیش مین راتین — کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی

خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دایم — فزون ہو خضر کے بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی

یہہ دونو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہین — رہین خرم برآمین انسے میدین ہزارونکی

بنے ہر ایک دولہا دولہن کو بیاہ کر لائین — رہے سہرون مین چہرے چاند سے ہو چھاؤن تارونکی

خیال سال تاریخ آیا جب اس رسم نیکو کا — کہا ناجی نے۔ بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی

۱۳۰۶ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس ریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے لوہا
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رامپوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے
ضلع بیلی ہیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بہشتی آیات
احکام قرانی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے بذریعہ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تھا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد مدرسہ آصفیہ واقع ملک پٹیہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا متقنمات سے ہین آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زماننا بہی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے
آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی
تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تہا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف
انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسمائے رسائل بدون شرح ہر ایک کا
لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معاف و سمجھکے معاف فرمائینگے
منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہو چکی ہین انمین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ اب مین
آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

جو سب سے ہو بد ہین ایسے بد سے زائد	ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد
بخشائش رحمت ہے حد سے زائد	مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچ بہی نہین

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے
خیر مقدم مین ایک رباعی لکہی مقبول خاص و عام ہوی۔ **ھو ھذا**

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے		اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا		دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

	تاریخی فقرات	

دربار قیصری دہلی خسروی۔ شد + پندرہوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل مدراس
مولوی محمد نعیلیخان محسن الملک نے کانفرس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔
ہمیشہ کے لئے یادگار ٹہرایا۔

	نصرت۔ عباس قلیخان	

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا دکنی الاصل ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تہا خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زبیم آنکہ دوران تا بدم از وی جدا سازد	بروپش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ	سخت وا ماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از سر وفا	مارا چو دید دستی پا را بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدین خان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ آپ نے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپ نے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دلمین زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی میں متعدد مانے گئے اور ایام خوردسالی میں والد ماجد کے ساتھ وطن سے برآمد ہوئے اضلاع مدراس میں سیر و سیاحت کرتے رہے پھر ستره برس کی عمر میں وطن مالوفہ میں آئے۔ بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی میں نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم کے لئے ملازم ہوئے۔ ورس و تدریس میں تخمیناً ستره برس تک مصروف ملازم رہے آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذراوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل میں ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہاں مولوی سید جام عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں میر مجلس شعرا کے توسل سے مشاعرہ اعظم میں شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی میں معزز و مکرم رہے آخر محکمہ عالیہ میں مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ من تالیفاته۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع املانامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد درمختار۔ ترجمہ آداب الصالحین خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب الطلبا ترجمہ موجز۔

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست ہوتے ہیں اور بعض بیجا و نادرست۔ من اشعاره الفارسی

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگندہ ام	باد بانے گشتہ موج چو پیراہن مرا

گردش چشم سیاهش سرمهٔ آواز شد | ولہ | چون ستمهای رقیبان کرد فریادی مرا
ناخنهایم را که ز آب چشم من گردیده تر | | یاد کن غیر از حباب خشک وادی مرا
چو آن سرو چراغان کز هوای شعله ی بال | ولہ | نهال قامتم بالیده شد از گرمی تب ها
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب | ولہ | دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق که شکرین دهنت را چه پسته گفت | ولہ | تشبیه تازه به زبان شکسته گفت
حیف باشد چارهٔ عریانی مجنون نکرد | ولہ | آمده با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبهٔ عشق نظر کن که پس از مردن من | ولہ | خاکم آویخته با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن آید دوست هوس شد | ولہ | ذکر تو بپای گهر تار نفس شد
خواب بخت من نخواهد دید روی انقطاع | ولہ | رشتهٔ آمال صرف پرده‌های خواب شد
در شوق بوسهٔ لب او خوردن دلم | ولہ | باشد برنگ شیر و شکر در جهان لذیذ
کسیکه از تو سپرده ره عدم بر تیغ | ولہ | نهاد اساس حیات خود ای صنم بر تیغ

حرف واو

ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص۔ محمد شمس الدین نام۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تہا۔ اُسکی تخمیناً ولادت سنہ ۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بہی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دل مین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہو کے سفر اختیار کیا۔ اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا۔ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تہا

ہند مین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تھے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم وفضل سے کامیاب ہوتے تھے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندانمین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ قادریۂ نقشبندیہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ واحبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا۔ دنیا و مافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل بانچ
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہندمین دلّی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تہی۔ ہان تلفظ ولہجہ مین ما بہ الامتیاز تہا۔ دلّی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑہتی رہی اور اہل زبان اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان صاف و درست نہین ہوئی۔ ابتک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل ہے دکن کی استادی دلّی کے نام لکہی گئی۔ دلّی والے دکنیون پر بڑہ گئے جیساکہ ابتدا مین اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین جاری کین۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے۔ مدارس مین طلبہ اہل اسلام و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تہے ما بہ الامتیاز نہ تہا۔ تعلیم و تربیت مین بخل نہ تہا اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کی فیض بخششی سے سیراب و شاداب ہوئے ہین۔ اور اہل اسلام کو اُستاد مانتے ہین۔ یہ اُن کی اولوالعزمی اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہین۔ نہین تو ہم ننگ خاندان ہوکر اس خطاب کے لائق نہین ہین۔ واقعہ مین جو شاگرد تہے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو اُستاد تہے شاگردی کے بہی لائق نہین ہے۔ زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین اور آیندہ بہی ہوتے رہین گے یہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے مصداق تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت مین کسی پر لعن و طعن نہین کرنا چاہئے۔

ولی شاعر پُرگو تہا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبہی قصیدہ لکہتا اور کبہی غزل و مثنوی موزون کرتا۔ کبہی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبہی رباعیات و قطعات مین جولانی طبیعت دکہلاتا کبہی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تہا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہو گیا۔ پھر اُسکو اسبات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیئے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیئے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندہنا چاہیئے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین لکھے۔ سب معاصرین نے اُسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اُسکا نام اول لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اُسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہو چکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تھے افسوس موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتبخانہ مین وہی دو دیوان خوشخط دیکھے موجود ہین۔ اِن کُنتَ شَائِقًا فَارجع اِلَیہ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابو المعانی سے نہایت محبت کرتا تھا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے ۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی
مدح و تعریف مین گویا رہتا تھا ۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ ۔ ایک لحظہ
جدائی کو گوارا نہین کرتا تھا اتفاقاً انہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و
سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا ۔ ولی بھی ہمرکاب ہوا ۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تھا
ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تھا ۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا ۔ دیوان مرتبہ بھی
ہمراہ تھا ۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بھی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو
آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی ۔ سب نے شعر
و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے ۔ دیوان مرتبہ کو
بڑی عظمت و شان سے دیکھا ۔ کثرت محبت سے سر و آنکھون پر رکھا ۔ پھر دلّی مین ولی کے
دیوان کی شہرت ہوئی ۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی ۔ سب نے کمال
شوق سے عزت کے ہاتھون پر لیا ۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکھون پر رکھا ۔ دلّی کے
ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین
گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹھانے لگے ۔ ارباب نشاط کی زبان پر بھی
انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین
شعرائے موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا ۔ ہر ایک ولی کی طرز
پر غزلین مرتب کرنے لگا تھوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے ۔

اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ
تھے ۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپسے فیض باطنی بھی پایا اور آپکے
فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا ۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے ہیں۔ انمین اکثر اشعار بالکل مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین ٹہیٹ دکنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان دلی کے محاورہ مین نہین لکہا متفرق غزلین لکہی ہین۔ اسوقت ہندوستان مین دو ہی مقام کی یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجہی جاتی تہی۔ دکن کی زبان کو دلی کی زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تہا۔

دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تہا۔ اکثر علما تو ران و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب عجم سے دکن مین آئے ہین سلاطین بہمنیان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تہے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے عطا کرتے تہے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تہے اکثر طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تہے۔ اتبک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کہنڈر باقی ہین۔ بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے باہر لنگر حوض کے قریب تہا مسمار ہوگیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ بہی اتبک قائم ہے۔ اب اسمین محرم مین علم ٹہہایا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے علی ہذالقیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین (ازنقش و نگار) در و دیوار شکستہ آثار پدید ست صنادید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ مر کر اٹہے متوطن ہوگئے تہے۔ اور دکنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تہے اور ایسے تعلقات پیدا کئے تہے کہ سب انکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تہے۔ ان کی اولاد اسی ملک مین پیدا ہوئے اور یہین کی آب ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بہی لائق و فائق ہوئے ہین۔ اتبک اکثر یہان انہین خاندان کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم نے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلّی سے احمدآباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چندروز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان ۱۱۴۱ھ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہداء کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کردیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس ولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال ۔۔۔ تھا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول ۔۔۔ ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ھ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تھا۔ علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مرکر اٹھا۔ کہتے مین کہ ۱۱۵۵ھ ہجری کے قریب احمدآباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل و اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے لائق نہین۔ کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔ شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے اور اُسکے نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین علوی سے ملا یا۔ اس امر کی بہی کچھہ اصل نہین واقعہ یہ ہے کہ وہ مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ ہمنے وجیہ الدین کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر ان کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بہی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب و ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکھی ہے جرمنی عالم نے دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکھدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا سلسلہ بہی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس و ولی اللہ لکھدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا شخص احمد آباد مین تہا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہوگیا۔ علاوہ اپنی طرف سے یہہ کہ صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے خلط ملط کر دیا۔

	وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین	
یہ نکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس		ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکہن بہیتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکہن ہے
دکھنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اے ولی — لیکن نہین ہوا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بہی خاص دکہنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو — غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف بہی ہے اُسوقت سے اتبک اس ملک مین مروج ہے۔

	ایضاً مثل نکو	
نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز		مہواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز
	ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین	
بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے		نین مین دلکی سٹین تمیز روجگت کی کنگ
	ایضاً لفظ وہانچہ - بمعنی وہان	
شریعت کا جہان ہے شارع عام		یونتکا وہانچہ کر آغاز و انجام
	لفظ سنگات - بمعنی ہمراہ	
تب سون اُٹھیا ہے دلسون میرے غیر کا خیال		تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات
	لفظ باتان - بمعنی باتین	
اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ		حرف تیرا اُسکی ہین جیسین حلوہ سوہان لذیذ
	لفظ الپس - بمعنی لپٹے	
کیا ہون بر مین آپکے لباس عریانی		ولی برہ دیا یو قبا مجہے تشریف
	لفظ بیگی - بمعنی جلدی	

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھہ　　بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کیتیں

لفظ سٹ

عالمان دیکھہ تجھہ فصاحت کون　　سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان - نوابان کے باغان -

مجھہ دل کی آ چمن مین کر ایک نظر تماشا　　داغان کے ہے گلانسون روشن ہوا باغ میرا

لفظ دستا بمعنی دیکھتا

کتاب الحسن کا یو مکھہ صفا تیرا صفا دستا　　تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ع

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تہا　　آخر کون اُس فراق مین کھینچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکھتا -

ولی رند مشرب و حسن پرست تہا - نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا - پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا - صوفی زندہ دل صلح جو تہا - درویش دوست جگت گرو تہا - وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا - محبت کی راہ مین چلتا پڑا تہا - اورنگ آباد مین لالہ کھیمداس سے محبت رکھتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا - پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابوالمعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا مرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دلی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تہا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تہا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تہا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین ۔

کہمداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب تنگ حیا کہمداس مین	آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین
ہے اُسکی مکھہ سون جلوہ نما موج آب و تاب	موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجہہ دل کی جنت مین سوہر ایک جیون طوبی	لٹک چلنا جو دیکہا بسکہ مین سید معالی کا
تیرا قد دیکہہ اسے سید معالی	سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال	سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز	اس سبب کم نما ہے امرت لال
لعل تیرے بہرے ہین امرت سون	نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال	دستار چال سرو ہے چال گوہر لال
بر جا ہے اُسکی دل کو کہون گلشن بہار	آتا ہے جسکے دل مین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوی عشق سون آباد سب ہندوستان	حسن کی ہلی کا صوبہ ہے صوبہ دار خان
ہیچ و تاب ہید لان اسوقت مین بیجا نہین جب	لٹ پٹی دستار سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چندے وہ سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پرنور یک شہر	بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
رہے ہے مشہور اُسکا نام سورت	کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت	ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پررو صفائی	ولی ہے بیشتر حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک و صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جما یا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلّی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دو مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین تنہا بطور نمونہ مذکور کئے ہین اہل زبان تمیز کر سکتے ہین ۔ ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا ۔ حسن اعتقاد مین پورا تھا ۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تھا اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم مارتا تھا ۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا اولیا کرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا ۔ مستغنی المزاج و وضعدار تھا ۔ اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکھتا تھا ۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا ۔ جو کچھ کہا خدا و رسول کی حمد و ثنا مین کہا ۔ اہل بیت و اصحاب کرام و اولیا عظام کو بھی نہین بھولا ۔ جو کچھ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے ۔ یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے ۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بھی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا ۔ اکثر اشعار مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین ۔

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

رکھہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے	پر جا ہے اگر جگ مین ولی پھر کہ دوجی بار
مشہو جیون کہ سخن اس بلبل تبریز کا	یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
سنے اسکون یقین ہے جان ولسو حتان عجم آکر	تجھہ حسن کی تعریف مین جب نکتہ بولے
کہ بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق مین	تیری تواضع دیکھہ کر جا ہے بیجان ولی

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے ۴

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب	جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی	کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ ظالم	کمر سون کھینچتا خنجر چڑہاتا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے دلچسپ	الفت ہے دل و جان سون مجھے سیم کمر سون
پڑے سنکر اچہل جیون مصرع برق	اگر مصرع لکھون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکھی رباعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی	زان سانکہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخے مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ۵

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ	ولی ہرگز نہ پہنچیگا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا		جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشاہی حسن نگر کی		یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کی انی نے		یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
دیکہنا صبح تجہہ رخسار کا	ولہ	ہے مطالع مطلع انوار کا

یاد کرنا ہر گھڑی تجھہ یار کا | ولہ | ہے وظیفہ مجھہ دل بیمار کا
آرزوے چشمہ کوثر نہین | | تشنہ لب ہون شربت دیدار کا
بلبل و پروانہ کرنا ل کے تئین | | کام تہا تجھہ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر | | حرف حرف اُس مخزن اسرار کا
گر ہوا ہے طالب آزادگی | | بند مت ہو سبحہ و زنار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی | | دیکھہ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہوتا سریجن پر نثار | | مدعا ہے چشم گوہر بار کا
بیوفائی نکر خدا سون ڈر | ولہ | جگ ہنسائی نکر خدا سون ڈر
ہے جدائی مین زندگی مشکل | | آ جدائی نکر خدا سون ڈر
اُس سون جو آشنائی ڈر کر ہی | | آشنائی نکر خدا سون ڈر
آرسی دیکھہ نہو مغرور | | خود نمائی نکر خدا سون ڈر
اے ولی غیر آستانۂ یار | | جبہہ سائی نکر خدا سون ڈر
جب صنم کون خیال باغ ہوا | ولہ | طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھہ ہر جانب | | نازنین صاحب دماغ ہوا
پان سین تجھہ لبان کے سرخ ہوا | | جگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیون نہو روشن | | جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولی گلبدن کون باغ مین دیکھہ | | دل صد برگ باغ باغ ہوا
جسوقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا | ولہ | ہر ذرہ تجھہ جھلک سون جون آفتاب ہوگا
مت جا چمن مون لالہ بلبل پہ مت ستم کر | | گرے سون تجھہ نگہہ کی گلگل گلاب ہوگا

وله

بہت آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن — تجھ مکھ کی تاب سکنے آئینہ آب ہوگا

نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کون لیکر — سینے پہ عاشقان کے اب فتح باب ہوگا

رکھتا ہے کیون جفا کو مجھ پر وا ایظالم — محشر مین تجھسین آخر میرا حساب ہوگا

مجھکون ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبان — تجھ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یون دیا ہے مجھکو ولی بشارت — اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

وله

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا — ہر خوبرو کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا

سینہ مین اب محشر تلک کون نین کو آبسرے وہ — جو تجھ نین کے جام سون مے پی کے متوالا ہوا

پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلی مقصود کون — جو عشق کے بازار مین مجنون نمن سودا ہوا

وله

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خودنمائی کا — جڑیا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا

وله

بہتہ بل تجھ مکھ کے کعبہ مین مجھے سو حجر دستا — زنخدان مین تیرے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

وله

کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد — ہے علم اوپر معطل صورت شمشیر طلا

بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان — ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا

بوکناری مکھ پہ تیری نے زلیخا وش نہین — سورۂ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا

وله

خمار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجھکون — رکھون نشہ نمن انکھیان مین گر وہ مست ناز آوے

عجب نہین گر گلان دوڑین پکڑ کر صورت قمری — ادا سون جب چمن بھیتر وہ سرو سرفراز آوے

وله

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے — جس من منے یکبار وہ گل پیرہن آوے

سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی — گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے

کھینچین اپس انکھیان منے جون کحل الجواہر — عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے

ہرگز سخن گوہر وے نہ زبان پر — جس من مین کیا رہ وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام رہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی اولاد مین تہا۔ بلدۂ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغرسنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلی مین آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا مدت تک میرزا عبدالقادر بیدل کی صحبت مین رہا میرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر شہید کا مرید ہوا۔ حضرت بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت تکیہ مین بابا شاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی جب زمین کو کہدوایا اُسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد * مسجد اقدس خیلے باصفا اتمام یافتہ * خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اُسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا نام صحن گلہائے زنگار رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بہی فیض بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ تر ہوتا ہے اور دل اُسکی سَیر سے سیر نہین ہوتا تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تھا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تھا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تھا۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اورنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما — خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت ز مکافات عمل مستغنی است — گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف نیرنگی ما نشئہ دیگر دارد — جام جمشید بود دُرد تہ شیشۂ ما

ما درین باغ نہال چمن تصویریم — ہست در خانۂ نقاش رگ و ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیانت می باقی بدوام — میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز تھے۔ امرا مین معزز و مکرم تھے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت میں استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پہر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام میں شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ میں شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا میں لکہتے ہیں کہ موزون الطبع و خوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بہرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہیں۔ نیک سیرت و خوش خصلت تہا یاران ہم صحبت کے ساتہہ خلاق و اشفاق سے ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتد بہ و منصب برقرار و بحال تہا۔ دوست پرور و فقیر نواز تہا۔ سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندی

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کردیا	ذرہ بیقدر کو خورشید تابان کردیا
نامہ درد جدائی لکہا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکہون نے افشان کردیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنی رنگین لعلون سے بدخشان کردیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا ہے مین

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص۔ مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعر گوئی مین لائق شعر خوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا کایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از مردن بنالد بر روی ما دمن ابر نیسانی	فرو ریز سیکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نمید او بلبل بریزش سحاب		اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم و فاضل شاعر کامل تہا مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری مین شیراز مین تہے - ابو تراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکہتے تہے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع ہر اکو نر وصل ابو تراب ساز ہ غزل گوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نگین و شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا - متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۳ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن اسکا گولکنڈہ دکن لکہا - من اشعارہ الفارسی

فشاند از عرق ہرگاہ زلف عنبر افشان را	ولہ	برون آرد ز ظلمت چشمہای آب حیوان را
ندارد آسمان ہم در خور امید من کامے		ازان ہرگز ندیدم بر مراد خویش دوران را
ز آسیب بوسہ دیدیم بر پاے ارشانی		یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را
گر سرشک آتشین نبرد دل من دور نیست	ولہ	شعلہ تو اند نگاہ دارد شرار خویش را
دور از و چشم در نظارہ را استمار کرد	ولہ	ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد
از شوق سوختن دل من ہوا گرفت	ولہ	بلغے کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد
گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال	ولہ	ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دیده روزگار	وله	خاک سیه بکاسهٔ چشم غزاله کرد
شب گزاری بدل بی خور و خواهم کردی	وله	آنقدر لگرم گشتنی که کباب هم کردی

واصل - مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص - مرزا ترک علی بیگ نام - اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے - باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد　　تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بست

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹھائے - درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے - مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے - ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے - حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے - مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے - شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے - میان اصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تہا - کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تہی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے - اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تہی - کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تھے - خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش رہتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی - آپ عارف کامل

وصوفی واصل تھے ۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے ۔ شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے ۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر اشعار آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا ۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرئے اور گلہائے منتشرہ کا شیرازہ باندکر گلدستہ بنادیا ۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا ۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے ۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھاہین آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے ۔ آپکے ہرایک شعر کا مطلب دلپسند و دلاویز ہے ۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکہتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے ۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکہا تہا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا ۔ ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے ۔ ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است انتہی ۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بہی ہمکو تلاش کے بعد ملا اُسمین سے بہی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکہین گے تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہوجائے ۔

کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسبت ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکہی ۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے ۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے ۔ اپکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے ۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے ۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے ۔ یزار و متبرک ۔

صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف ۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی ۔ اور ایک نصاب ترکی ۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعۃ البرد و ما یتعلق بہا۔ و قطعۃ الاطعمہ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مه جام صفا داریم ما / یک طریق از ابتدا تا انتها داریم ما

کارها بگشاید از امداد پیران بیشتر / قامت خم گشته محراب دعا داریم ما

راست بر سرو قد ما جامهٔ عریانیست / هستی خود عقدهٔ بند قبا داریم ما

وله

زود زورق از سبکروی بساحل میرسد / این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازه گردد روح من از رشک و آه و عشق او / راحت افزای دل این آب و هوا باشد مرا

ز جوش گریهٔ شوق تو رقص من پیداست / بود حباب صفت خانه بر آب مرا

از درِ گفتار تو در دل گره دارد صدف / معدن از لعل تو دارد در جگر خونابها

وله

از ره دل چه عیش کند از نشاط دهر / شاخ گل شکسته نه بیند بهار را

پروانه یافت خلعت رنگین ز سوز عشق / زینسان شد التجا ز عاشق نواز ما

بنازم از فروغ حسن و آن داغ محبت را / که نور از مهر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را / چه باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از جنس نفس مقصود حاصل میکند / ره بود پیر گوهر مطلب مر غواص را

نکته گوهر صفت را نفس صالح لازم است / گوش باید چون صدف تا بشنود موعظها

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع / پیداست از معنی با اختراع ما

بهر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب / امداد حسن بس است بروشن چراغ ما

در سینهٔ ما گوهر ذاتی چو گره بست / جز گوهر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بر رخ تو اشتیاق ما	افتند بجان سرا زر بام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد به نیرنگی	شتافت شیشۂ سر گز نبینی رنگہا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بر دارد نقاب	در تماشا گاہ جنبش سر بر آرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف الف۔ قافیہ الف و ردیف با علی ہذا لقیاس۔ ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصف جاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر متقرر تھے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث و فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

بو میہ برار مین حکام سے ملتا تھا اُسپر قانع تھے ۔ زائد کے طالب نہوئے ۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے ۔ مزاج مین تواضع وخاکساری شیعار تھی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف سرور ہوتا تھا ۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال وپاکیزہ خیال تھے ۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لآلی آبدار ودر رشاہوار پروئے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے ۔ آخر آپ ۱۱۹۳ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے ۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت وشان سے ہوتا ہے ۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے ۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفانے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکھے **هو هذا**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود ۔ واگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب ونرمی گردد جز برسامان ختک مغزے نتواند افزود ۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ زیر سر ۔ واز فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال حبیر توار نیست از موج لباس زرتار در بر واز حباب تاج یاقوت بر سر ۔ از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندان ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ وماہ غبار دستگاہ رنگ زردی نبیند و خفتہ ست

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ ہست	گل خورشید ہر جانب شگفتہ ہست
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

ز سیر این چراغان پر فسون | شود پیرایهٔ نظارہ گلگون
ببین عکس چراغان در نم آب | بهار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر | خرامد هر نگه آئینه در بر
تماشا محو انداز سرور است | که اینجا شش جهت لبریز نور است
خمیر این چراغان باشد از برق | که روشن می کند از غرب تا شرق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور | بلند از هر طرف فوارهٔ نور
مگر بحر خور آرد در تلاطم | که شد نظارہ ها را دست و پا گم
ازین سیر بهار عالم آرا | که هست از قدرت حق معنی انشا
بود گر بهره ات آگاه بودن | چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر در دلت شمع شعور است | چراغ دیده را روغن ز نور است
بهر حال اندک از ظاهر سفر کن | ز دل در معنی هر شیٔ نظر کن

مرزا افضل وفا قتال تحفۃ الشعرا مین لکہتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کیے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی سے مجکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور ایکروز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ وہ بزرگ خوب لطفے تھا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تہے اللہ تعالے غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا کہ جناب وفا صاحب نے جمعہ سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور سے آئے

آئے تہے ایک سال تک قیام کرکے سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ مین اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تہے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تہا۔ بزرگ سیرت و صاحب کمال تہے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجکو خط لکہا کہ اس غزل کے چودہ شعر مین مین نے چودہ برس مین موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم مین ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑہا نہین گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکہے گئے انتہی کلامہ وھو ھذہ

بادۂ عشرت دہد جام لب جانانہ ام — گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام
کان یاقوتم ز دل وز دیدہ ام گوہر شمار — بحر و بر در آستین دارد جواہر خانہ ام
با شرر ہمچشمی پرواز دارد اشک من — خاک تا گردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام
فرصت از برق ست و سرعت سبک پرواز تر — گشت از پیری دو بالا بازی طفلانہ ام
دامن دشت جنون از کف ندادن غافلی ست — گر کشیم از گوشہ زنجیر یا دیوانہ ام
بر چراغ رسم ظاہر ہمتم دامن فشاند — روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام
ہست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل — نے سبوئے شیشہ بخشد نشائی پیمانہ ام
کیست تعمیرم نماید مہر عشق پاکباز — تا فلک چیدہ است ناہموار می ویرانہ ام
داشت ور بر دفتر بال و پر از تعلیم شمع — گرد شب روشن سواد سوختن پروانہ ام
گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجا — پیش این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام
می کند غواص بحر معنی روشن گہر — از سخن معلوم استعداد استادانہ ام
رنگ پا بوسش وفا آسان نمی آید بدست — چون حنا عمریست باخود جگر ہمخانہ ام

خواب شیرین شبنم نمک ریزد بچشم از اشک شور ‖ از خموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از عز و شان پیدا ‖ نگین را روسیاهی گردد از نام و نشان پیدا
نشان زان کمر وقت شناسان نشد حاصل ‖ ز تصویر عدم گردد حرفی در میان پیدا
وله
ز جام خون جگر سرخرو چگونه شود ‖ چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست
وله
در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست ‖ بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست
وله
قرب بی‌جانست با جانان چو ربط تن بروح ‖ زین معیت نیک آگاهی نصیب جان کیست
خاموشی به گر ندارد مستمع فهم درست ‖ در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست
وله
بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند ‖ کار آب زندگی این عطر خاکی می کند
وله
نگر رو چشم خاکی سند راه سیر روحانی ‖ سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند
شبی روشندلان جا گرم اگر کردند از صحبت ‖ سحر از سرو مهر پا چو شمع از انجمن رفتند
وله
ز جبین چو موج نگو بم که صورتت گله شود ‖ تو از گشاده جبینی محیط حوصله شود
وله
عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند ‖ ما را کسی که دید ترا یاد می کند
وله
شبی بخاطر گلشن گذشت مژگانت ‖ زند ز خون رگ گل بهار جوش هنوز
تبسمی مگر از غنچهٔ لبت وا شد ‖ صدای خندهٔ گل میرسد بگوش هنوز
بیا که بی می وصل تو چون سبوی تهی ‖ نگه بدیدهٔ من هست بار دوش هنوز
وله
در آنگاه یادت پنهان خود نشینم ‖ تا بتوان ترا دید خود را چو بینم
وله
قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم ‖ بعالم عالمی دارد تلاش بی‌تلاشی هم
چو شد از شوخی چشم سیاه پر داغ من ‖ دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم ہر نفس مے آرد از دل نکہت زلفت	وله	نگر گلہای داغ سینہ شب بوئے باغ من
دیگرے را بکرم گر کنی از خود سہل است		ہنر آنست کہ خود بنمائے وگرے

وحشت ۔ شیخ عبد الواحد تہانیسری

وحشت تخلص ۔ شیخ عبد الواحد نام ۔ تہانیسری الوطن ۔ شاعر خوش‌فکر و پرگو تہا ۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و دلنشین کو استعمال کرتا تہا ۔ مصنف تالیف و ناقد کلمات سے کچہہ پروا نہیں کرتا تہا اولاً میر ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا ۔ ثانیاً میرزا عبد القادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا ۔ ہند سے دکن مین آیا ۔ شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا ۔ امراء و اہل مناصب کے توسل سے منصب بمناسبت خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش تہے اسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین تہا ۔ بعد ازان درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد مین مدفون ہوا من کلامه

با کمال اوج در پستی ہلا کم کردہ اند	وله	آسمان وقت خود بودم کہ خاکم کردہ اند
تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد		اظہار حال بے قلم مو نمی شود
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است		آرزو در سینہ بشکن جلوہ آرا نازک است
صد بیابان نالہ پرداز خموشی گشتہ ایم		سر مدہ میدا ند کہ فریاد دل ما نازک است
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست		شیشہ از حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است
بمحفلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند		ہمہ چو دیدہ تصویر محو یکرنگ اند

فغان زبیخبری ہائے این خودی مستان
جواہم برسش گرد خط نارستہ را ماند
زبس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید
بسکہ از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
در بیابانی کہ چشم بیخودی وا کردہ ایم
خانمان پرواز ہی ہمت تماشا کردہ ام

کہ کعبہ در بغل و دیر ہزار فرسنگ اند
بقدر آرزو برخویش باشد گر سوال من
تپ آید اعضار شیران بیشتر آب لال من
جوہر آئینۂ فرہاد دل رنجور بود
ہر کف خاکی تجلی خانۂ منصور بود
صد بیابان عالم از ویرانۂ من دور بود

وفا - ابو العلی حیدر آبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد یا جد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین - آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تھے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک نبی خانہ عمارت نہایت عالیشان و باعظمت تیار کرائی اور اسمین ہزار ہا روپئے کے جھاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمین وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تھے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے بھی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکھینگے - آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو ونما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا میر خیراتعلیخان سنجی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف و شستہ ہے ابہام و استعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق و نیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی۔ **من الشعارۂ الھندی**

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی	جان کہانیکو شب ہجر ہماری آئی
کبہی گلشن مین جو اُس گل کی سواری آئی	ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی
سر کو ٹکراتے ہے سنگ لحد سے پیہم	بعد مردن جو اُنہین یاد ہماری آئی
پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو	شد الحمد کہ پہر باد بہاری آئی
وہ بہی خود رونے لگا نامہ کے ہاتون سے جگر	کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی
آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین	یار سے اُس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدر آبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدر آباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت و خواند مین بقدر ضرورت مہارت و لیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و بامزہ ہوتا ہے۔ **من اشعارۂ الھندی**

یاس و امید مین ہے شب عادہ کشمکش	دیدہ نہ بند ہے نہ کہلا انتظار کا
اُسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی	ملتا ہے مفت ہر مین نافہ تتار کا
برباد ہوکے دیکھین پہنچتے ہین ہم کہان	پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
موسی تو دعوی ارنی کر کے غش ہوئے	اب ہمکو دیکھنا ہے مآل انتظار کا
واقف کو آج دیکھکے آنسو نکل پڑے	کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن شعور و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے - نورالدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بھی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اولاً میر افضل ثابت قاقشالی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکہدیا - اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ١١٦١ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت و تاہل حیدرآبادی لکھدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستۂ کرناٹک نے ٹھیک
درست لکھا۔ ہم بہی آپکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرۂ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
فرمائے والا کی ولادت حیدرآباد مین کیونکر ہوی۔ فتامل ولا تکن من المغالطین ۔
صاحب گلدستہ نے لکھا کہ پہر آپ مدت دراز کے بعد حیدرآباد دکن سے تہڑنگر مدراس
مین رونق افزا ہوئے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا۔ وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پہر مدراسی الوطن مشہور ہوئے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ سخن دان
و سخن سنج تہے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمۂ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تہے درویش دوست
و کامل تہے۔ خوشمزاج و خوش اخلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے
اتفاق تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تہے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تہے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم
حلوے اور انواع انواع شکرپارے دکہلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین

تاکہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار ہین - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین - آخر بفحوائے کل من علیہا فان ۱۱۸۴ سنہ ہجری مین شہر نگر مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار ہوکر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الفارسی

بزمم امشب مگر آن دلبر طناز می آید — که مهتاب از تمنا بهر پا انداز می آید
بگلگشت چمن نازک نهالم میرسد آیا — که در گوشم از شکست رنگ گل آواز می آید
ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم — که امروز از گل پیمانه بوئے ناز می آید
مگر مطرب شنید از ناله هائے واله آهنگی — که با آهنگ دل طپیدنها ز تار ساز می آید

ولہ

ز بس دارد نگاه وحشی سحر در بیابانم — ز داغ آشفته ام ساغر کش چشم غزالانم
نیم صید گرانجانی نسیم گلشن شوقم — هوا خواه بهار جلوهٔ نازک خیالانم
خیابانش شمع بزم دل تمنائیش گل حسرت — بهار شعله سوزم گلستان چراغانم

ولہ

خیال زلف تو امشب که راه خواب گرفت — چو مار تاریک رنگ شهاب گرفت
ز برگ لاله حسنش نه شبنم از عرق است — نظاره ام ز گل آتشین گلاب گرفت

ولہ

هر که همچو لاله در دل سوخت داغ عشق را — ساخت لبریز از می سودا ایاغ عشق را
لاله هائے داغ را پیچیده ام از تار آه — دستهٔ رنگین بسته ام گلهائے باغ عشق را

ولہ

روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما — همت نکشد از صدف آب گهر ما
آئینهٔ دل مشرق انوار تجلی است — تا مهر رخت سایه فگن شد بسر ما

وله
والہ نکشد نخل سپر منت خورشید
از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما

وله
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو
منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را

سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است
جلوه آهی نماید پر غبار آئینه را

وله
واله شکست توبه بجا شد که چشم عیش
روی بهار در آئینه هوا

وله
تا سایه رحم تو افتاد بر آفتاب
هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب

واله نداشت طاقت نظاره جمال
روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب

وله
مریز ای ساقی ظالم گل مستی بجیب دل
که خواب خوش بپای سر مینا می برد ما را

قرار از واله شیدا بود این مصرع صائب
همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را

وله
کشته عشقم مرا شمع مزار گل کنید
پرده فانوس شمعم از پر بلبل کنید

وله
تا کند جولان بگرد چشمه کوثر بحشر
جان واله را نثار راکب دلدل کنید

وله
طبع روشن را بس آئینه گر هوش منست
صورت معنی دلچسپ در آغوش منست

کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع
شعله قد نظر سرو زری پوش منست

وله
بسکه شوق کشد بسوی شراب
روم از خود ز گفتگوی شراب

وله
ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم
نمود و گو چه باغ است آستین مرا

وله
بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب
می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما

وله
رقص بسمل کند از ناله زنجیر دلم
ای پری شوخی دیوانه مبارک باشد

وله
اینچنین کز غنچه لعل لبت خواهد شگفت
بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود

گرد دل را ابروش بیتاب از ایمای لطف
زخمی این تیغ می گردد ز مرهم خسته تر

تا خیالش بدلم جلوه فانوسی ریخت
چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	وله	شمشیر بدوش و بدمستی روش
باز لف تو دل چه کارها داشت		سن حلقه بگردش بد مستی روش
بر نیاید نگه از ضعف ز چشمے بے تو	وله	با اشارات تو وابسته شفاے تن ما
غلطیده ز شوخی عشق تو ز گهواره چشم	وله	اشک چون کودک خو کرده بدامن گستاخ
لاله خونین داغ گل زخمی نرگس بیمار	وله	در چمن دل بچه تقریب شود وا یا هو
غمزه بیباک و نگه مست و تبسم لبریز	وله	شوخ جادو فن من طرفه بساز آماده
قلم است قاصد از شوقش تمنا ساز و جیناحرفی	وله	کرد ل حرفی نویسا نگه حرفے زبان حرفی
ز بس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت	وله	مرا هشیار هم خواب فراموش است بیداری

واصل۔ مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص۔ محمد واصل نام۔ آپ سید محمد قدیر کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے۔ آپ سادات کاظمی المشہدی ہین۔ آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی۔ اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین۔ چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پھر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اسوقت یہان مدرسۂ انجینیری جاری و قائم تھا۔ آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تھے۔ اور طبیعت کا تعلق بھی قدرتاً اسی علم کے ساتھ زیادہ تھا۔ فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے۔ آپکو سرکار سے بیش بہا وظیفہ مقرر ہوا۔ مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان ہوئے تب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ کالج سے صیغۂ انجینیری مین کوئی خدمت پر مقرر ہو جائین۔ اُسوقت جناب نواب عماد الدولہ بہادر سید حسین بلگرامی نے مدرسۂ اعزہ حیدرآباد مین امراء و شرفا زادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسۂ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے آپکو انتخاب کیا۔ اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی نہین ملیگا۔ آپکو مدرسۂ انجینیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہئے یہہ امر قرارداد ہونیکے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ لکھا کہ آپ محمد واصل صاحب سند یافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُنکو وہی تنخواہ دینگے جو محکمۂ انجینیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بھیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ قرار پائی۔ پھر آپ چند سال تک مدرسۂ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتھ ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے ارکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تھی کہ مدرسہ مین آیندہ کسیقدر ترقی ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب یہہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تھی مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین سرکار عالی کے
محکمہ صفائی مین مساوی ملا ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت
مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔
جب سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک
فتح جنگ آصفجاہ ششم نور اللہ مرقدہ مین تقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ
صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے
جو کام صفائی کے متعلق تہا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی
خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکارنامہ جو اردو نظم مین
تصنیف کرکے مطبوع کردیا تہا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت
دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑہو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔
آپ موزون الطبع و صائب الفکر تھے شعرگوئی و سخن کے فریفتہ مضمون رنگین معانی
شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت و صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے
آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے۔
آپ ہمدردی قوم مین جان و مال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے
کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہئے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی
کہالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا
ثمرہ تہا مدرسہ کے لئے علاوہ کہالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی
توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ
ہند کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہان جہان اس قسم کے مدرسے تھے وہان بھی گئے ہین۔ غرض کہ آپ فنائی القوم تھے۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہین۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا وامرا وعہدے دار جمع ہوتے ہین۔ شعرا حضور کے مدح وثنا ودعا مین قصائد پڑہتے ہین۔ حاضرین سنکے تحسین وتعریف کے ساتھ دا د دیتے ہین۔ اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکھکے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوئے ہین ۱۳۰۹ھ ہجری مین حضور مغفرت منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندوستان دکن کے بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے) شعرانے اسی طرح مین غزلین لکھین۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین۔ آپنے بھی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ ہجری کمپ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ آپکا کلام خوبی وخوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ وشستہ ہوتا ہے۔ آخر آپنے ۱۳۲۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی ع واصل حق داخل جنت کے بیرون دروازہ چادر گہاٹ مسجد کے صحن مین موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین تھے اللھم اغفر لہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہین۔ سلمہم اللہ تعالی۔ من اشعارہ العلی

کہین سے شہ نے دیکھا اک پری کو	کہ پٹ پکڑے ہوے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کسی جا گوش بر آواز گل ہین
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی

ولہ

یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
نگہ با ہمدگر جب سے لڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کہین نرگس بہی در تکتے کھڑی ہے
کہین قمری کی کوکو ہر گھڑی ہے

وزیر۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد۔ آپ خاندان آصفی کے نور بصر دودمان نظامی کے لخت جگر ہین۔ ریاست کے رؤسا مین ممتاز۔ اور سلطنت کے عمائد مین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے۔ آپ ذہین و ہوشیار تہے دو ڈہائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پہر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بہی پڑہنا چاہئے۔ چند مدۃ عربی کا بہی شغل رہا۔ چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پہر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آئندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا رنگین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تہی۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ہجری کی استادی مسلم الثبوت تہی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تہے آپ بہی اپنا کلام میر موصوف کو دکہلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی و امرای دکنی مین اس فن ہانت و ذہانت کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فرید اور امراین وحید ہین مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ اعزہ و احبا کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے جوہر شناس ہین۔ اعزہ و احبا کو اسبات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے دینا چاہیئے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہیئے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہوجائین آپ خوش عقیدہ ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی کامل و صاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمان داری و خاطرداری پوری طور سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی۔

فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۳۲۹ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی	

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا	منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا
قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو	حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا
کب ہاتھ مین ہے باگ ہمرے اختیار کی	ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا
پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم	پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح - میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص - ارادت خان خطاب ہے - کشمیری المولد - جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر از نجبائی شرفا ساوہ سے تھا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد - اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تھا - شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا - بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا - اور کبھی کبھی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے - اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چند روز حکومت کرکے سنہ ۵۸ ہجری مین فوت ہوا - اُسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تھی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا - اور اُسکا چھوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین داراشکوہ کی فتح کے بعد اودھ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی - اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا - اور سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز ہوا

سنہ ۱۱ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چارہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلّی مین سنہ ۲۸ اا ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد ۔ اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تہا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بہی تہا ۔ میر کی نسبت سیاقی نامہ کے دیباچہ مین لکہتا ہے { براح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بتوان کشید ۔ صراط مستقیم طریق وست و نعمت غیر مغضوب تحقیق و در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود ۔ آن جوش فزائے خم دیر سالہ و صاف پیمائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ شست و شوئی باطن من چنان نمود کہ لوث کج فہمی مزاج و موا داعوجاج اصلا نماند انتہی } اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکہا ہے ۔ ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین ۔ ۵

اے فلک اے بیوفا اے ظالم اے بیدادگر	اے ز سوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
نے گریبان میدری نے خاک بر سر میکنی	زین چنین شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر دادہی بیدادہی
خاک بر سر بخت و زہجرت دل ناشادہی

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکہا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۸ اا ہجری ملا ۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح مین اور انکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے { فاتوا بسورة من مثله } اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب ... قصیدہ ... فطرت ... [illegible]
مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام ... ہم فلک المعارج و فخر دارین ...
دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکہتے ہین ؎

کے گیرد از عزیمت من شست نیم تار	نہ بخشی فلک کہ ... اگر ... بار
از موج بحر ہمتم اول قدم بود	نہ کشتی فلک چو بیابند بر کنار

قصیدہ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ منہا ؎

ولیک شکر عنایات لطف ہمت خان	کہ فخر می کند از ذات پاک و خاقانی
چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس	کہ با دولت ہر دو سرش ارزانی
مرا خرید بہ نرخے کہ لا نقش بودم	رہین منت اویم بہ انسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکہے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکہا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تہا۔ مہر کا نقش یہہ تہا {الحق واضح} منجملہ رسائل۔ مثنوی مرآت دیدار { مقابل مخزن اسرار + کمند وحدت { مقابل سلسلۃ الذہب + نغمہ و شیون { مقابل ... + آئینہ راز { مقابل محمود ایاز + تاب زنار { مقابل سبحۃ الابرار + ساقی نامہ { ہم بحر سکندر نامہ ÷ اسرار معنوی { در پیروی مثنوی معنوی

یہہ ساتون مثنویات کو ۱۱۷۵ہجری مین شروع کیا او ۱۱۷۸ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو ۔ کمند وحدت کے ایکانوے اشعار ۔ آئینہ راز کے ۵ جزو

و تاب زنار ایک جزء ساقی نامہ دو جزء اسرار معنوی ایک و نیم جزء۔
ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات وغیرہ اشعار پر
شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے
اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے۔

من اشعارہ الفارسی

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما — در پائے گل بخاک سپار آشیانِ ما
دل از طپش ز رفتن خود میدہد خبر — آواز پا بود جرس کاروانِ ما

وله

زمقراض فنا نورست شمع زندگانی را — بود آبِ دمِ شمشیر صندل سرگرانی را
با اسیرے چکند معجزۂ یوسف حسن — ہفت در وا شد و نکشود در زندان را
بزخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست — سواد سرمۂ شبہائے تار را دریاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند — چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب
باسکندر را نشد صحبت بزم روشنان بدید — خوش بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب
واضح از شور جنون صبح قیامت شده ام — آنچہ انجام دو عالم بود آغاز نیست
داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است — رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
تا بے حجاب بوئے گل آید بزم دل — در نو بہار چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بیخبر سوئے جنون تدبیر نیست — اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست
بوئے خون از نفس باد صبا می آید — شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک — دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند
راحت در پیچ بود خواب پریشانی چند — یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید — کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را اے نسیم غمزدا فریاد رس — گرد غربت بست بر با رخنۂ چاک قفس

سبہ کردم گرمی ارباب دنیا سوختم — در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت اے سپر انداختم — تیغ کین بر یا مکش اے خصم نامردی مکن

بره جنون و دیدم خبرے خود ندارم — نگہم کجا فتادہ دل من کجا نشستہ

بکاغذ اخگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را — مبادا اگر بہ بر حالم کنی اے نامہ بر رحمے

آبرو جوش طپش زد در دل ناشاد ہتی — صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی ما خاکساران نقش پای بی نشان ست — چشم بر راه خرابی دارد این بنیاد ہے

الٰہی کعبہ میخانہ بادا انقدر باقی — کہ مینا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعی منہ

دنیا کہ درو دل بہوس پیچیدہ است — رنج است مآل و راحتش فہمیدہ است

غوغاش تمام حسرت و بیمزگی است — چون صبح عروسی و چو شام عیدست

ولا۔ نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص۔ مولوی احمد عبد العزیز نام۔ خان بہادر۔ نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما۔ خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے۔ آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہیں۔ آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی۔ قومًا نائطی مولدًا مدراسی ہیں والد ماجد کے ہمراہ کم سنی میں حیدرآباد دکن آئے۔ آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوی۔ سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین ۱۲ سما ا روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت سر وقار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد میونسپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زمانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشیئٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزازاً نظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل عمالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنی ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تھی
بنائً علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص ور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے - آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے - فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے - آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا - آپکو تاریخ گوئی مین ملکۂ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین - فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین - غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ ستره اڈیشنس نظام فنانس و ریونیو لورڈس شایع ہو چکا - سرکار سے انعام صمـــــــ ہزار سے زیادہ ملا -

مندرجۂ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہو چکے ہین -

فن فلاحت مین - فلاحۃ النخل - کاشت انگور - کاشت ترکاری -

فن سیاق مین - سیاق دکن

فن تاریخ مین - تاریخ النوائط - محبوب السیر - عطیات سلطانی

فن جمل مین - غرائب الجمل -

فن طیور مین - حیوۃ الحمام

فن لغت مین - آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ رہے ہین - چار جلدین شایع ہو چکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہندنے

پانسو روپیہ سکہ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپیہ سکہ محبوبیہ منظور فرمایا - ہر چہار صفحہ میں ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردی ہین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قلمیہ نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک مدرسہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بھیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید - عقل و فراست و تدبیر مین ذات وحید ہین صائب الرائے و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی عایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اعراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکھکے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب تندمزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بھی سُنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تہا لیکن فی زمانا مجھے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین - خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم مین لمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب والا صاحب ترجمہ واقع مین عزیز الوجود ہین - مغتنمات سے ہین خدا تعالے آپکو سلامت رکھے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیرخواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ اندنن نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب مع لفافہ طبع کرکے خلائق کو بلا قیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین - ایسے بزرگ فی زماننا نادرالوجود ہین اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ - فقیر مولف آپکی تالیفات کو مورخانہ محققانہ دیکھتا ہے - درست ولائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے ابتک اس فن مین جامعیت کے ساتھ ایسی کتاب نہین دیکھی گئی - اسیطرح دیگر رسائل بھی ہین - فی الحال آصف اللغات لکھ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے -

اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین اور مولف کے کلام کی داد دین - **من اشعارہ الفارسی**

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا		وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
آن عارض و لجبہت یک صفحہ صد دیوان		یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا
بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را	ولہ	کہ بر آتش نشاند آب تابش آب و آتش را
زچشم خاست سیل خون بجوشش آب آتشگون		بہم آوردہ در مضمون جوابش آب و آتش را
قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب	ولہ	در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
آب جاری من از مژگان کشم در راہ عشق		گر بود چشمے کہ او از دور بر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او وے		ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب
دل من گر بدست دلربا نیست	ولہ	بدستم اختیار من چرا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست		چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

بر زده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
آئینه حیرت است از رخ تو آفتاب

وله

پیش تو گردش نقاب بشرم ز دامان صبح
سرمه کش غیرت است دیدهٔ حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله

آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
نازنرا یک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصلت زنده کرد

وله

اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من بیجان افتراق افتاده بود

برنگ ابر نیسان بخت مینا آب در ساغر
بتابید شب زلف تو هشیاران غافل را

وله

ز جوش باده خیزد صد زنار در ساغر
نماید عکس مست نیم خواب در ساغر

در چشم آبدار تو آبی ندیده کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او

وله

در جویبار تیغ حبابی ندیده کس
عشاق را بدست حجابی ندیده کس

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم

وله

سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
تودهٔ خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
بر آب دیدهٔ من (حالیکه در من و تست)

وله

بجوهرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ
پلی است بستهٔ تیغ نگاهت از خم تیغ

پردهٔ شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تند بر آید ز چشم باز در آید به چشم

وله

بردن جان مشکل است حیف ز جنگ نگاه
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

بدیدهٔ مست خواب و بی خواب و نیم باز تو خواب نیمی
ز رخت چو نیمی نقاب گیرد بنیم قرص آفتاب گیرد

وله

بجام مست نیم مست کرشمه سازت شراب نیمی
ز رخ گر نقاب نیمی ربود ز مهر آفتاب نیمی

چو مهر و مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل
رسید نیمی بماه کامل بقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد به دلم حرمت نام حافظ		در چشم من است احترام حافظ
او خواجهٔ شیراز و ولا بندهٔ او		این نظم کجا - کجا کلام حافظ
ابروئے تو کرد عاشقے را تہ تیغ	وله	تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ برابروت بہر ولا		مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ
خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست	وله	حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر آنچہ باشد در دل		از کوزہ ہمان برون تراود کہ در اوست
دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت	وله	دربارگہش شکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش بہر دہ زمین کہ ولا		آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت
حاسد ز حسد بہرچہ خواہد نرسد	وله	نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
عائز بمرام می شود خیر طلب		بدخواہ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر		صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
از نخرجهٔ لطیف گفتم تاریخ		این شمع شد از قطع زبان روشن ۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸ع
چنیکا راؤ کشن پرشاد	وله	شد وزیر حضور شاہ دکن
اے ولا سال سرفرازی اوست		دل ما شاد و چشم ما روشن ۱۳۲۰ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی		اقلیم سخن کی ہے یہہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نرہا		استاد سے ہو گیا زمانہ خالی ۱۲ ۱۳ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی		
جس وزیر چہپا ہوا وہ مقبول جہان کیا خوب کہی ولا نے اسکی تاریخ		دیوان سخنور جلیل ذیشان سلطان قلمرو سخن کا دیوان ۱۳۲۸ھ

ولا - سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولا تخلص، سید ابو سعید نام و کنیت ہے - آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان
امامی کے فرزند ہین - آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تہے - گلزار اعظم کے مولف نے
لکہا کہ آپکی ولادت ۱۱۹۰ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد
سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی بہیر الدین علی
و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین - اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ ناعطی
عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے
مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے
شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے - موزون الطبع تہے مولانا موصوف کی خدمت
مین مشق کلام کرنے لگے - درجۂ کمال کو پہنچے - فن خطاطی مین بے نظیر تہے - مولانا آگاہ
جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولا تخلص عطا کرکے یہہ بیت لکہی
خط وا فی ببر از سبزہ چو بلبل و الا   اولین جوش بہارست گلستان ترا
مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے - مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن
مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تہا آئے - مدت دراز تک سکونت پذیر رہے
اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین ولا طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر
سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے
غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی عمام سید محمد یحیی خان
بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین حافظ یار جنگ
کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہو کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور
نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کیے گئے - نواب موصوف اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ
سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل دریا دل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ
کے دامن مانند صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے
ایک عالم کا جیب و دامن مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ
استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے
تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے
ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و
کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلیات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور
متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف
و تصنیف تہے - مثنوی بحر غم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد
عرفی - و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان
ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ
ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو
مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیها فان ہشتم ماہ صفر ۱۲۶۴ سنہ ہجری مین بعارضہ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع مٹنیال پٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ہو ہذا

نکتہ سنج رموز دان سخن	رخت بربست چون سوئے عقبی		
بیدل شاد گفت ہاتف غیب	رفت ہیہات زین جہان والا		
سرخوش عصر ابو طیب خان	کرو زین دار فنا چون رحلت	ولہ	
راقم از بہر خرد سالش خواست	گفت ہاتف بخلد در جنت		

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کر دیتے تہے۔ محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپنے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی ہو ہذا

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	سر وقارت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا	مستغنی ز زمانست مثال والا
گر شبہ بخاطر ز ثنایم داری	این نظم نشانست ز حال والا

من ۲۰ سعادہ ۲۵ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا آسا زبانم را

شدم همچو کمان یک استخوان با جوانی‌ها	وله	غم ابرویش ز بس کاست جسم ناتوانم را
سیه‌پوشی است یارب در غم تو حرف حرف من	وله	کرامت کن اثر چون بت خود پرست دیوان را
مدار اهل وجود بسم الله عنوان ما	وله	هست بیت ابروی مطلع دیوان ما
هست دور از خلل آیینه‌اش صافی گهران	وله	متوان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب
نرم خوئی سبب امن بود از ظالم		نشود زخم نمایان چو زنی تیغ در آب
گر پسر شد به از پدر چه عجب	وله	لعل از سنگ می‌شود در نایاب
اهل بصیرت از سخنی رنج می‌برند	وله	مو در میان دیده کم از نوک خار نیست
مس را چو زر بروی محک کس نمیکشد		سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست
گشت حسن از پرده ظاهر صورت جانانه شد	وله	عشق در جوش و خروش آمد دل دیوانه شد
خاست دود از شعله حسنش نگینم نام یافت		چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانه شد
صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از دفن	وله	این سخن از خم به هنگام شغل مل رسید
جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا		سر عشق یارب کجا باشد که او در دل رسید
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را	وله	شخص ترسا کیست کز صحبت آغشته نباشد شکر
دائم آفت دان مکن بر نعمت دنیا هوس	وله	می‌شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس
نمی‌افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش		مگر تخم رقم کردند از آن برگشته مژگانش
جز سیاست نبود کار ریاست جاری	وله	نشود خامه روان تا نزنی آذر قط
بنگر از چشم بصیرت نعت والای شرع		می‌نهد عرش برین بر رخ خود پای شرع
هست از بیت بلندی جلوه ایوان شرف		می‌شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ
کی بود در لکنت او هیچکس را جای حرف		دم بدم شیرینی لعلش بگیرد پای حرف

ایکه به سائل زلب ممسک جواب خشک	وله	از جیب خشک سال برآید سحاب خشک
صلا از گرم جوشی خوبان مخور فریب	وله	کز جیب آفتاب برآید سحاب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	وله	میرسد شبنم افتاده بمعراج به گل
چون درخت نوکه هر بر مینهد از جیب تخم	وله	هر دو دست خود ز رنگ و بو بهم سوده ایم
گرد دامیم از سر مژه ابروئے ترا دنباله دار		حسن این بیت بیند از مستزاد افزوده ایم
دستگیر عاجز واماندہ شمشیرست و من	وله	خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیرست و من
دل من از گل داغش به بستان مینهد پهلو	وله	ز جوش اشک چشم من بعمّان مینهد پهلو
زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش	وله	هر کو رسے نگردد از بحث کحل آگاه
از رخنه دل گوهر آهسته بمن گوید		صدا من نهان باشد در گوشه تنهائی

وفائی - سلطان اسمعیل عادل شاه

وفائی تخلص - اسمعیل عادلشاه نام - یوسف عادلشاه والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا - بادشاہ حلیم کریم و سخی تھا - علم دوست تھا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تھا - اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تھا - نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تھا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تھا خیرات بیشمار کرتا تھا علما و شعرا کو خوب دیتا تھا - ظلم و ستم کا روادار نہین تھا - مجرمین کے ساتھہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکھتا تھا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تھا - نیک سیر و شیرین زبان تھا - زبان سے کبھی فحش نہین نکالتا تھا سخندان و سخن فہم تھا - اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تھا - فقیر مولف نے آپکا حال

محبوب لوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی وشعر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور وفائی تخلص کرتا تھا۔ سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف ومتین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔ انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ معرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا۔ اور چہارشنبہ بتاریخ ۱۶ صفر سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا من کلامہ

دل خوبان ز قید مہر آزاد و ستت پنداری   مدار دلبری بر جور و بیداد و ستت پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم   دل ویران عاشق محنت آباد و ستت پنداری
ز عشق قامت سرو سہی ماند پا در گل   دلش صد پارہ و زبار دل آزاد و ستت پنداری
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش   نصیحتہائے سر زاہدان باد و ستت پنداری
دل ریشم وفائی آن چنان خود کردہ با تیرش   کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد و ستت پنداری

ولہ

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم   بجز دیدہ اشکباری ندارم
شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع   پر از اشک حسرت کناری ندارم
من و عشق و رندی کوی ملامت   براہ سلامت گذاری ندارم
ازان با غمش خو گرفتم وفائی   کہ غیر از غمش غمگساری ندارم

ولہ

دل بزلفش حکایتے دارد   از شب غم شکایتے دارد
تاکے آزار اہل دل طلبی   ہر وفائی نہایتے دارد
خون دل میخورم ز غصۂ یار   بار قیبان عنایتے دارد

دل سختش ز آہ من شد نرم	آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش	کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند لبند ہین - آپکی ولادت ۱۲۳۲ہ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا - والد یا جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تہا - آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تہے - اور آپ پرگنہ نرل کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے کبہی کبہی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - ھو ھذا

انجام انکسار بود اوج اعتبار	تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی است

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان والا کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۱۳ہ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی مختصرات عربی تا کافیہ پڑہکے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیر آبادی محمد حسین عاملی کے حلقہ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بہی شریک رہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آے جو رحمت آباد
کے قریب تہا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت نیک مزاج شگفتہ طبع
تہے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والد ماجد
کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے
مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ ہجرت
کی۔ وطن مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ سنہ ہجری مین اس
جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تہے۔
فصیح البیان و شیرین زبان تہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

یا فتم از فتنہ کاریہائے خال روے یار		عقل بالادست باشد قامت کوتاه را
الفت مال تیره سازد دل		دیده باشی شیر بطہ زر را
چون ذره را کشد رخ گلگون آفتاب	وله	از خود روم چو شبنم مفتون آفتاب
محفل باده کشان بی تو خموش است امشب	وله	قلقل شیشہ می سر فروش است امشب
دست و بازوئی که گاہے عقدہ کس وا نکرد	وله	پنجۂ مریم صفت سرتا قدم پیدا عبث
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا	وله	صف آرا شدہ بر میکدہ رندان گستاخ
بہزاد نقش قامت او تا جبین کشد	وله	بنید چو بینش الفے بر زمین کشد
تا مر آوری اگر طلبی سر بسجده باش		کین خط سرنوشت جبین نگین کشد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم		فرمان روائے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہمچو جادہ براہے فتادہ ام		اے من فدائے روے تو گاہے گذر بکن
جان نثار است بادشاہ آفاق	رباعی منہ	بر سبزہ سرش رفت چو مصحف طاق

جبریل بدرہ یا سلیمان بر تخت	یا احمد مرسل است بر پشت براق

وفا - مرزا عبد الباقی

وفا تخلص - میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپائگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و اصفہان تہا - آپکا مسقط الراس
بغداد شریف ہے ۱۲۰۰ھ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علما سے سند علوم و فنون کی حاصل کرکے محمد کاظم واله و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چندے روز کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین تقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے - سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین اُستاد تہے - غزل کم کم کہتے تہے
خوشنویس تہے - ہفت قلم تہے - فن خطاطی مین اُستاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک
تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - من اشعارہ

بینمت گر بار قیبان همنشین ای بیوفا
بر تن از غیرت خار بهر سوی چون زنی جرا

مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون
بخت واژون بین که شد دور ز سگ من جدا

خورشید را بحسن تو سنجیده ایم صبح
دیدیم چون ستاره مقرون آفتاب

هر نکته گر بود نهان در دلم ز عشق
یکیک سرشک برخ من جسته جسته گفت

خور بی کسب فروغ برور با هم مدام
هست باریوزگی همچو گدایان صبح

ز وصل یار جدا او فتاده می گویم
سر نیاز بهر دو نهاده می گویم

صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمای من
آسمان گردد زمین از چشم انجم زای من

وصفی ۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ۔ سرفراز علی نام ۔ آپ شاہ عجیب بخش ساکن قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنو کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملا جیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۵۰ھ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی ۔ موزونی طبیعت خداداد تہی ۔ شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ۔ تہوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے ۔ فارسی اردو دونون زبان مین سخن فرماتے ہین ۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین ۔ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب ۔ و گنج تواریخ ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین ۔ آپ سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ صدر مرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے ۔ مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ۔ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے
منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب حبانخانان نظام یار جنگ
بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔ من اشعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است
داد خواہ کدام صیاد است

سر شوریدہ را دو اجستم
گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار شود یار دلش نرم نگرد د
درراہ من خستہ اثر ہست و اثر نیست

بسکہ دیوانۂ آن نرگس فتان گشتم
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
دیوانہ چو با مست در افتاد برافتاد

بیمار تو دسا زسپند ست درین بزم
بنشست چو برخاست چو استاد برافتاد

گریہ جبا نکہ اشک کباب جگر شوم
مزا بیا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق
من ہم کشتگان غمش نامور شدم

وصلی ۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص ۔ میرزا وصلی نام ہے ۔ عراقی الاصل تہا۔ خوش طبع وخوش وضع تہا
علم و فضل سے آراستہ تہا۔ سخن سنجی و شعرگوئی سے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ پرگو تہا
ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کیطرف
روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصلی صاحب جریدہ
نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین
آیا۔ سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تہا

زور و قوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیے۔ یہہ واقعہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین واقع ہوا۔ من کلامہ

دل فریبانہ برہ میرود و می ترسم		کہ صبا دا بود شش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ		کہ کس بہ تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ شاہ احمد ابوتراب کے فرزند ہین آپکی ولادت ۱۲۱۰ھ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوے ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور ہوے اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے ۔ من اللہ تعالیٰ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا | سایہ سان کاسے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا | حضرت منصور وقف تا بود ہادی مرا

ولہ

تا بقائے نفس ساں سنے | شعور ما نیست اختیاری ما
کرد مارا چو نقش پا واقف | ہادی خلق خاکساری ما
چشم ہجر یار سراسر سپید شد | اشکم مگر نشست بصابون آفتاب
آید یاد گل پروئے زر افشان کسے | دلم از دیدن انجم بنجر وشن است امشب
پندار ہستی تو حجابی ست در نظر | ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی ۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص ۔ شیخ نور العین نام ۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں ۔ آپ کے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر سلسل یکے بعد دیگرے امور ہوتے رہے ۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی میں مصروف رہے ۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل ۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زودبیا ۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎
دل ز دستم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ
واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم صحبت و اتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۶۷ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری و ضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے۔ ؎

گرچہ جان بیتو بلب نزدیک است دور بودن باد ب نزدیک است

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت و حج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت و حج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول ۱۱۶۸ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود خلیفہ باباشاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی ۱۱۶۸ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور و اورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان و اسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہہ کے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

عینکی و پارۂ سیاب با ما ماندہ است چشم بیخواب دل بیتابی با ما ماندہ است

کردند غریب غارتے راہزنان	سرماند و نماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک	وا ماندہ بما ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا - دونون بالا پور سے کہولا پور گئے پہر وہان سے لکہا کہ خرچ کافی نہین ہے پہر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بہیجا - آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے بنجاب مین داخل ہوئے - وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را	پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می در کار رنگ آن رخ پرنور را	حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ برکرسی ناز آرد نشست	عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامۂ داغ است گرم	سرد بازار است اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا	نالم اگر بشیخ شنود ہمنفس مرا
گفتم کہ از ہم دل ازین دلبران شہر	خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل	با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہر چہ ممکن بود داد	با وجود حسن یوسف نغمۂ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند	بیمار را زیادتی خوان گران کند
حسن در پردہ محال است کہ ماند پنہان	غنچہ گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق	مائیم و خاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلبرانہ نگہ میکنی مگر	دانستۂ کہ دل ز تو ابی باز میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم	چون شعلہ فتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف رویت کردم گل را خجل کردم
زمن شرح پریشان حالی است بپیش او قف
حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم
بنوعی شد دوا کان لف کاکل را خجل کردم
نمیکند بدمے کار زخم کاری من
بگو که جمع کند دل زمن شکاری من
بصد ہزار جفا از تو ناامید نیم
که از جفائے تو بیش است امیدواری ما
ورحنا کس نہد دست باین رنگ که تو
پنجه در خون جوانان زده بیہر شوی
ایکه پیوسته زنی تیر و نداری سپرے
نخوری نیز دعائے سحری از جگری
سزاواری بزندان قفس بلبل چه بینائی
تو خود کردی چرا فارغ گل و گلشن ندانستی
نفس شد قطع از بے ہمدمیہا رو بکوہ آرم
مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی
دم مزن اے تیغ با ابروئے یار از ہمسری
بخت گیج باشد لیل قاطع بیجو ہری

واثق - حکیم شاہ زین العابدین قادری

واثق تخلص ۔ شاہ زین العابدین نام ۔ نسباً و لقباً و قوماً قادری نائل نا عظمی ہیں گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ غلام محمد نائل نا عظمی المخاطب به رضا حسین خان کے فرزند ارجمند ہین آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت اللہ خان بہادر کے ہمراہ دہلی سے محمد پور مین آئے ۔ سکونت پذیر ہوئے ۔ واثق صاحب جنکی ولادت ۱۲۱۴ سنہ ہجری مین واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد مین کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ شاہ حسن علی قادری مائل و محمد اسلم خان شایان سے ختم کین ۔ اور شعر و سخن کی مشق بہی بزرگان مذکور کی خدمت مین کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمتمین کتب طب کی سند حاصل کرکے مطب مین مشغول ہوئے ۔ اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمتمین

پڑھ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس تفسیر و حدیث کی سند پائی۔ اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بہی لیاقت و استعداد حاصل کی۔ علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطاء اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے۔ اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے۔ اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل۔ جامع علوم و فضائل تھے۔ ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے۔ آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا۔ افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ۔ رسالہ لیلۃ القدر۔ و صدقۃ الفطر۔ و تکمیل المہام فی الصیام۔ و تبصرۃ الواہب۔ و تکمیل الحجہ فی بیان السنۃ والبدعۃ۔ و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین۔ و مراۃ الحق وغیرہا چندروز مشاعرۂ اعظم کی محفل مین باریاب ہے۔ ملازمت سرکار سے فائز المرام ہوئے۔ آخر مقام ملور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احبا سے سنا گیا کہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب۔

من اشعارہ

سادہ لوحان را تحمل از جفائے خلق ہمیت	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست	بیعت و سنت سبو کشف الغطا باشد مرا
در شہود آن پری شہا مرقوب بودہ ام	بیخودی تا گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا	کے برآید کشتئ آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	چو صیاد یکہ دامے گسترد آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص - شیخ عبدالقادر نام - قادر علیخان بہادر خطاب ہے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تہے - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰ ہجری مین بلدہ نیلور مدراس مین واقع ہوئی - نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمتمین کتب مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان مین قدم رکہا - سید ابو طیب خان والا - و محمد اسلم خان وجوہری و مسعود خان ولا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تہے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا - رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہونچا - معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے - اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تہے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تہے - چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے - پہر سرکار انگریزی مین ملازم ہوئے - متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے - آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تہے - امانت و دیانت کے ساتہ امور مفوضہ کو انجام دیتے تہے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے - سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی مین مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی۔ من نتائج طبعہ

بیطاقتی چو راہنما می شود مرا — آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
نازم بضعف خویش کہ مانند بوئے گل — مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

ولہ

چہ پرسی اے پریرو حالت دیوانۂ خود را — گریبان چاک و بر سر خاک و در جان حسرتے دارد

ولہ

چمن را اعتبار تازگی از پا بیفتادے — نمی جستی گر از رخسار گلگونش توسل گل
ولت ہمراز شد محو ہوائے گلشن دنیا — ولے بر بیوفائیہائش خندد بے تامل گل
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون دل نوشم — سراپا آتشم چون آتش یاقوت خاموشم
صبا شوخی مکن با طرۂ زلف نگارینش — چو بوئے گل ز تحریک نوازش می پرد ہوشم
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ — شہر را صبح وطن شام غریبان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن — چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
گر آید بر مزارم آن بت نیرنگ ما نوسے — بر آید از نئے پر استخوانم بانگ ناقوسے

ہمدم۔ شاہ محمد تقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خافیخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خافیخان مورخ کے نبائر مین ہین۔ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے۔ ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوئی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تھا۔ آپ بھی بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تہی فتوحات مکیہ فصوص رات دن مطالعہ مین رہتی تہی یکایک دلمین محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے تارک ہوئے۔ ہروقت دیدۂ گریان اور دل بریان رہتے تہے۔ آخر برہانپور سے حیدرآباد آئے حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق و سجادہ نشین تہے۔ اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حضرت نے دیکہا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے۔ بناءً علیہ آپ کو دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ چند مدت بسر کرکے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت لی۔ اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے۔ مرشد کی درگاہ مین مقیم ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ عالم فاضل و منشی بے نظیر تہے طبیعت مین ذکاوت تہی پر تہی شعر گوئی کا خیال ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدرآبادی سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے۔ خود استاد آپکی کلام کو دیکہکر کہتے تہے کہ اُستادانہ کلام ہے اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پہر ترک کردی۔ فارسی کلام نہایت ہی شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بہی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے۔ آپ مدۃ العمر حیدرآباد مین رہے آخر ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

در ملک غم عشق تو شاہ ہست دل ما
با فوج سپہ شکن اہل سپاہ ہست دل ما

تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس
جان دادۂ شمشیر نگاہ ہست دل ما

گشتہ است نقرہ آب بیابان ز ماہتاب
از جوشش سحر شبیر بمیدان ز ماہتاب

رنگین شدہ است تا کہ ترا از نگار دست
بردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوی پریشان تو بیخبری نیست	وله	گوی من وزخم چوگان تو بیخبری نیست
حاصل آب بی تابی بود دانه اشک	وله	چشم گریان دل بریان تو بیخبری است
که حق نمک کند فراموش	وله	عاشق که لبت مکیده باشد
یوسف که بچاه گشت پنهان		حسن تو بخواب دیده باشد
ساخت باسوز هر آنکس هنری پیدا کرد	وله	سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد
نیارد تاب رویت ماه چون سوی تو می آید	وله	بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید
دل دیوانهٔ ما را بافسون بستن و کشتن		تکلف بر طرف از زلف و ابروی تو می آید
دل سیپاره می آرد نیاز مصحف رویت		چو آمدم با وضو از اشک خود سوی تو می آید
بجا میکرد مارا مست و مدهوش	وله	تهی ساغر بکف مینا در آغوش
شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی صفای او	ول	مصرعی از قطعهٔ خوش خط ریحانست زلف
قطعهای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر		نرگسستانست چشم و سنبلستانست زلف
ما زخم دل خویش بمرهم نفروشیم	وله	شادی نستانیم و عوض غم نفروشیم
شاه مردان بود امام من	وله	گرچه باشد کسی امام کسی
تو معنی خط آن خوشنویس چه میدانی	وله	ز نقطهٔ هیچ نخواندی سخن چه میدانی
ز مخموری بمیخانه فتادم بر تمنا جامی	وله	عصای گردن مینا کفی صهبا سبوستی
مبادا بشکند موی کمر از بار سینه سیم		منه از نازای نازک میان بر تار مو دستی

من اشعاره الهندی

جان بر لب رسیده باقی تهی		مجهه مین اور عشق مین حساب هوا
کرو تم جور یارا کهو گلابی جان پهلو مین	ول	تمهین ہم اکا شیشہ بر مینای سر نثار کرتے ہین

نہ شب بر میں آتا نہ دن مکھہ دکھاتا | وله | نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے | وله | دل خون ہوا میرا و لبر کے نا تقویت سے

آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب | وله | دے جا کہیا میری شان نہ زبانی تو سب ہمو زلف کا کل کہنا

تاریک راتون مین باریک تارے و نین | وله | زلفون کی بالون مین الجھا میرا دل

ان مار بچون سے اس منکی مہری کو | وله | افسون گری سے فسو نگر پھر آجا

ہجران کی تلخی سے دل ہیزا ہیگا | وله | میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے | وله | ہون ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ہمدم | وله | شہادت کا رکہتا ہے خواہش

ظالم تغافل کا اب وقت نین ہیگا | وله | یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی - عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص - عبدالہادی نام - آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے - شاہ ساحی کے تلامذہ مین سے ہے - علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ ساحی اسکو کہدیتے تہے - لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچہہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین ہم صحبت ہے کئی مرتبہ مین نے مصرع ریختہ طرح کئے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا - کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجہے ثابت ہوگیا یہہ بیچارہ بے سرو مایہ ہے - ہان حسن صورت جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے - حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکہنا اس بات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعر گوئی کے کوچہ سے نا آشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی و رسا لک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تہے ابتدا مین خوب کہتے تہے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کیے ازانجملہ شعرگوئی بہی یک لخت ترک کردی تہی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہیے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش پانسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہوگیا تہا سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوئی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعاره الہندی۔ مدح شاہ سامی

تسبیح ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا	رہون مین کیون نہ ثنا خوان مدام سامی کا
مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے برجا	جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا
میری سری کیا ہے زبان کو اہل سخن	نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا
شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام	ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر رمال کی شان مین

جگمین ہے دلچسپ از بس حاجی اکبر کے سخن		سنکے اسکے شعر ہین گلشن مین سب بلبل خموش
نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات مین		یہہ ہین تیرے ظالم کیون نہو حلوا فروش
کیون نہو آنکہون کو میرے تیرے دیدے وستی		دل ہے میرا شیفتہ گر آنکہین تیری ہین بادہ نوش
یقین مین تم ہنادو جنکو ہرگز بوجتا نہین ہون	ولہ	حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا
جہان فانی مطلق ہے عبث دل بستگی اسمین		یہ اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجہ پر مہربان ہوویگا مت ہو بقرار	ولہ	ہادی کامل سے مجکو بہت پیارا ہوگیا
دلدار پر مہرے ہے عجب کچھہ بہار آج	ولہ	ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج
غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہمارے دل ونکہہ	ولہ	ہات جل جاوے یگا ڈرتا رہ انگاروںکو نچھیڑ
سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار سے		ایک کا مائل ہو بلبل ہزاروں نکو نچھیڑ
ہے سرنگوں چمن مین اور زرو رنگ غم سے	ولہ	نرگس کو جب سے تمنین انکہیا بتایاں مین
عشق کی بے تابیان تو دیکہہ		کہیں عاشق ہوا ہو تیوں سمجہی

ہاشمی ۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص ۔ شاہ ہاشم نام ۔ بیجاپوری الاصل ہے ۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعراء کا معاصر تہا ۔ اندہا مادرزاد تہا ۔ مگر اُسکے دل کی آنکہہ روشن تہی نہایت ذکی و فہیم تہا ۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا ۔ اکثر اسکا کلام ایہام و تلازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ۔ قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے ۔ لچھمی نرائن نے تذکرہ چمنستان شعراء مین اسکا تخلص ہاشم دکنی لکہا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکہہ دیا ہوگا ۔
لچھمی نرائن نے بہی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو ۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم ۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص رکہتا تہا ۔ ایکروز محل سراء مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اُسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر مینا ہے وہان سے اُٹھہ کر سب پردہ مین
پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے
وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے
اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے
آپکا انتقال سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی کرون گی پہر جا واڑ	اگر مجہہ ہو وینگی فرصت صبح پہر آونگی چہوڑو
اگر کوئی آکے دیکہے گا تو دلمین کیا کہیگا	مجہے بدنام کیا کرنے کہین مین جاونگی چہوڑو

ہاتف میر عاشق حسین جان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین جان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری
کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلی میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب
ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار
مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا
آپکے جد اعلی سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر
ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بہی حکیم صاحب کی
بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی
تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تہے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تہے۔ بیماری کا
حال خوب استفسار کرتے تہے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تہا تو آپ اُس کے
معالجہ سے دست بردار ہوتے تہے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علماء شہر سے

پڑھین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن مہر فراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ھ سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعد ازان حکیم نواب مرزا احسان ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی صلاح لیتے رہے۔ فارسی و اردو دونون زبانونمین کہتے ہین۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الهندی

یاد آتے ہین ترے رخسار کے سرو روان		بھول جاتا ہون چمن مین گلا کی رنگت دیکھکر
چھوڑدی خوبی جفا ہی وائے قسمت یار نے		کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکھکر
جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہین کے جو بہت		دل لگا تا ہی کسی سے نیک ساعت دیکھکر
اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھہ	وله	رہتا ہے کون لمبین ادا سر جھکا کے دیکھہ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہم سے	وله	لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہے یہی
اُڑ کر جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ	وله	مین خاک رہ کوئے رسول عربی ہون

ہادی۔ ابو الحسن محمد داؤد حیدرآبادی

ہادی تخلص۔ ابو الحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدرآبادی المولد والمنشا ہین۔ طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و قابلیت رکھتے ہین سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی شعرگوئی مین مولوی عبد العلی صاحب متخلص بہ والہ سے مشق کرتے رہے۔ اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا
اللہ نگہبان ہے پھر ارض و سما کا

تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر
رتبہ ترے زلفون سے گھٹا مشک ختا کا

کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم
بیتا ہون نے ارض کا نا اون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل داغدار را
یک دردمند نیست جان من بیقرار را

ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم
پروانہ شمع را بود و گل ہزار را

من وحشت آشنا ز خودی خود نمیبرم
آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص۔ گیان رائے نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دلّی تہا۔ مگر آپکی ولادت سنہ ۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد والد نے وطن مالوفہ روانہ کر دیا تہا۔ آپکے والد اوّل وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے پہر نائب عالم علیخان برادرزادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے۔ پہر بدستور چند روز کے بعد دلّی جانا ہوا۔ پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے منرکو وطن سے بلواکر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تہا۔ شعرگوئی مین ہوشیار و ذہین تہا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تہا۔ آخر سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	وله	رنگہا گداشت در قلم خود تمام کرد
سینہ پوشیدہ سنبل بد چون حال پریشانم	وله	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک و سرگز کسی نکرد	وله	از شرار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفرباید بعرض جوہر جرأت فلک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردے

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکہا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ۸۵۵ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب ترجمہ تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزید کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہو جائے لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین سے سوائے ولیعہد کسیکو زندہ نرکہے تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بنائً علیہ سلطان محمد نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت و اہالی سیاست مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے نہایت ہی پریشان و حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو آج کی رات مہلت دیجیے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کرونگی ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر ساکن ساوہ کو بلا یا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جوابدیا کہ پانچ غلام گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو یوسف کا ہم شکل و ہم رنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال کرودن گی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے خواجہ مال و زر کی طمع سے اُسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہو جاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح بر آمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدۂ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو ملفوف کرکے دفن کردیا۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سرحد عجم مین مع الخیر پہنچا اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر محمود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف دیا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا شاہزادہ کی تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتہہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے کے لئے بہیجا شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہوا کے روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔ شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط دیکہہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی اتا کو مع فرزندان اتا روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی اتا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ اتا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل عیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چارسو تومان لئے۔ انتہی کلامہم پہر بسوء اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ حاکم ساوہ کے درمیان مخالفت واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے شہر قم مین آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نہین کریگا بعد ازان قم سے بطریق سیر وسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان واصفہان سے سیر کرتے ہوئے شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش وعشرت کے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہاں سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب میں خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کرنا فائز المرام ہوگا
فوراً اس بشارت کے پاتے ہی ۸۶۴ھ ہجری میں بندر ہرمز سے کشتی میں سوار ہو کے مع الخیر
والعافیہ مصطفی آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہاں خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
وعربی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اسوقت نظام شاہ بہمنی
خوردسال حکمران تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان میں باہم
محبت واتحاد کا رابطہ مربوط تھا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلوں میں شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
میں باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلوں میں شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت میں اکثر کارنمایاں کئے اور متعدد معرکوں میں کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ وعنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خود مختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ ہجری میں یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
میں بظاہر سنی المذہب تھا لیکن اقتدار واختیار کی حالت میں امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا۔ واقع میں یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین ترکی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
وعقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تھا۔ ۹۰۸ھ ہجری میں ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تہی اور فرمایا تہا جب تجکو سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو معزز و مکرم رکہنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے کہا ہوشیاری احتیاط کے ساتہہ کرنا چاہئیے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب ہین۔ اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید وغیرہم سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہرچہ بادا باد مین اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی مددگار ہوگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین کلمہ اشہدان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تہی کہ صحابہ کرام و سنیان اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بناءً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط و آمیزش رکہتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے مضمون پر کاربند تہے ؎

گر آن بہتر ورین بہتر تراچہ	چون حلقہ باندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہین بنتا تہا - بعض امرا مثلاً میان محمد
المخاطب بعین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے - لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے - اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک جانب سے خبریں پہونچتی رہین انتہی کلامہ -
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تہا - سخاوت و حلم سے موصوف و شجاعت و عدالت و خیرات حسنات مین معروف
تہا - خطاط تہا - خط نستعلیق خوب لکہتا تہا - علم عروض و قافیہ مین مہارت تمام رکہتا تہا -
اور علم موسیقی مین استاد - طنبور و ستار خوب بجاتا تہا - اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تہا
ہمیشہ اسکی مجلس مین شعرا و علما کا مجمع رہتا تہا - قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تہے شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا کبہی کبہی خود بہی شعر کہتا تہا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتہہ رکہتا تہا - ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہین کرتا تہا ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد - امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تہا تاکہ ارکین کے قلوب مین صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے -
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک مین آسائش تمام پیدا ہو جائے - تنومند قوی ہیکل تہا
حسن و خوبی مین گویا یوسف زمانہ تہا - باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن مین ایسی شہرت تہی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامہ خلائق بیجاپور مین آتے تہے سواری کے دن راستہ مین صف بستہ کہڑے ہو کے نظارہ
کرتے تہے اور زبان حال سے کہتے تہے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز * بدعت نہ

دوستی خصمے آمیز پ درکوئے تو از ہجوم نظارگیان ۔ نے جائے ستادن ست و نے رہ گریز

جہانگیری زمانہ مین ایران وتوران و عربستان وروم سے صاحبان علوم و فنون بہادران

کاردان کو خطوط وخرچ راہ بھیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اوراُنکی عزت وآبرو ایسی کرتا تہا کہ

اسکے سایۂ عاطفت مین شکرگزار ہوکر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح

دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مرکر اُٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعۂ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی

عادلشاہ نے پختہ گچ وپتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکنٹرا مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے

امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن وجمال مین حور وپری سے کم نہ تہی اُسکا نام

پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے

چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک بیگم سلطان

منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی

زوجہ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس ماہ نہایت شان وعظمت کے ساتہہ

سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا سنہ ۹۱۵ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ سخر

کیا تہا۔ آخر سنہ ۹۱۶ ہجری مین بقول بعض سنہ ۹۰۶ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر

۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ

کہی حضرت بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ۔ حسب الوصیت قصبہ کوکی مین

شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا

یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصۂ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا گیا

ان کنت شائقًا فارجع الیہ۔

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلهٔ ما — گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما
با آنکه بجان با تو نکردیم بخیلی — نیشن دگران بهر چه کردی گلهٔ ما
بنجاله به لب آمده بر پارهٔ عشقت — رفتیم که شد بادیه ره آبلهٔ ما
با مسئلهٔ فقه ندانیم چه یوسف — آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما

وله

گرد ارسی بدرد دل ناتوان من — کی می برد بمرگ کسان رشک جان من
درد دل خود اربکنم کار مشکل است — ظاهر که میکند بتو درد نهان من
با آنکه صد رهم بجفا آزمودهٔ — تیغی کشیدهٔ ز پئی امتحان من
ای گل رسیده است بگوش تو قصه ام — بلبل بخواند وقت سحر داستان من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند — حرفی ز بیوفائی گل از زبان من
یوسف براحی دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکه گوش کند نکته دان من

وله

مرا ز بادهٔ جامی فراغ یعنی چه — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعے منه

دوشینه بر آستان یار از سر درد — می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد
بر حلقهٔ در دست زدم گفت چرا — بیهوده بود کوفتن آهن سرد

وله

ای آمده دیدن رخت وقت صبوح — آثار هزار گونه اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست که رویت شد آئینهٔ روح
آنکس که علم به نیکنامی افراشت — در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زنده جاوید اند — مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد یار بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا الفت بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین - آپکے جد امجد و والد شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے - منصب مناسب پر ممتاز ہوئے - یار صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۴۶ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی - نشو و نما شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تہا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدے سے چند اشعار ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین سے

بلبل طبع شد نگار سخن	می زند جوش نو بہار سخن
سنبل زلف و سبزۂ خط را	میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان ہمان	ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خودرسان بگوش بلیغ	کہ بہر و آمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت	اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی	معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح
از بلاغت بلیغ شد نامش

صید معنی کند شکار سخن
کرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف زلف کا کل آید پریشان خاطران
از خمار بید ماغی خاطرم افسردہ است
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم
خانمان چون مشت خس بر باد حسرت دادہ ام
شد مسلم ملک معنی مرترا زیر نگین
اے ترا لفظ و معانی ہمچو من حلقہ بگوش

خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
لغزش مستانہ میخواہم ز مستان سخن
تا کشم بر صفحہ جدول زدیوان سخن
آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن
ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
خامہ ات شان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھ نہایت نیازمندی و خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندربدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ **من ابیاتہ**

قلم در خون کش افسانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید

پروانہ عشق
سرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے مگر جابجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت
سر شک او متاع کاروان بود
روان شد نو نہال سرو پا مال

در ہجر ماہ چندر بدن

قدم منصور سان بر دار می رفت
قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
فغان قمریش فریاد و خلخال

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله ام رنگ ریخت		آشنای گوش تمکینش نشد پیغام ما
آنکه نازش بر رخ آئینه مژگان وا نکرد		کی بکام او شود وصل بت خودکام ما
ز حسن خویش در عشقم نداشت آگاهی	وله	کرد او آئینه در دست نوبهار مرا
وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است	وله	بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است
بی شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان		سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است
از خلوت آئینه چو بنشست	وله	فریاد ز نوبهار برخاست
سرمه آلود نگاه که بدادم نرسید	وله	ناله خون شد بدل گفت صدا را عشق است
ز دیده بی تو خون ناب میریزد	وله	نمک بزخم دلم ماه تاب می ریزد
چشم مستش تا بخواب از غلطان فتنه بود	وله	فتنهٔ بیدار در آغوش مژگان خفته بود
برگ برگ این چمن آئینه دار حیرت است		محو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود
تا فرق تو آرهٔ جانکاه نکردیم	وله	چون شانه دران زلف سیه آه نکردیم
در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت		تنگ است قفس نالهٔ دلخواه نکردیم
در دل زیاد چشمش میخانه می تراشم	وله	از گردش نگاهش پیمانه می تراشم
یادی از کاوش مژگان درازی کردیم	وله	سینه را بی کشش ناخن بازی کردیم
بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون	وله	نوبهار گریه ام طاقت گزار آستین
سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین		موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین
آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه	وله	سوخت آخر شوق بی پروا کباب تحفه
کرده ام ترک ستمگر انتخاب تحفه		خون ساغر می کشد جای شراب تحفه

نقطۂ صفر است تنجال والف آہ رسا	ولہ	دفتر دیوانگان دارد حساب تحفہ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش		خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ
دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ	ولہ	تلخ گوئی نیک بد عہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد		اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نوبہار جلوہ آمد آمد انداز کیست		صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من اشعارہ الہندی

مشت پر صیاد اُسکو جانکر ازران نہ بیچ		ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نو بہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب		گل کو عشق اور ہم صفیرون کو دعائے عندلیب
نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید	ولہ	ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
بار فرش اطلس زر بفت کچھہ درکار نین		میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید
ٹک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھہ اباغبان نرگس	ولہ	خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
نکل گھر سے کہ سیر نو بہار انتظاری ہے		یہان آنکھین کہلی ہین یا لگے ظالم ہان نرگس
مت پوچھ حال دلکا جیسا کباب و آتش	ولہ	اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش
اُس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی مین		یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سوتے ہے آشیان مین کس نیند وصل گل مین		مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے		ہے سر بسنگ حسرت لعل خوش آب و آتش
گرمی سے می کے اُسکا چہرہ ہے یار عرقناک		اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل ۔ میر علیم دانخان

یکدل تخلص ۔ میر علیم دان خان نام ۔ آپ سید محمد موسوی واز کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے - فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد سے تا جاہ
پڑہی - ذہن استعداد و کامل ہوا - حیدر علیخان کے عہد مین بالا گہاٹ ارکاٹ مین گیا
وہان ملازم ہوا - اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا - چند مدت کے بعد حسب الطلب
والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا - نواب والا جاہ کے دربار مین باریاب ہوا - نوابصاحب نے
تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا - موزون الطبع تہے
کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے - کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے - نزاکت
و لطف سے مملو - صاحب دیوان ہین - دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے -
آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین رحلت کی انا للہ
و انا الیہ راجعون - من اشعارہ الفارسی

خواستم ہر چند پنہان عیب خود سازم
طفل اشک از بیقراری ہا کند رسوا مرا

ولہ

چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان
نمود گردش این گنبد کبود مرا

ولہ

آئینہ مشربیم ز روشندلی خویش
عکس جمال دوست بود در کنار ما

ولہ

کے بہمد چشم آساید ز بیتابی ہجر
طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است

ولہ

تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد
چون سایہ شب و روز وطن ہمسفر ماست

ولہ

گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند
تا روز حشر نیز بپایان نمی رسد

ولہ

زبیکسی گلہ نیست در دلم یکدل
گہر ز گرد یتیمی آبرو دارد

ولہ

کے تواند دید سوئے دگرے کز ہجرش
موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر بسمل خود ای شوخ تو خندان شدہ باشی

یاد ۔ مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص ۔ خواجہ حمید الدین نام ۔ آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین ۔ آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے ۔ آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی ۔ شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکھتے تھے ۔ جو کچھہ کلام موزون فرماتے تھے پسندیدہ ہوتا تھا ۔ آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے ۔ اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تھے ۔ اس فن کے اساتذہ کے ساتھہ فرزین اٹھا کے کھیلتے تھے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تھے ۔ درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تھے ۔ آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تھے ۔ پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تھے ۔ قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تھے صابر و قانع تھے ۔ زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تھے ۔ ایک وقت آپکے دل مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا ۔ فوراً حیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے ۔ زیارت سے مشرف ہوکے مدراس مین واپس آئے ۔ چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے ۔ پھر یکایک برخاستہ خاطر ہوکے وطن مالوفہ حیدرآباد مین آئے عزلت نشین رہے ۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے ۔ من کلامہ

یاد علیست درد من حرز جان من ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت مطرب از اشعار جامی ہلالی ہم بگو	وله	یاد علیست درد من حرز جان من دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سہر بدرست حسن ہم دل نجم ست حسین	جان نجم و دل بدرست یکے از قولین

ہم سر نجم و سبعہ سیارہ بدان که طلوع قمرین است و غروب شمسین
آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تہی - تاریخ سے آپکی روشندلی
و صاف طینتی ثابت ہوتی ہے - هوهذه

خوانده باشید فاتحہ اخلاص ۱۲۱۶ھ		جائے تاریخ بہر ابن عاصی

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص - احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے - نواب آصفجاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تہے - آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد - والا جاہ کے سایہ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی - نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی - طبیعت مین موزونی خداداد تہی شعر گوئی شروع کی - ذہن و قاد و طبع نقاد رکہتے تہے - تہوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑہ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی - فارسی و ہندی دونون زبانون مین کہتے تہے لچہمی نرائن صاحب شفیق تخلص چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین - قریب غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تہے - فقیر پر بہی نہایت مہربانی فرماتے ہین - غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین ولے معنی مین ہین یک یار و صاحب

انتہی کلامہ - لچہمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہے - یاران ہم مشرب کے ساتہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تہے - بعد ازان ۱۱۸۵ھ ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب ترجمہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین بیرون شہرپناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جا رہے تہے یکایک گہوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ۱۳ تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الهندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے
کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

ہمارے دلکو ناحق خوبرو ہردم جلاتے ہین
کہین بتکدہ کے بہی برہمن کو ستاتے ہین

چمن مین رنگ اُڑ جاتا ہے پہولونکا خجالت سے
رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہاتے ہین

نتیجہ اُن کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا
عبث سنگین بتون سے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

وله

گریبان چاک و مطعون جہان بدنام عالم ہون
پڑی خاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے مین

وله

مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین
مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین

یار سے ترش ہو اوروں سے یہ میٹھی باتین
کہ ہون آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کو اکدن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا ملک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد دل کو نہ کہیے تمہیں تو کب تک بیٹھے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سن کر کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہیں سمجھتا تو کیا خبر ہوگی انتہا سے
یہ راہ میں مشکل ہیں ایسی اہو نہیں کیون قدم کو رکھا ہے تُونے
اگر تو واقف نہیں ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پہیر سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خوشی میں بیٹھا رہو تو اپنی تجھے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی میں ہوتے ہیں شہید	ولہ	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کہ سنکے شور فغان چمن چمن لا	ولہ	گل نے کہا کہ کان میں تیرے تڑک اٹھی
کیا گل کے نام میں بھی ہے اعجاز عیسوی		بلبل موئی پڑی تھی سو سنتے ہی پھڑک اٹھی
باغین کہتی تھی بلبل ہائے رے اٹکپٹی	ولہ	دل جلا میرا تب اس گل مین ٹھنڈک پڑی

من اشعار الفارسی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید		لب از توبہائے خویشتم استغفار می آید
برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن در نکہت گفتار می آید
بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس ہست دیوان مرصع کار ما
گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما	ولہ	آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سگش از راہ وفا از پئے ما می آید
سگ او بینم کہ از راہ وفا می آید

یکدل۔ محمد انور مرادآبادی

یکدل تخلص۔ محمد انور نام۔ آپ شیخ محمد خان مرادآبادی کے فرزند ہین۔ آپ کے والد ماجد مرادآباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مرادآباد مین داروغہ تھے۔ اُسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تھے۔ پھر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے۔ نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح وذی استعداد و لائق تھے۔ آصفجاہی مقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ آپ صاحب کمال وہر دل عزیز تھے۔ پھر نوابصاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ جب نوابصاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بھی ہمرکاب تھے۔ دلی مین پہنچکر ۱۱۵۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا۔ شعرگوئی مین لائق وہوشیار تھے۔ آپکے اشعار مرغوب ودلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین ومعانی رنگین سے آراستہ وپیراستہ ہوتے تھے۔ خوشرو ویہ و خوش اخلاق وظریف الطبع صاحب مذاق تھے۔ اور تماشائے رقص وسرود پر فریفتہ وشیفتہ تھے اکثر رقص وسرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے۔ اور خود بھی مکان پر جلسے کرتے تھے۔ آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ تھا تھا عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ **من اشعارہ الفارسی**

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت — ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت

عابد بہ کعبہ گفت سخن عارف از رخش — قربان او شویم کہ وجہے وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود — رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

شب جلوه کرد باده وزاهد بدہ ہیچ
در آفتاب دیده خفاش کور بود

بے شاہی شود نسق مملکت خراب
شب بے تو در قلمرو دلہا فتور بود

صحرانشین شد از ضرر اختلاط خلق
مجنون ما به بین چه قدر باشعور بود

ندیدہ ایم براستی از بس بطبع مردم دنیا
وزان رو سلام این کجا از درستی کردم

(ولہ)

الحمدللہ والمنہ کہ درین ایام فرخندہ انجام حصۂ اول و دوم محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن مولفہ والد ما جدم مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب ملکاپوری البرادی الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ الی یوم القیام بحسن اہتمام میر وزیر علی صاحب خوشنویس بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۲ دسمبر سنہ ۱۳۲۱ ف

در مطبع رحمانی مطبوع شده
مقبول خاص و عام گشت

راقم

محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب
محمد عبدالجبار خان صدر مدرس مدرسہ اعزہ
حیدرآباد دکن

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب حسن التخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف وشیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن سال تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکا پوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم وفن جامع انجاء تحقیق سخن خوب ودلچسپ است محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے



اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم
کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان تا شہا
ان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین ۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

[illegible]